ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بهما کتاب الله و سنة رسوله الحمد لله که درین زمان کثرت فتن

بتوفیقات ازلی و تائیدات لم یزلی عجالهٔ نافعه از تالیف احسن المناظرین و افضل المتکلمین مولانا

السید محمد حسن امروهوی دامت برکاتهم و فیوضهم علی رؤس المسترشدین مسمی به

Pam 15272

مِصباحُ الادِلہ

SMO 12846

لِدفعِ الادِلۃِ الاذِلہ

بجواب ساله ادلهٔ کامله که مولوی محمد قاسم صاحب دیوبندی بحجاب اسم محمود حسن طالب العلم دیوبندی تحریر

فرموده اند در سنه ۱۲۹۵ هجری در مطبع فیض عام دهلی بزیور طبع پوشید امید که ناظرین با انصاف در اسعد و

در پلهای میزان کتاب و سنت سنجیده از اول تا آخر ملاحظه فرمایند

۳۲۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰہم انا نستفتی نحوک بتحمیدک ونتوجہ الیک قائلا لبیک وسعدیک ونصلی علی رسولک الحبیب الذی ہو رحمۃ للعالمین من لدیک ونجاہد نفوسنا فی طاعتک بتوسل اقتدار اصحابہ المکرمین ونرکب الصراط المستقیم الذی ہو مسلک آل المطہرین —

امابعد احقر زمن سید محمد احسن امروہوی وارد حال کلکتہ بخدمت سائر ارباب بصائر گذارش کرتاہی کہ اہل علم ذوی الانصاف دور از اعتساف پر یہ امر پیدا وہویدا ہی کہ تمام علوم شرعیہ ودلائل سمعیہ کا پیشوا ومقتدا حدیث امام الرسل سید الانس والجان ہی اور کل روایات فرعیہ واحکام فقہیہ بمنزلہ جسم اور حدیث اونکا دل وجان فروعات فقہیہ وہی معتبر ومختار ہونگی جو اصول حدیث سی مشید وپایدار ہونگی عبادات مین بہی حدیث شریف ہی اصل الاصول ہی اور معاملات مین بہی سنت نبی کریم سند مقبول اگر اسرار وکشفیات صوفیہ کرام ہین تو اونکا مستند بہی احادیث خیر الانام ہین کسی طرحکی حالات ہون یا کیسی ہی مکاشفات اگر مخالف سنت سنیہ ہین تو خیالات ہین اور آفات حتی کہ وجوہ تفاسیر معانی قرآن مجید خلاف سنت غیر مقبول کہ من قال فی القرآن برایہ فلیتبوأ مقعدہ من النار حدیث واجب القبول ہی عقائد اسلام بہی وہی کامل العیار ہین جو اس نقاد کامل کی یہان سرہ وجید ہی رد وانکار ہین ورنہ محض مردود ومطرود

ازدربار پروردگار ہین فذلک مرام حدیث نبی علیہ السلام ہی اصل الاصول حمد و نعت واحکام ہی اور سنت سنیہ ہی مرکز دائرۂ حلال و حرام و نعم ما قیل **نظم** کیا تجھسی کہون حدیث کیا ہی۔ دُردانۂ درج مصطفے ہی۔ صوفی عالم حکیم دینی۔ کرتی ہین اوسکی خوشہ چینی۔ بابا کی یہا لسنی کون لایا۔ جسنی پایا یہین سی پایا۔ یہہ شاہرہ محمدی ہے۔ گنجینۂ راز احمدی ہی۔ مشعل افروز راہ سنت۔ برہم زن بیخ و شاخ بدعت۔ ہوتی ہوئی مصطفے کی گفتار۔ مت دیکھہ کسیکا قول و کردار ٭ جب اصل ملی تو نقل کیا ہی ٭ یہان وہم خطا کا دخل کیا ہی ٭ اب زیادہ تو مجھسی کر نہ کل کل ٭ خورشید کے آگی کیا ہی مشعل ٭ بالفرض فلان تہا مرد کامل ٭ اوسنی تہا کیا کہا لسنی حاصل وہ بہی اسی درکا اک گدا تہا ٭ گو غوث و امام و مقتدا تہا ٭ ملفوظ بہت ہین تو نی دیکھی ملفوظ محمدی کو اب لی ٭ ناحق تجہی اور کچہ ہوس ہی ٭ قرآن و حدیث تجھکو بس ہے حق ہو گا حدیث خوان ہی خرم ٭ ارشاد رسول فخر عالم ٭ امام ابوبکر بن ابی داود السجستانی نی فرمایا ہی **نظم** تمسک بحبل اللہ واتبع الہدی ۔ ولا تک بدعیا لعلک تفلح ولذ بکتاب اللہ والسنن التی ٭ اتت عن رسول اللہ تنجو وتربح ٭ ودع آراء الرجال و قولہم ٭ فقول رسول اللہ ازکی واشرح ٭ ولا تک فی قوم تلہو بدینہم ٭ فتطعن فی اہل الحدیث وتقدح ٭ وایضا نعم ما قیل **نظم** علم الحدیث وسیلۃ مقبولۃ ٭ عند النبی الہاشمی محمد ٭ فاشغل بہ اوقاتک البیض التی ٭ ملکتہا تشرف بذاک وتسعد ٭ ہمین وجہ تہی جہابذہ علمای امہ و ثقات مجتہدین و ائمہ ہمہ تن حدیث کی تنقیح و تحقیق مین مشغول و مصروف رہی اور اسی شاہد رعنا کی توشیح و تزئین مین مشغوف ۵ ہر کہ شد محرم دل درحرم یار بماند ٭ وانکہ اینکار ندانست در انکار بماند ٭ ناسخ کو منسوخ سی جدا کیا اور سند کامل کو ناقص سی علیحدہ راوی ثقہ کو بتحقیق حقیق راوی ضعیف سی ممتاز کیا اور درمیان احادیث متعارضہ کے تلفیق و تطبیق کر

وجوہ توفیق کو ابراز کیا مجروح ومعلول کی تجریح وتعلیل کی اور عدل وثقہ کی توثیق
وتعدیل علم اسماء الرجال مین بڑی بڑی کتابین تصنیف کین غرائب احادیث
وقرآن مجید مین کتب ضخیمہ تالیف ہر امر متعلقہ علم حدیث شریف مین ایسی جد کی
اور سعی کہ قد تبین الرشد من الغی غرضکہ اب کوئی حیلہ کسیکا عمل بالحدیث کرنیمین
پیش نہین جاسکتا اور اتباع سنت کی نسبت کوئی عذر معقول خیال مین نہین
آسکتا لیکن بعہذا بعض صاحبان خام خیال ابتک بہی خیالی پلاو پکائی جاتی
ہین اور عذر بدتر از گناہ پیش لائی جاتی ہین خوی بد را بہانہ بسیار اور کچہ
نہین بن پڑتا تو بمقابلہ احادیث صحیحہ کے احادیث غیر صحیحہ ہی لی آتی ہین
یا بمقابلہ حدیث متفق علیہ کے غیر متفق علیہ حالانکہ یہ بات محض خلاف اصول
مقررہ محدثین ہی اور جب علمای اعلام جوابہای دندان شکن عذرات نامعقول
کی دیتی ہین تو ان حضرات سی جواب تو کچہ بن نہین آسکتا علمای محققین کو
لامذہب وغیرہ کہنی لگتی ہین یا آپس مین کہسر پہسر کرکی حکام وقت کی پاس
شکایت لیجاتی ہین کہ فلان شخص وہابی ہی اور فلان غازی صد افسوس کہ
اہل حق تو انکو قال اللہ اور قال الرسول کی طرف بلاتی ہین اور یہ حضرات
اہل حق کو حکام کی پاس بلواتی ہین ع ببین تفاوت رہ از کجاست
تا بکجا الحاصل اس عرصہ مین ایک رسالہ مسمی بادلہ کاملہ برعکس نہند نام
زنگی کافور کہ فی الحقیقت اولہ اذلہ ہی احقر کی پاس مشفقی منشی محمد جعفر خان صاحب
وغیرہ نی ہندوستان سی مرسل فرمایا اور بذریعہ عطوفت نامہ مؤکد ہوی کہ اگر
صواب ہو تو تصدیق وتصویب کیا جاوی ورنہ رد وتکذیب اگرچہ ہیچمدان کو
بسبب شغل درس وتدریس کی ونیز دیگر کارہای دنیوی کی فرصت نہ تہی اور نیز
مسائل عشرہ مندرجہ رسالہ علمای اعلام نی اس تلویح وتوضیح سی واضح کیئے ہین کہ

Pm 15272

مخالفین کو جائی دم زدن باقی نہین رہی لیکن چونکہ مولف رسالہ نی بطرز جدید فریب دہی عوام کی ہی لہذا بپاس خاطر عاطر بعض احباب علی الخصوص پیرجی خدابخش صاحب ساکن نجیب آباد وارد حال دیرہ دون بنا بر دفع مغالطات مقلدان مغبون رد و جواب مین شروع کرتا ہون ؎ اگرچہ عشق مین آفت ہی بلا ہی ہی ٭ برا برا ہی نہین کچھہ نہ کچھہ بہلا ہی ہی ٭ وباللہ التوفیق وبیدہ ازمتہ التحقیق **قولہ** اس چہوٹی منہ پر بڑی بات الی آخرہ **اقول** اہل علم ذوی الانصاف پر واضح ہی کہ سائل نی ثبوت مین دس مسائل کی نصوص شتہ حدیث یا آیہ سی طلب کی ہین فقط و دگر ہیچ جیسا کہ مجیب نے خود تحریر کیا ہی اب مین دریافت کرتا ہون کہ اگر کوئی اہل علم ولو سلمنا کہ طالب علم ہی کسی مسئلہ مین علمائی وقت سی دربارہ ثبوت کسی مسئلہ کے دلیل طلب کری تو آیا علما کو اوسکا جواب یہی دینا چاہیی کہ چہوٹا منہ بڑی بات و چنین و چنان و کَیتَ و ذَیتَ و لَعَلَّ و لَیتَ کَلّا مجیب کو لازم تہا کہ مسائل متنازعہ فیہا مین دلیل مثبت پیش کرتا اور ثبوت مسائل کا جسطرح اوسکی نزدیک حق ہوتا حدیث یا آیہ سی دیتا جیسا کہ سائل نی طلب کیا تہا لیکن ملاحظہ دفعات سی ظاہر ہی اور انشاء اللہ تعالی بخوبی ظاہر ہوگا کہ کسی دفعہ مین کوئی حدیث مثبت مطلوب و مقصود نہین لایا اور نہ کسی آیہ مستلزم دعوی کو بتایا یون تو ہر شخص کہہ سکتا ہی کہ تم امام شافعی و امام مالک و امام احمد و سائر محدثین و مجتہدین قائلین سنت رفع یدین پر مثلا کیون قناعت فرماتی ہو بلند پروازی کی لئی ہنوز گنجایش بہت ہی صحابہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی آخر ما قلتم اور سائل نے دس روپیہ کی طمع اسواسطے دی ہوگی کہ جب آپ بسبب طمع جاہ و حب زخارف دنیوی کے طریقہ عمل بالحدیث اختیار نہین کرتے اور کہے جاتے ہو کہ ہماری پاس بہی

احادیث صحیحہ متفق علیہا موجود ہین بقول شخصی کہ بچہ در شکم و نامش مظفر لہذا اسام
بسبب فرط تمنا طلب حدیث طمع مال دنیوی دیگر حدیث مانگتا ہی کہ شاید آپ اسی
طمع سی جو حدیثین مخفی کر رکہی ہین ظاہر کر دین ؎ در آرد طمع مرغ و ماہی بہ بند
بدوزد شرہ دیدہ ہوشمند ؛ لیکن آپ نی اب بہی لیت و لعل کیا اور کوئی حدیث
صحیح مثبت دعوی نہ لائی جناب من اگر آپکی پاس احادیث صحیحہ مثبتہ مطلوب
نہین ہین تو ہماری دلائل پیش کردہ تسلیم کرو ورنہ پہر آپ ہونگی اور ہم ہونگے
ہمارا ہاتہہ ہوگا اور آپکا دامن روز جزا خدا و رسول خدا ہونگی اور یہ مقدمہ پیش
ہوگا زیادہ کیا عرض کیجیئ **قولہ** جناب من ابتک ہم الی آخرہ **اقول**
نی نی بے تعصبی سی نہین بلکہ عصمت بی بی از بیچادری ورنہ ؎ گربہ مسکین
اگر پر داشتی ؛ تخم گنجشک از جہان بر داشتی ؛ شاباش خاموش رہی تو ایسی
اور بولی تو ایسی سکت الفا و نطق خلفا اور حدیث طلب کرتی آپ کیون
کہسیاتی ہین آپکو کوئی نہین چہیڑ لگا و لجمی رکہیی اور جب صدائی برنخاست
کا مضمون واقع ہوا ہی تب اشتہار جاری کیا ہوگا **قولہ** اس فتنہ انگیزی پر
الی آخرہ **اقول** شاباش فساد کرو آپ تہمت لگاو طالبین حدیث پر واذا قیل
لہم لا تفسدوا فی الارض قالوا انما نحن مصلحون الا انہم ہم المفسدون ولکن لا
یشعرون **قولہ** اسلیئے الی آخرہ **اقول** یہ تو گیدڑ بہبکی ہی اگر مرد میدان
ہو تو شیرون کی نیستان مین آجاو بسم اللہ این گو و این میدان لیکن
نزاع لفظی و بی سود کرنا تو ہم کو بہی پسند نہین جیسا کہ آپ نی اس جواب
مین برتا ہے **قولہ** آپ اور وہابی ہر دعوی پر الخ **اقول** بڑے
افسوس کی بات ہی کہ مولف رسالہ نی نہ کتب حدیث کو دیکہا ہی اور نہ
شروح کتب حدیث کو ملاحظہ کیا جو دعاوی اہل حق کی دلائل سی مملو ہین

بلکہ معلوم ہوتا ہی کہ جو رسائل مختصرہ علمای اعلام نی درباب مسائل متنازع
فیہا بحجج ساطعہ و بینہ تالیف فرمائی ہین اونکا بہی مطالعہ نہین کیا ورنہ یہ قول
کیون کہتا (کہ بروی انصاف و قواعد مناظرہ اول آپکو لازم تہا کہ اپنی مطالب
کو بطور مشار الیہ ثابت فرماتی الخ) جناب من ان مسائل کی اثبات سی
تو ہمکو کب کا فراغ ہو چکا ہی اور رسائل مستقلہ اکثر ما نحن فیہ مین مطبوع ہوکر
کالشمس فی نصف النہار مشہور اور مطبوع طبائع علمای محققین ہو چکی
ہین لیکن کیا کیجیے آپ نی تو آنکہین اور نیز کان بند کر لیے ہین ع
آنکہین اگر بند ہی تو پہر دن بہی رات ہی ، اسمین قصور کیا ہی بہلا آفتاب کا

جعلوا اصابعہم فی آذانہم واستغشوا ثیابہم واصروا واستکبروا استکبارا۔
اب پیرانہ تصنیف و تالیف کا فرماتی ہو آندہ ملا توٹی سیت **قولہ** مگر بوجوہ چند
در چند الی آخرہ **اقول** آپ نے ناحق اپنی اوقات کا خون کیا اور
اونگلی کاٹ شہیدون مین داخل ہوئی اور کچہ نہو سکا مرغی کی جان بہی
گئی اور کہانی والیکو مزہ بہی نہ ملا استعداد نہ تہی تو کیون اوقات کا خون
بی فائدہ کیا کہ خون بہا بہی نہ ملا ولنعم ما قیل ع خامہ ہر چند دود ولیک معنی
نرسد سعی کاری نکند گر نبود استعداد ، اگرچہ چند بلہا آپ کی دام فریب
مین اگر پہنس جاوینگے ع اذا کان الغراب دلیل قوم ع

سیہدیہم طریق الہالکینا ، **قولہ** سردست تو مین روایات کا پتا بتا
دیتا ہون الی آخرہ **اقول** ہمکو تو انتظار کرتی ہوئی عمرین اور مدتین
گذر گئین اور آپ آتا پتا ہی بتلاتی رہے اور وعدہ وعید امروز فردا
کرتی رہی اور اس آتی پتی پر نام رسالہ کا ادلہ کاملہ خوان بڑا خون تو بڑا
بڑا کہول کے دیکہو تو آدہا ٹرا خیر ہمارا تو حال یہ ہی کہ ع برات عاشقان بر

شاخ آہو ۔ اب کیون فریب دیتی ہو سو تا کی از وعدہ وصلم دہی ای شوخ
فریب ۔ این سخن را بکسی گو کہ ترا نشناسد ۔ **قولہ اسلیئے الی آخرہ**
اقول بس اب رہنی ہی دیجی اور کچہ احوال اپنی دلائل رذائل کا
جواب پڑے لوٹ کرآتی ہین بگوش ہوش سنیی سو گوش خر بفروش
دیگر گوش خر ۔ کین سخن را در نیابد گوش خر **دفع دفعہ اول**
مثل معارضہ بالقلب ع دردم از یارست و درمان نیز ہم ۔ ہمنے آپ سی
رفع یدین نکرنیکی حدیث صحیح متفق علیہ مانگی ہے جو دربارہ عدم رفع یدین
نص صریح ہی ہو جسکی تم مدعی ہو اور مدعی پر بموجب حکم داب علم مناظرہ
کی ضرور ہی کہ اپنی دعوی کو دلیل سی ثابت کری چنانچہ اسبات کو
طلبای مبتدیان مدرسہ دیوبند بہی جانتی ہونگے کہ المدعی من نصب
نفسہ لاثبات الحکم الخبری بالدلیل اور ہم تو دوام اور وجوب رفع یدین کے
مدعی نہین جو تم ہمسے اولٹی طلب دلیل کرتے ہو اور اس حیلہ وبہانہ ہی
اپنا پیچہا چہراتی ہو یہ تو مناظرہ نہین مکابرہ یا مجادلہ ہے اور دلیل سنیت
رفع یدین کی اگر مطلوب ہی تو بپاس خاطر آپکے پیش کیجاتی ہی اگرچہ بالفعل
بحکم داب مناظرہ اوسکا پیش کرنا ذمہ ہماری منصب کی نہین ہی عن ابن عمر
رضی اللہ عنہ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ حذو منکبیہ اذا
فتح الصلوۃ واذا کبر للرکوع واذا رفع راسہ من الرکوع رفعہما کذلک
وقال سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد وکان لا یفعل ذلک فی السجود
متفق علیہ اب دیکہو کہ بقول عراقی شرح تقریب مین پچاس صحابی و
باعتبار عینی حنفی شرح بخاری مین کئی اوپر تیس صحابی نی اس حدیث
کو آنحضرت سی روایت کیا ہے اور کثرت روات سی یہہ رفع یدین

حد تواتر معنوی کو پہنچ گیا ہے یہان تک کہ امام جلال الدین سیوطی نے
اسکو منجملہ اخبار متواترہ کے شمار کیا ہے اور اپنی رسالہ الازہار المتناثرہ فی
الاخبار المتواترہ مین اسکو درج فرمایا ہی علی بن مدینی کہ شیخ بخاری ہین
فرماتے ہین کہ میری نزدیک یہ حدیث حجت ہی سب پر جسنی کہ سنا اوسکو
اور لازم ہے اوسپر کہ عمل کری اس حدیث پر کیونکہ اس حدیث کے
اسناد مین کوئی علت نہین اور یہ بھی فرمایا کہ جو شخص رفعیدین کو بدعت
کہی اوسنی صحابہ پر طعن کیا اور حاکم نے فرمایا کہ کوئی سنت سوائی رفعیدین
کے ایسی نہین ہے جسکو عشرہ مبشرہ نی روایت کیا ہو اور روایت کیا
اوسکو ابو حمید ساعدی نی روبرو دس صحابہ کے سب نے کہا نعم اور صحابہ مین
روات اوسکی سی ہین حسن بن علی و سہیل و زید و عقبہ و ابو مسعود و سلمان
و ابو موسی و جابر و عمر اللیثی و ابن عباس و ابن زبیر و غیرہم اور تابعین مین
راویون اوسکی سی ہین حسن بصری و عطا و طاوس و مجاہد و نافع و سالم بن
عبد اللہ و سعید بن جبیر و ابن سیرین و قتادہ و قاسم بن محمد و مکحول و غیرہم اور
فقہا مین سی ابن مبارک و شافعی و احمد و اسحاق و اوزاعی و مالک و غیرہم
مقبلی نی منار مین کہا ہی کہ سنت رفعیدین ایسی واضح تر ہے کہ احادیث
مفردہ کے لانیکی حاجت نہین اور اسقدر کثرت سی وارد ہین کہ چھپ
نہین سکتین اور اس درجہ صحت کو پہنچی ہین کہ صحت اونکی منع نہین کیجا سکتی
اور اسی وجہ سی اسمین کسی نے خلاف نہین کیا جناب من ایسی صحیح متفق علیہ
حدیث حجت بینہ کا رد و انکار کرنا آپ ہی کا کام ہی کبرت کلمۃ تخرج من
افواہہم اب اگر ممانعت رفع کی دلیل آپکے پاس ہو تو لائیے اور ہمسے
بدلی تمسے لے لیجئے ورنہ کچھ تو شرمائیے اور حضرت من یہ بھی ہو کہ

آپ وقت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین کسی نص صریح سے رفع یدین کا منسوخ
ہونا ثابت کیجیئے اور بیش کی جگہہ تیس لی لیجیئے اور نہو سکے تو پہر کسی کے
سامنی منہ نہ کیجیئے زیادہ وسعت چاہیئے تو ہم صحیح کی بہی قید نہین لگاتی
چہ جائیکہ متفق علیہ ہو لیکن یہ بہی یاد رہیئے کہ اگر کوئی حدیث آپ ایسی
لادین گے کہ جس سے فقط اتنا ثابت ہوتا ہو کہ نبی علیہ السلام نی بعض
نمازہای مخصوصہ مین رفع یدین نہین کیا تو اس سی آپ کا مدعا ثابت
نہوگا یہ تو عین ہمارا مقصود ہے ؎ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد؛
خمیر مایہ دکان شیشہ گر سنگ است؛ کیونکہ ہم رفع یدین کی سنت اور
استحباب کی قائل ہین نہ وجوب کی اور استحباب مین ترک احیانا لابدی
اور ضروری ہے ورنہ واجب یا فرض ہوجاوی اور از راہ عنایت
ایک اور بات خوب یاد کر لیجیئے کہ جب آپ کسی سنت کی منسوخ ہونیکا۔
دعوی کرین گے تو اوس سنت کی مسنون ہونیکا اقرار تو ہو ہی چکا
اب نسخ کا ثابت کرنا آپکے ذمہ پر لازم و واجب رہیگا کسی آیہ یا حدیث
صحیح مرفوع سی اور وہ حدیث ناسخ مثل منسوخ کے صحیح بہی ہو اور
نسخ صراحت کے ساتہہ ثابت کری جیسی کوئی مقروض ادای قرض کا
دعوی کرے تو وہ قرض کا اقراری تو ہو ہی چکا اور قرض اوسپر
ثابت ہو چکا اب ادای قرض کی وجہ ثبوت اوس سی مدلل طلب
کیجاوی گی اب اسپر بہی آپسی کچہہ نہ بن آوی تو پہر آپ ہی فرمادین
کہ اب متبع حدیث و سنت کون ہی آپ یا ہم ذرہ بولیئے اور نبی جی کا
دم بہری افسوس ؎ آدمیت اور شی ہی علم ہی کچہہ اور شی؛ لاکہہ طوطی کو
پڑہایا پر وہ حیوان ہی رہا؛ درصورتیکہ دوام و استمرار عدم رفع اور آخر وقت مین

نسخ رفع یدین کسی حدیث سی ثابت نہوا تو احادیث عدم رفع یدین سنیت
و استحباب رفعیدین کو منسوخ نہین کر سکتین اور استحباب رفع یدین کا باقی
ہے وہو عین المقصود وانکان علی رغم المخالفین کیونکہ مطلقاً ترک کرنا نبی علیہ السلام
کا کسی سنت کو کبھی کبھی کسی کے نزدیک نسخ نہین ہو سکتا ورنہ کسی سنت
کی سنیت اور کسی مستحب کا استحباب ثابت نہ ہووی ہذا خلف بلکہ احیاناً
ترک کرنا لابدی ہی تاکہ استحباب وغیر موکدہ ہونا اوسکا ثابت ہو بنابرین اگر بفرض ثبوت
جو احادیث آپ ترک رفعیدین کی لاوینگے وہ معارض رفع یدین کی
جو صحیح اور متفق علیہ ہین نہونگی جو آپکو یہہ گنجایش ملی کہ آپ احادیث ترک
رفع یدین کو احادیث رفعیدین پر ترجیح دینی کی واسطی امادہ ہون مگر اس
صورت مین فرقہ عامل بالحدیث سے متبع سنت ہونگی اور آپ اپنی رائے
کے تابع کیونکہ اتنی بات آپ جانتی ہی ہونگے کہ احادیث رفعیدین جو
صحیح الاسناد مرفوع متصل ہین جب احادیث ترک رفع یدین کے ساتھہ
ضم کیجاوین اور ملائی جاوین تو یہہ ثابت ہوگا کہ کبھی رفعیدین کیا اور کبھی
نہین کیا اور یہی مقتضای استحباب ہی جو عین ہمارا مقصود ہی بہر حال اتباع
آپکی رائی نارسا اور اجتہاد نا روا سی عمل ورآمد اس سنت پر کہین بہتر ہے
مگر اسکو بخوبی محفوظ رکہو کہ احادیث ترک رفعیدین مین ترک بمعنی عدم فعل مراد
ہے کیونکہ درباب ترک رفعیدین جو احادیث کہ منقول ہین افعال آنحضرت
علیہ السلام یا افعال صحابہ رضی اللہ عنہم ہین بعض اوقات مین جنکا عموم اور
استمرار تا آخر عمر نبوی علیہ السلام ہرگز تم ثابت نہین کر سکتی جس سے
نسخ ثابت ہو آگے رہا فہم صحابی وہ مقابل حدیث صحیح متفق علیہ کے حجت نہین
کما تقرر فی محلہ اب مجھکو افسوس یہی رہا کہ آپ نے کوئی حدیث بھی نسخ

رفع یدین کے جو صحیح و متفق علیہ ہو بیان نفرمائی جو ہماری آپکی درمیان دربار
اوس حدیث کے کچھ بات چیت ہوتی سے دل کی دل ہی مین رہی
بات ہونی پائی ؛ ایک بہی اوس سے ملاقات ہونی پائی ؛ فقط والسلام دفع

دفعہ دوم تم جو آمین بالجہر کہنے والونکو لا مذہب اور بی دین کہتی ہو
اور آمین بالجہر کہنے سی نہایت غیظ و غضہ مین آتی ہو حالانکہ یہہ فعل
یہود سے ہے چنانچہ حدیث مرفوع مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
آگیا ہے ما حسدتکم الیہود علی شئی ما حسدتکم علی آمین فاکثروا من قول
آمین رواہ ابن ماجہ و احمد و الطبرانی یعنی حسد نکیا تمپر یہود نی کسی
بات پر اوسقدر کہ حسد کیا آمین کہنی پر روایت کیا اوسکو ابن ماجہ اور
احمد اور طبرانی نی لہذا ہم آپ سی اخفا آمین مین احادیث صحیحہ
مرفوعہ کی طالب ہین جو نص صریح بہی ہون اخفا و نسخ جہر پر اور ہم
کب مدعی ہین اسکی کہ رسول مقبول علیہ السلام نی ہمیشہ آمین بالجہر
کیا ہے جو ہم سی نص صریح حدیث صحیح دوام جہر کے طالب ہوتی ہو البتہ
ہم یہ کہتے ہین کہ جو شخص کسی سنت پر سنت جانکر ادامت اور ہمیشگی
کری تو ممدوح اور مثاب ہوگا نہ ملام اور مطعون خواہ ادامت آمین بالجہر
پر ہو یا کسی اور سنت پر مثل نماز چاشت و اشراق و تکبیرات انتقالات
وغیرہ پر اور آپ نے امر سنت کے اثبات سنیت کا یہ تو خوب قاعدہ
نکالا ہے کہ ہر جگہہ دوام فعل رسول مقبول طلب کرتی ہو بموجب آپکی
اس مسلک کی لازم آتا ہے کہ بہت سی سنن متفق علیہا کی سنیت
جاتی رہی اور باب سنن مسدود ہوجاوی کیونکہ سنن غیر موکدہ اوسی ہی
کہتی ہین کہ نبی علیہ السلام نی کبہی کیا اور کبہی نہین کیا فعلہ مرۃ اؤ مرتین
کیا ہو اوسکو ایکبار یا دو بار

١٢

تم ترک آخری قاعدہ مقررہ اصول ہی بلکہ سنت موکدہ مین ترک احیانًا ضرور
ہی اور جب آپ احادیث صحیحہ مرفوعہ جہر بآتا مین کو مسلم رکہتی ہو تو سنیت
جہر بآتا مین ثابت اور ترک جہر احیانًا اوسکا منافی نہین کہ فعلہ مرۃً او ترکہ اخری
تم ترک آخری قاعدہ مقررہ علم اصول ہی کما مر اب نسخ جہر جب ثابت ہو کہ
حدیث صحیح ناسخ جہر آپ لاوین اگر ہو تو لائی اور بیس کے بدلی تیس
لیجائی ورنہ پہر یہ بات منہ پر نہ لائی اوسنہ یادہ وسعت کی طلب ہے
تو آخری وقت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہی مین آپ سی اخفا کا ثبوت
دیجئی اور بیس کی بدلی تیس لیجیئے اور قید آخری وقت کی اسلیئے ہی
کہ ناسخ کے واسطی تاخر منسوخ سی ضرور ہے کما تقرر فی الاصول لیکن یہہ
یاد رکہیئے کہ فقط آپکی رائی اور اجتہاد سی کوئی سنت نبوی علیہ السلام
منسوخ نہوگی فی الاتقان ولا یعتمد فی النسخ قول عوام المفسرین بل لا
اجتہاد المجتہدین من غیر نقل صحیح ولا معارضۃ بینۃ لان النسخ یتضمن
رفع حکم واثبات حکم تقرر فی عہدہ صلے اللہ علیہ وسلم فالمعتمد فیہ النقل
والتاریخ دون الرائی والاجتہاد اب تم ہی فرماؤ کہ متبع حدیث کون
رہا ہم یا تم اور درصورتیکہ احادیث اخفا دوام اخفا پر دال نہین اور
آخری وقت مین بہی اخفا پر کوئی حدیث دلالت نہین کرتی تو سنت
جہر ثابت رہی اور چونکہ سنت مین احیانًا ترک بہی ہوتا ہے اسلیئے
احادیث جہر کی احادیث اخفا اور ترک جہر کی معارض نہو نگین پس
عمل جہر بآتا مین پر واجب نہین تو اولی اور مستحب تو ضرور ہی ہوگا۔
کیونکہ احادیث جہر بآتا مین نسخ اخفا پر دال نہین تو اولویت جہر پر ضرور ہی دلالت
کرتی ہین خاصکر جب یہ لحاظ کیا جاوی کہ آپ نی اثبات اخفا ر آمین مین

حدیث انکم لاتدعون الخ اسطرح بیان کی ہے جیسی کوئی شخص ترک صلوۃ کیواسطے لاتقربوا الصلوۃ سے استدلال پکڑی جناب من پوری حدیث بخاری شریف مین یون ہی کنامع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکنا اذا اشرفنا علی واد ہللنا وکبرنا ارتفعت اصواتنا فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم یا ایہا الناس اربعوا علی انفسکم فانکم لاتدعون اصم ولا غائبا اب ازراہ انصاف آپ ہی فرمائیے کہ اربعوا جو خطاب نبوی علیہ السلام بسوی صحاب کرام ہی اوسوقت مین ہی کہ اصوات اونکی بلند اور مرتفع ہو مین تہلیل اور جہر مفرط ہو گیا تہا پس نبی علیہ السلام نی ارشاد فرمایا کہ اربعوا علی انفسکم الخ حاصل معنی یہہ کہ تکبیر وتہلیل مین جہر مفرط مت کرو اور اعتدال کے ساتہہ جہر کرو فانکم لاتدعون الخ چنانچہ مولانا شاہ عبد العزیز نے قول جمیل کے حاشیہ پر لکہا ہے قولہ اربعوا ای اعتدلوا اتیقال ربع القامۃ اذا کان معتدلہا ای اربعوا علیہا بالاجتناب عن الجہر المفرط جنابا اب پوری حدیث سی جہر متوسط کی اجازت صاف ظاہر ہو گئی اور یہ بات آپ بہی جانتی ہی ہونگے کہ کوئی عامل بالحدیث آمین کو مثل اذان کے جہر مفرط سی نہین کہتا بلکہ متوسط جہر سی بلکہ ادنی جہر سے کہتے ہین اور وہ حدیث مین بصیغہ امر ماموربہا اور مجاز ہی اب آپ کو حدیث بیان کرکے اولٹی لینی کے دینی پڑ گئے جس مین الزام اونکو دیتا تہا قصور اپنا نکل آیا حضرت من خوبی فہم کا یہی نتیجہ ہوا کرتا ہے ذرا سوچ سمجہہ کر بات چیت کیا کیجیے اگر دیر ہو جاوی تو کچہ مضائقہ نہین ہے مزن بی تامل بگفتار دم ؏ نکو گوی گر دیر گوئی چہ غم ؞ واللہ اعلم بالصواب **دفع دفعہ سوم** ہے طبیب عشق مسیحا دم است ومشفق لیک ؞ چو درد در تو نہ بیند کرا دوا بکند ؞ آپ ہر سوال کے

جواب مین فقط ایک بات فرماتی ہین اور بار بار مکرر سہ کرر یہی عبارت لاتی
ہین کہ اگر ہون تو لاءی اور دس کے بدلی بیس لیجائیے وغیر ذلک مجھکو
آپکی اس بات پر ایک حکایت یاد آءی جو کسی ظریف نے آپ جیسی پر
فرماءی ہی کہ کسی شخص نے طوطی کو ایک فقرہ فارسی کا درینچہ شک پڑہایا
تہا اور اوس حیوان لایعقل کو ہر بات کی جواب مین یہی کلام سکہایا تہا
ایکروز مالک اوسکا بازار مین لیجاکر قیمت اوسکی ہزار روپیہ کہتا تہا لیکن باین
قیمت اوس حیوان لایعقل کو کوءی عاقل کب لیتا تہا اتفاقاً درین اثنا
کسی صاحب خریدار سادہ لوح نی طوطی سی دریافت کیا کہ ای طوطی آیا تو ایں
قیمت بسیار کے سزاوار ہی اوسنی وہی درینچہ شک جواب دیا خریدار سادہ لوح
نے خرید کر ہزار روپیہ خراب کیا اب شتر یصاحب جس مرتبہ اوس سی کوءی
خطاب فرماتی ہین وہی درینچہ شک جواب پاتی ہین انجام کار خریدار کو اپنی
بیخردی پر نہایت خجالت اور ندامت ہوءی اور نقصان مایہ و شماتت ہمسایہ
کے سبب رنج و ملالت علی ہذا القیاس آپکی اس تقریر پر تزویر کے فریب مین
جو کوءی آویگا عاقبت کو خجالت اوٹہاویگا جنابمن آپ تو دعوی علم و فضل
کے مدعی ہین صحیح ابن خزیمہ و ابو داود و نساءی کو ملاحظہ فرما لیجیے اور حدیث
صحیح جو اونمین موجود ہے دیکہہ کر مقابلہ مین علما کے شرماءی عن وائل

بن حجر قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوضع یدہ الیمنی علی یدہ الیسری
علی صدرہ اخرجہ ابن خزیمہ کذا فی بلوغ المرام و فی شرحہ واخرجہ ابو داود
والنساءی بلفظ ثم وضع یدہ الیمنی علی ظہر کفہ الیسری والرسغ من الساعد

انتہی اور یہ حدیث محدثین کے نزدیک ثابت و صحیح ہے سفر السعادت مین
ہے دست راست بر دست چپ نہادی برابر سینہ در صحیح ابن خزیمہ بحقیقین

ثابت شدہ انتہی پس حدیث صحیح سی رکھنا ہاتو نکا صدر پر ثابت ہوا اب جبز
احادیث سی رکھنا ہاتو نکا زیر ناف ثابت ہوگا جب تک بہ تصحیح محدثین صحیح
نہونگی معارض اس حدیث کی نہین ہو سکتین بلکہ ترجیح اسی حدیث صحیح کو
رہیگی کما تقرر فی الاصول وسیاتی اور اگر بالفرض آپ تصحیح بھی اون احادیث
کی بحیلہ وحوالہ ملا ہاشم سندی وملا قائم سندی فرما دینگے تو بھی ہمارا مطلب یعنے
توسیع اور تعمیم جسکی نسبت آپ احادیث طلب فرماتی ہین حاصل ہی اور
طلب آپکی ہر طرح فضول وغیر مقبول کیونکہ احادیث زیر ناف تو آپکی نزدیک
بحیلہ وحوالہ ملا ہاشم وغیرہ صحیح ہین اور حدیث وائل بن حجر کو محدثین صحیح
فرماتی ہین اور آپ بھی اوسکی صحت کو تسلیم کرتی ہین فقط آپکو دوام اس
فعل مین گفتگو ہی پس جبکہ ہر دو امر یعنی رکھنا ہاتو نکا سینہ پر اور زیر ناف بموجب
آپکی زعم کی ہر دو احادیث صحیحہ سی ثابت ہوگئے تو جمع درمیان اونکی بغیر تسلیم کرنے
توسعہ اور تعمیم کے دشوار اور متعذر ہوگی اور باوجود توفیق اور امکان جمع کی بطور
توسیع اور تعمیم کے قول نسخ باطل ہوگا لِاَنَّ النسخ لا یثبت بالاحتمال ومجرد احتمال
النسخ لا یبطل الاستدلال اور قاعدہ مقررہ علم اصول ہی کہ فَاِنْ ظہر وجہٌ یجمع بہ
بین المتعارضین یوخذ بہ اعمالًا للدلیلین وہو اولی من اہمال احدہما اور عمل
بالحدیث کیواسطی صحت واتفاق صحت اوسکی کا ہماری نزدیک ہرگز شرط نہین
حدیث حسن بھی قابل احتجاج ہے کما تقرر فی الاصول البتہ ہم یہ کہتی ہین کہ
حدیث صحیح متفق علیہ کے اسقاط اور رد و نسخ کی واسطی شرط ہی کہ حدیث معارض
وناسخ اوسکی صحیح متفق علیہ یا مساوی فی الرتبہ ہو ورنہ تعارض نہوگا ہماری
اس قول سی تم اولٹا مطلب سمجھی یہ خوبی فہم ہی کہ عمل کے لئی صحت و اتفاق
صحت کی شرط لگانا ہماری طرف منسوب کیا ؎ سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجا ست

له کیونکہ نسخ ثابت نہین ہوتا ہے فقط احتمال سے اور مجرد احتمال نسخ کا استدلال کو باطل نہین کرتا ۱۲

ه پس اگر درمیان دو معارضون کے کوئی وجہ جمع اور توفیق کی ظاہر ہو ۱۲ [illegible]

اور اگر آپکو تعارض کی شرط مذکورہ بالا مین کچھہ شک ہو تو علم اصول کی کتب ملاحظ

فرمالو قال التفتازانی فی التلویح اذا دل الدلیل علی ثبوت شیٔ والآخر علی

انتفائہ فاما ان یتساویا فی القوۃ اولا وعلی الثانی اما ان یکون زیادۃ

احدہما بمنزلۃ التابع او لا ففی الصورۃ الاولی معارضۃ ولا ترجیح وفی الثانیۃ

معارضۃ مع ترجیح وفی الثالثۃ لا معارضۃ حقیقۃ وحکم الصورتین الاخیرتین

ان یعمل بالاقوی ویترک بالاضعف لکونہ فی حکم العدم بالنسبۃ الی الاقوی

وغیر ذلک من قواعد الاصول اور یہ بات تو آپکی ایسی بی ٹہکانی ہی کہ

جسکا کہین ٹہکانا نہین کہ ثبوت سنیت کی واسطی مداومت اور دوام فعل

آنحضرت علیہ السلام کا طلب فرماتی ہو حالانکہ ثبوت سنیت کسی امر مین مداومت

نبی علیہ السلام کی ہرگز شرط نہین بلکہ ترک احیانا ضروری ہی اور تعریف سنت

کی جو کتب اصول مین لکھی ہی کیا آپکی گوش گذار نہین ہوئی کہ السنۃ ما

واظب علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقولہ او فعلہ او تقریرہ ولیس بواجب ولا

مباح مرزا مظہر جانجانان جو حنفیہ مین سی ہین معمولات مین فرماتی ہین

کہ در صلوۃ دست برابر سینہ می بستند ومی فرمودند کہ این روایت ارجح

است از روایت زیر ناف انتہی تنبیہ لطیف از تقاریر دلپذیر حضرت مولانا

ابو سعید محمد حسین صاحب لاہوری دامت برکاتہم طرفہ ماجرا ہی کہ مقلدین

سبہی ایک روش رکہتی ہین پڑہی اور ان پڑہ سبہی ایک بولی بولتی ہین

الا من عصمہ اللہ تعالی ان پڑہ پر (جسنی بجز تنویر الحق وغیرہ اردو رسائل کچھہ نہین

دیکہا جو کچہ لکہا اوسی سی لکہا جیسی ہماری جناب مخاطب مستو مین) کچہ افسوس

نہین افسوس اونپر ہی جو لوگوں مین خواندہ مشہور ہین پہر ان پڑہونکی چال چلتی ہین

جیسی مولوی وحید الزمان صاحب لکہنوی حیدرآبادی ہین کہ ترجمہ اردو

شرح وقایہ مین یہی بولی لیکہ لی ہین اور اسکی حدیث زیر ناف کی تصحیح مین اپنی
علم کا حال کہول لی ہین چنانچہ صفحہ ۷۹ مین اس کتاب کی فرماتی ہین اور
کہا بعض جہلانی کہ نہین ہی کوئی حدیث مرفوع صحیح اس باب مین واسطی حنفیہ
کے اور یہ بات غلط ہی کیونکہ کہا ہی ابن ابی شیبہ نی مصنف مین حدثنا وکیع
عن موسی بن عمیر عن علقمہ بن وائل بن حجر عن ابیہ رایت النبی صلی اللہ علیہ
وسلم وضع یمینہ علی شمالہ فی الصلوۃ تحت السرۃ پہر اسکا ترجمہ کرکے کہاہے
(کہا بعض علما نی ہذا حدیث صحیح من حیث السند لان فیہ رجالا کلہم سوی الصحابی
ثقات یعنی یہ حدیث صحیح ہی سو اسطی کہ جتنی راوی ہین اسمین صحابی چہوڑکر
سب ثقہ ہین) سو اسمین آپنی وہی چال اختیار کی ہی جو ہماری مخفی مخاطب
نی وہ بیچارہ تنویر الحق کی پیروی پر مدعی صحت اس حدیث کا ہوا ہے حضرت
بعض علما (جس ہی شاید دوسرا اپنا ہی جناب کا ہو یا کوئی اور عالم تقلیدی)
کے توکل پر مجرد توثیق رواۃ کی نظر سی مدعی صحت اس حدیث کی ہوئی ہین
ہین پہر ایسی پایہ وہمین سرمایہ پر بڑی فخر سی ہنی باتو پر نازان ہین اور اپنے
مقابلین اہل حدیث کو جاہل بتلاتی ہین انکی لن ترانیان کسیکو دیکہنی ہون
تو دیباچہ اس کتاب کو دیکہی پہر ان شیخیونکو ان تحقیقونکی مقابل کرکے داد دیجے
جناب من مجرد ثقہ ہونی سی رواۃ کے حدیث صحیح نہین ہو جاتی جب تک کہ
ساتہہ توثیق رواۃ کی تین وصف اور اسمین محقق نہون اور باثبات و
تحقیق ان چارون اوصاف کی تصحیح اوسکی عمل مین نہ آوی یا کوئی امام
جلیل الشان جو فن تصحیح مین مسلم القول ہو اوسکی تصحیح نکری - ثبوت ضرور ہونے
تصحیح ائمہ کا بعض بحث رفع یدین گذر چکا ہے اس مقام مین ضروری ہونا تحقق اون
اوصاف کا جو علاوہ توثیق رجال کی صحت حدیث کیواسطی بکار آمد مین بیان

حدیث یہی کہ روایت کیا ابوبکر بن ابی شیبہ نے رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وضع یمینہ علی شمالہ فی الصلوۃ تحت السرۃ راوی کی کتاب کو دیکہا مین نے ... صلی اللہ علیہ وسلم ...

کرتا ہون سو تین صفتین ہین (۱) متصل ہونا اوسکی اسناد کا (۲) منتفی ہونا
شذوذ کا (۳) منتفی ہونا چھپی عیب کا چنانچہ تعریف حدیث صحیح سی جو چھوٹے
بڑی کتابون مین لکھی ہی ان اوصاف کا ضروری ہونا ثابت ہوتا ہی نخبہ اور
اوسکی شرح مین ہی وخبر الآحاد بنقل عدل تام الضبط متصل السند غیر
معلل ولا شاذ ہو الصحیح لذاتہ فبالقید الاول خرج من عرف ضعفہ او جہل عینہ کما
سیجیٔ بیانہما وبالثانی المنفصل وکذا قلیل الضبط وبالثالث المنقطع والمعضل والمرسل
مقدمہ ابن الصلاح مین ہے اما الحدیث الصحیح فہو الحدیث المسند الذی یتصل سندہ بنقل
العدل الضابط عن العدل الضابط الی منتہاہ ولا یکون شاذا ولا معللا وفی ہذہ
الاوصاف احتراز عن المعلق والمعضل والشاذ وما فیہ علۃ قادحۃ وما فی رواتہ نوع
جرح ایسا ہی خلاصہ اصول طیبی وجواہر الاصول ومنہج الوصول مین ہی - اور طرفہ
یہ ہی کہ اسی کتاب کی دیباچہ مین خود مولوی صاحب نے ایسا ہی فرمایا ہی (صحیح
اوسکو کہتی ہین جسکو دیندار پرہیزگار خوب یاد رکہنی والی لوگون نی ہر زمانہ میں
برابر روایت کیا ہو اور نہ اوسمین کوئی پوشیدہ عیب ہو اور نہ معتبر لوگون کی
مخالف بہی نہو پہر تعریف حسن ذکر کرکے فرمایا ہی ضعیف حدیث اوسکو کہتی ہین
جو صحیح اور حسن کے مخالف ہو یا اوسکی راوی مین کوئی وجہ ضعف مثلاً
نقصان حفظ یا فسق یا جہالت وغیرہ پائی جاتی ہو یا اوسکا کوئی راوی
درمیان سی ساقط ہو تو اگر اول سی کوئی راوی ساقط ہی تو اوسکا نام معلق
ہے اور اگر انتہا سی ساقط ہووی مثلاً نام صحابی کا نہ کو ڈہونڈہی اور تابعی
بیان کری تو اوسکو مرسل کہتی ہین اور اگر دو راوی برابر ساقط ہون تو معضل
ہی نہین تو منقطع بنا بر علیہ آپکو لازم تہا کہ فقط توثیق رواۃ ہی سی حجت صحت کا
نکرتی بلکہ اتصال سند بہی ثابت کرتی لقاء و سماع ہر ایک راوی کا [illegible]

ثبوت کو پہنچاتی پہر نفی سند وذ نفی علت بدلیل کرتی ان چاروں مراتب کو طے کرکے دعوی صحت اس حدیث کا زبان پر لاتی پہر اوسکی صحت کی منکر کو جاہل بتلاتی افسوس آپنی بدون اثبات ان امور اربعہ کے دعوی صحت بمجرد تقلید بعض مجاہیل کے کیا اور یہ نجانا کہ اسکی سند مین انقطاع ہی راوی اسکا علقمہ جو اپنی باپ سی روایت کرتا ہی اپنی باپ سی پیچہی پیدا ہوا ہی اور پہر اپنی مقابلین منکرین صحت اس حدیث کو جاہل بتلایا تو گویا اپنی اس کلام مین اپنی جہل وناواقفی کا اظہار کیا یا میری اس بات کو تصدیق کیا کہ مقلدین جان بوجہہ کر ہٹ دہرمی کرتی ہین اور عالم کہلا کر بحجاب تقلید ان پڑہونکی بولی بولنی لگجاتی ہین پس شق اول آپکو مطالعہ کتب تواریخ واسماء رجال کا جس سی حال انقطاع واتصال اسانید کا معلوم ہو لازم ہی پہر تزسیم اس ترجمہ شرح وقایہ کی واجب اور شق ثانی ترک کرنا اس تقلید کا جو دیدہ ودانستہ خلاف حق پر باعث ہوتی ہی فرض اسواسطی شیخ سعدی علیہ الرحمۃ یا بعض اکابر نی فرمایا ہی ؎ ز تقلید اندیشہ بس واجب است ٭ کہ تقلید پابند ہر طالب است ٭ اور حافظ امام ناصر الاسلام حافظ ابن حزم ظاہری نے اس تقلید کے رد مین ایک قصیدہ لکہا ہی جسکا اخیر یہ ہی ؎ واشرب عن التقلید فہو ضلالۃ ٭ ان المقلد فی سبیل الہالک ٭ اور اسی نظر سی اکابر حنفیہ جو حنفی مذہب کے اعیان اور رؤساء شمار کیے جاتی ہین اس تقلید کو عار سمجہکر اسکی نام سی بہاگتی اور صاف کہتی ہین کہ ہم ابو حنیفہ کی ہر بات مین تابع نہین ہین منجملہ اونکی امام طحاوی حنفی ہی جو کہا کرتا (کیا جو کچہ امام ابو حنیفہ نی کہا ہی مین اوسکا قائل ہون - مقلد نہوگا مگر متعصب یا بیوقوف) ذکر کیا اسکو حافظ ابن حجر قسطلانی نی لسان المیزان مین

٤٠

تقلید سے ... [illegible marginal notes]

چنانچہ ملا حیات سندہی حنفی رسالہ ایقاف علی سبب الاختلاف مین فرماتی ہین

نقل الحافظ ابن حجر فی لسان المیزان عن الطحاوی انہ قال او کلما قال ابو حنیفة

اقول بہ وہل یقلد الا عصبی او غبی فطارت ہذہ الکلمة بمصر حتی صارت مثلا انتہی

اور جبکہ یہہ روش حضرت لکہنوی کی اس مسئلہ مین معلوم ہوئی تو اسی پر باقی

کتاب جناب کو قیاس کرنا چاہیئے اکثر اسمین ایسی ہی باتین بالو کی دیوار اور

سراب کے آثار ہین اگر مجہی حق تعالی نے توفیق دی اور اس پرچہ کو ترقی بخشی

تو مین سب مضامین واہیہ اس کتاب کو اس پرچہ مین حسب موقع حرف

بحرف رد کرونگا انشاء اللہ تعالی وما توفیقی الا باللہ وہو حسبی ونعم الوکیل

تمام ہوا کلام ہدایت انجام مولانا ابو سعید محمد حسین صاحب دامت برکاتہم کا

دفع دفعہ چہارم باوجودیکہ حدیث عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ آپکی

پیش نظر ہی اور پہر آپ ہمسے حدیث صحیح متفق علیہ کے طالب ہین جس سی

امر وجوب قراءت بطور نص نکلتا ہو یہ وہی مثل ہی کہ بغل مین لڑکا اور شہر مین

ڈہنڈورا خیر کچہ جائے تعجب نہین ع گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ٭ چشمہ آفتاب را

چہ گناہ ٭ مین اولا معنی اون الفاظ کی جو اشتہار مولانا ابو سعید محمد حسین صاحب

لاہوری مدظلہ مین مذکور ہوئی ہین اونہین کی کلام سی بیان کرتا ہون ثانیا

حدیث لکہونگا تا کہ حدیث مذکورہ کی صحت اتفاقی اور نص ہونا وجوب قراءت

مقتدی مین ثابت ہوجاوی اور جائے دم زدن مخالفین نرہی قال مولانا

(کوئی کہتا ہی کہ ایسی حدیث کسی مسئلہ مین سوائے فرائض اتفاقیہ ومحرمات قطعیہ

کے پائی نہین جاتی کوئی کہتا ہی کہ ہمسے ایسی دلیل کا مطالبہ کرتے ہو

تم ہی ان مسائل کے خلاف مین کوئی ایسی حدیث پیش کرو اور انعام

پاؤ چونکہ یہ عذرات ان لوگون کے سراسر عجز وگریز اور حیلہ وبہانہ ہی

سرچہپانا ہے اس لیئے اونکی حجت قطع کرنیکو مین اپنی الفاظ کی مراد ظاہر کرتا ہون اور معنی بلا کلام صحیح ہونی اور قطعی الدلالت ہونی احادیث مطلوبہ کے ایسے بیان کرتا ہون جو صدہا احادیث مسائل اختلافیہ مین پائی جاتی ہین بلکہ انہین مسائل مین اسجانب مین موجود ہین پس واضح ہو کہ مراد میری اس لفظ سی (اس حدیث کی صحت مین کسیکو کلام نہو) یہ ہی کہ اسمین کسیکو کلام با دلیل اور جرح مین بالتفصیل جو کسی سی نہ اوٹہا ہو نہ اوٹہہ سکی موجود نہو نہ یہ کہ ہمین کسیکو مجرد چون و چرا بہی نہو شروح نخبہ وغیرہ رسائل اصول حدیث مین لکہا ہی کہ جرح دو قسم ہی مبہم و مبین مبہم وہ جو بلا دلیل ہو مبین وہ جو مدلل ہو اول کا اعتبار نہین ثانی سی کسیکو انکار نہین اور چونکہ قسم اول علماء کی نزدیک لائق اعتبار نہ تہا اس لیئے مراد ہونا قسم ثانی کا محتاج بیان و اظہار نہ تہا لیکن چونکہ ہماری مخاطبین ناواقفی یا حیلہ سازی سی ان معنی سی بیخبر ہو نہی تو ناچار اظہار ان معنی مراد کا ضروری ہوگیا اور مراد میری لفظ (قطعی الدلالۃ) سی یہ ہی کہ اوسمین احتمال خلاف با دلیل کا نہو نہ یہ کہ وہ کسی وجہ سے محتمل خلاف نہو توضیح وغیرہ کتب اصول فقہ مین لکہاہے کہ قطعی کے دو معنی ہین اول یہہ کہ اصلا محتمل خلاف نہو دوم یہہ کہ احتمال خلاف ناشی از دلیل نرکہی سو ان معنی ثانی کر ظاہر نص و مثل اسکی سب قطعیات سی ہین اور ایسی قطعیات مسائل اختلافیہ مین صدہا موجود ہین اب حضرات مخاطبین سی یہ التماس ہی کہ اپنو مسائل عشرہ معلومہ مین کوئی آیت یا ایسی حدیث صحیح پیش کرین جسکی صحت پر ائمہ حدیث کی تصریح ہو اور اوسمین کسیکو با دلیل کلام نہو اور اوسکی دلالت معنی مقصود پر ایسی پائی جاوی کہ

جو احتمال خلاف ناشی از دلیل نہ ہو) انتہی اب سنو حدیث عبادہ رضی اللہ عنہ

عن محمد بن اسحاق عن مکحول عن محمود بن الربیع عن عبادۃ بن الصامت

قال کنا خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی صلوۃ الفجر فقرا رسول اللہ

فثقلت علیہ القرارۃ فلما فرغ قال لعلکم تقرؤن خلف امامکم قلنا نعم

یا رسول اللہ قال لا تفعلوا الا بفاتحۃ الکتاب فانہ لا صلوۃ لمن لم یقرا بہا

رواہ ابو داود والترمذی وقال حسن وفی لفظ لا تقرؤا بشیء من القران

اذا جہرت بہ الا بام القران رواہ ابو داود والنسائی والدارقطنی وقال

رجالہ کلہم ثقات وعن عبادہ رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

لا یقرا احد منکم بشیء من القران اذا جہرت بہ الا بام القران رواہ الدارقطنی

وقال رجالہ کلہم ثقات کذا فی منتقی الاخبار وفی شرحہ نیل الاوطار الحدیث

اخرجہ ایضا احمد والبخاری فی جزء القرارت وصححہ ابن حبان والحاکم والبیہقی

من طریق ابن اسحاق الی اخرہ وفی بلوغ المرام وشرحہ (وفی روایۃ

لابن حبان والدارقطنی لا تجزی صلوۃ لا یقرا فیہا بام الکتاب وفی اخری

لاحمد والبخاری فی جزء القرارت وصححہ وابی داود والترمذی وابن حبان

والدارقطنی والحاکم والبیہقی من روایۃ عبادہ بن صامت لعلکم تقرؤن

الخ بلفظ ابی داود والترمذی کما مر پس جبکہ امام بخاری جو امام الدنیا فی

الحدیث ہین اور ابن حبان اور حاکم اور بیہقی جو ائمہ جلیل الشان فی الحدیث

ہین اس حدیث عبادہ کی تصحیح فرماتی ہین تو صحت اوسکی ثابت

کما تقرر فی اصول الحدیث اب اگر آپ دعوی اوسکی عدم صحت کا

فرماتی ہین تو جرح مین بالتفصیل سی ثابت کیجیے آگی رہا نص اور قطعی

بالدلالہ ہونا سو وہ اظہر من الشمس ہے کیونکہ سوق ہے واسطے اثبات

قرارت فاتحہ کی نسبت مقتدیونکی اور نص اوسی ہی کہتی ہین جو معنی مقصود کیواسطی سوق ہو تعریف نص کی اہل اصول نی یہ کی ہی کہ ایکان النظم مسوقا لذلک المعنی مع ظہورہ فہو النص اور جبکہ نص ہونا ثابت ہوا تو قطعی الدلالۃ ہونا بہی ثابت ہوا فثبت المطلوب بکل الوجوہ اور اگر انصاف کرو تو حدیث عبادہ سی جوکہ بلفظ شیخین مروی ہی یہی مدعای اہل حق ثابت ہی

عن عبادۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاصلوۃ لمن لم یقرأ بأم القران متفق علیہ یعنی عبادہ رضی اللہ عنہ سی روایت ہی کہ کہا انہون نی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی نہین ہوتی نماز اوس شخص کی جوکہ نہ پڑہی سورہ فاتحہ یہ حدیث متفق علیہ ہی کذا فی بلوغ المرام اور شرح بلوغ المرام مین ہی در منتقی گفتہ رواہ الجماعۃ ولکن بلفظ فاتحۃ الکتاب و در نیل الاوطار گفتہ و درین باب است از انس نزد مسلم و ترمذی از قتادہ نزد ابوداؤد و نسائی و از عبداللہ بن عمر نزد ابن ماجہ و از جابر نزد ابن ماجہ و از علی رضی اللہ عنہ نزد بیہقی و از عائشہ و ابوہریرہ انتہی اب فرمائیے کہ یہ حدیث عبادہ متفق علیہ جو بسبب شمول و عموم اپنی کی امام اور ماموم اور منفرد کو اور خواہ نماز جہریہ ہو یا سریہ حجت ہین اور دلیل ظاہر نہین تو کیا ہی اور فرق درمیان امام اور ماموم کے یا درمیان نماز جہریہ اور سریہ کی بلا بینہ اور برہان کے ہم کسطرح قبول کرین کہ حدیث مذکور بغیر فرق امام و ماموم کے باواز بلند وجوب قرارت فاتحہ کو ظاہر فرما رہی ہی اور عام ہی سب مصلیونکو خواہ امام ہون یا ماموم یا منفرد خصوصاً بموجب آپکی مسلک کی کہ عام اپنی افراد کی شمول مین قطعی الدلالۃ ہوتا ہی اور اسیوجہ سی آپ نی آیہ سی باوجود عام ہونیکی تمسک کیا ہی اور حدیث صحیح سی باوجود خاص ہونیکی اعراض کیا حالانکہ امام رازی نی تفسیر کبیر مین

لہ اگر چہ دی لفظ ... روان کیا گیا ... اوس معنی مقصود کے باوجود ظہور معنی کے پس وہ لفظ نص ہے ۱۲ منہ

لہ یعنی حدیث عبادہ صحیح اتفاقی ہی اور نص ہی اور قطعی الدلالت ہی ۱۲ منہ

۲۴

لہ روایت کیا اوس حدیث کو جماعہ نے لیکن بلفظ فاتحۃ الکتاب ... حدیث عبادہ کے ... الفاظ ... ہی ... اور ... لفظ اقرأ بالقران ... ۱۲ منہ

بمقابل تمسک اس آیہ کے کہا ہی الکثیر الثالث وہو المعتمد ان الفقہاء اجمعوا
علی انہ یجوز تخصیص عموم القران بخبر الواحد فہب ان عموم قولہ تعالی
واذا قرء القران فاستمعوا لہ وانصتوا یوجب سکوت الماموم عند قراءۃ الامام
الا ان قولہ علیہ الصلوۃ والسلام لا صلوۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب اخص من ذلک
العموم وثبت ان تخصیص عموم القرآن بخبر الواحد لازم فوجب المصیر الی تخصیص
عموم ہذہ الایۃ بہذا الخبر انتہی شرح بلوغ المرام مین لکہا ہی در سبل السلام گفتہ
این حدیث دلالت کرد بر ایجاب قراءت فاتحہ خلف امام تنصیصا چنانچہ
دلالت کرد برائی وی لفظی کہ نزد شیخین است بنا بر عموم خود و این ظاہر است
در عموم نماز جہریہ باشد یا سریہ و در ہر رکعت و باین رفتہ اند شافعیہ و
گفتند حنفیہ نخواند انرا ماموم نہ در سریہ نہ در جہریہ و حدیث عبادہ حجت است
بر ہمہ ہا و استدلال ایشان بحدیث من صلی خلف امام فقراءۃ الامام قراءۃ لہ
با وجود ضعیف بودنش مصنف در تلخیص گفتہ مشہور است از حدیث جابر و
او را طرق است از جماعۃ از صحابہ کلہا معلولۃ انتہی و در منتقی الاخبار گفتہ
رواہ الدارقطنی من طرق کلہا ضعاف والصحیح انہ مرسل پس تمام نیست بان
استدلال زیرا کہ عام است چہ لفظ قراءت امام اسم جنس مضاف است
شامل ہر انچہ امام بخواند و ہمچنین قولہ تعالی واذا قرء القران فاستمعوا لہ وانصتوا
وحدیث اذا قرء فانصتوا زیرا کہ این عام اند از فاتحہ و جز آن و حدیث عبادہ
خاص است بفاتحہ پس عام مخصوص شود بان انتہی کلام السبل و در نیل الاوطار
گفتہ دارقطنی گوید این حدیث یعنی قراءۃ الامام لہ قراءۃ را جز ابی حنیفہ و حسن
بن عمارہ دیگری مسند نکردہ و این ہر دو ضعیف اند و مصنف در فتح الباری
گفتہ انہ ضعیف عند جمیع الحفاظ وقد استوعب طرقہ وعللہ الدارقطنی انتہی

الحاصل بسبب انہیں حدیثوں صحیحہ کے جو مثبت قراءۃ فاتحہ خلف الامام ہیں
اجل صحابہ وتابعین واجل مجتہدین قائل وجوب قرارت فاتحہ خلف الامام
ہوئی ہیں حضرت ابوہریرہ کا فتوی جو جامع ترمذی میں منقول ہی دیکھو خصوصا
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فتوی ہی دیکھو طحاوی حنفی نی شرح معانی
الآثار میں روایت کیا ہی کہ ابراہیم تیمی نی حضرت عمر سی مسئلہ قرارت فاتحہ
خلف الامام پوچھا تو آپ نی فرمایا کہ پڑہا کر پہر ان سی کہا اگرچہ تمہاری پیچھی
ہون فرمایا اگرچہ میری پیچھی ہو پہر ادسنی کہا اگرچہ آپ قرآن پڑہتی ہون
کہا اگرچہ میں قرآن پڑہتا ہون الفاظ اس روایت کی یہ ہیں عن ابراہیم
التیمی قال سئلت عمر بن الخطاب عن القراءۃ خلف الامام فقال لی اقراء
قلت وان کنت خلفک قال وان کنت خلفی قلت وان قرارت قال
وان قرارت اور انہیں وجوہ سی امام محمد علیہ الرحمۃ شاگرد خاص امام صاحب
کی قائل استحسان قرارت فاتحہ کی خلف امام نماز سریہ میں ہوگئے ہیں چنانچہ
ہدایہ میں مذکور ہی پس اگر انکو مخالفت حدیث کا کہٹکا نہوتا تو امام صاحب کے
مخالفت کیون کرتی اور قول خلاف امام کی کیا ضرورت ہتی اور علماء متاخرین
میں سی بہی اجل علما اسی طرف گئی ہیں صاحب حجت اللہ البالغہ اور والد انکی
شیخ عبدالرحیم دہلوی رحمۃ اللہ علیہما اور مرزا مظہر جانجانان معمولات میں دیکہو اور
مرزا حسن علی محدث لکہنوی کا ایک رسالہ مستقل باب اثبات قرارت فاتحہ خلف الامام
میں ہی اور واضح ہو کہ ہم جو آپکی ممانعت قراءۃ فاتحہ کی نسبت حدیث صحیح متفق علیہ
طلب کرتی ہیں سو بوجہ یہ سی کہ ہماری پاس حدیث صحیح متفق علیہ موجود ہے اور تمہاری
پاس ممانعت قرارت کی نسبت حدیث صحیح متفق علیہ نہیں موجود اگرچہ ضعیف حدیثیں
موجود ہون جو معارض اور مقابل حدیث صحیح متفق علیہ کی نہیں ہوسکتین اگرچہ

کثیر ہون کما تقرر فی الاصول ورنہ یہ بات تمہاری تقریر سے بھی ظاہر ہے کہ جب لا فی حدیث
صحیح سے تم عاجز و مجبور ہو گئے ہو تو ناچار آیہ شریف کی معنی و مراد خلاف مفسرین
معتبرین کی لیتی ہوے بر ہوا تاویل قرآن سیکنے پست و کج شد از تو معنی نظم
حالانکہ استدلال تمہارا ساتھہ آیہ مذکور کی بچند وجوہ فاسد و ناتمام ہی اما اولا باینوجہ
کہ آیت سے فقط استماع و انصات ہی ثابت ہوتا ہے اور یہ بات ایسی سکوت کو مقتضی
نہین کہ مقتدی اپنی نفس مین سرا بھی نہ پڑھہ سکی اسواسطی کہ انصات نام ہی ترک
جہر کا اور استعمال عرب مین تارک جہر کو منصت و ساکت کہہ سکتی ہین اگرچہ وہ اپنی نفس مین
اسطرح پڑھتا ہو کہ کوئی دوسرا شخص نہ سنی پس ہو سکتا ہی کہ مقتدی قراءت امام بھی
سنی اور اپنی نفس مین سرا پڑھتا بھی جائے ہی دیکھو حدیث بخاری اور مسلم مین موجود ہی
کہ ابوہریرہ رض نی کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ما بین تکبیر تحریمہ و قراءت قرآن کی سکوت
فرماتی تو مین نے پوچھا یا رسول اللہ آپ اس حالت سکوت مین کیا پڑھا کرتی ہین تو
آپ نے فرمایا یہ دعا پڑھتا ہون اللہم باعد بینی و بین خطایای کما باعدت بین المشرق
والمغرب اللہم نقنی من الخطایا کما ینقی الثوب الابیض من الدنس اللہم اغسل خطایای
بالماء والثلج والبرد رواہ الشیخان اور سمرہ بن جندب سے روایت ہے کہ انہ حفظ عن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سکتتین سکتۃ اذا کبر و سکتۃ اذا فرغ من قراءۃ غیر المغضوب علیہم
ولا الضالین رواہ اصحاب السنن کہا لمعات مین کہ سکتہ اول اتفاقی ہی جسمین ثنا
پڑھی جاتی ہی الخ اس سی صاف ثابت ہوا کہ آہستہ پڑھنی کو بھی سکوت کہا جاتا ہی
پس تقریب تمہاری استدلال کی ناتمام ہی جو مستلزم مطلوب ہوتا ثانیا باینوجہ کہ اگر ہم تسلیم
بھی کرین کہ استماع و انصات ایسی سکوت کو مقتضی ہی کہ مقتدی اپنی نفس مین بھی
نہ پڑھہ سکی لیکن یہ استماع و انصات نماز جہریہ کے ساتھہ مختص ہوگا کیونکہ نماز سریہ مین
تو استماع ہو ہی نہین سکتا پس آیہ سے بھی استماع اور انصات نماز جہریہ مین ثابت ہوگا

۲۷

نہ سریہ میں اور مدعا تمہارا ممانعت قراءت فاتحہ کی ہی جہریہ اور سریہ دونومیں پس مدعا عام ہی اور دلیل خاص اور دلیل خاص بہی مدعا عام کی مثبت نہیں ہوسکتی کما لا یخفی علی من لہ ادنی مناسبۃ بعلم المناظرۃ سلمنا کہ آیہ سی استماع و انصات جہریہ و سریہ دونومیں ثابت ہوتا ہی پہر بہی اس سے ممانعت خاص قراءت فاتحہ کی پیچھے امام کی یقیناً نہیں نکلتی قراءت فاتحہ حکم اس آیہ سی مخصوص او مستثنی ہوسکتی ہی کما مر و ثانیاً باینوجہ کہ بموجب آپکی مسلک کی یہ آیہ معارض اور مخالف ہوتی ہی دوسرے آیہ فاقرأوا ما تیسر من القرآن کے کیونکہ اس آیہ سی وجوب قراءت عموماً ثابت ہوتا ہے خواہ امام ہو یا ماموم اور پہلی آیہ سی وجوب سکوت ماموم فکیف التوفیق بغیر مصیر الی السنۃ قال فی نور الانوار و حاشیتہ و حکم المعارضۃ بین الآیتین المصیر الی السنۃ لان الآیتین اذا تعارضتا تساقطتا فانہ لا یمکن العمل علی الآیتین للتعارض و لا رجحان لاحدہما علی الآخر فکانہ لیست ہہنا آیۃ فلا بد للعمل من المصیر الی ما بعدہ و ہو السنۃ و لا یمکن المصیر الی الآیۃ الثالثۃ لانہ یفضی الی الترجیح بکثرۃ الادلۃ و ذلک لا یجوز فان کثرۃ الادلۃ لا توجب ترجیحاً الا تری ان الشاہدین و مائۃ شہود متساویان فی الاثبات و مثالہ قولہ تعالی فاقرأوا ما تیسر من القرآن مع قولہ تعالی و اذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ و انصتوا فان الاول بعمومہ یوجب القراءۃ علی المقتدی و الثانی بخصوصہ ینفیہ و قد وردا فی الصلوۃ جمیعاً بتصریح المفسرین فتساقطتا فیصار الی حدیث بعدہ و ہو قولہ علیہ السلام من کان لہ امام فقراءۃ الامام قراءۃ لہ انتہی اقول لا یصار الی ہذا الحدیث لضعفہ کما مر پس توفیق درمیان دو آیہ کی باینطور کیجاویگی کہ آیہ اول حمل کیجاویگی ماعدای فاتحہ پر اور آیہ ثانی میں قراءت مطلق مراد لیجاویگی پس اس صورت درمیان دو آیہ کی توفیق بہی ہوگئی اور مخالفت احادیث صحیحہ متفق علیہا سی بہی نہ بچی در عمل بالسنۃ و اتباع قرآن شریف بہی حاصل ہوگیا ؎ چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار

رابعا بانوجہ کہ اگر آیہ حمل کیجاوی منع قراوت مقتدی پر تو ربط ونظم آیہ کا فاسد
ومختل ہوجاویگا اور سیاق کا ربط سباق سی نرہیگا وتعالی شانہ عن ذلک تقریر
اوسکی یون ہوگی کہ ماقبل اس آیہ کی حاصل تفسیر یہ ہی کہ رسول مقبول سی کفار مکہ
آیات مخصوصہ اور معجزات مقترحہ طلب کرتی تہی اور جب آنحضرت علیہ السلام سی
آیات مقترحہ خاصہ ظاہر نہوتین تو کہتی تہی کہ ہم جن آیات کو طلب کرتی ہین
تم کیون نہین بنالاتی چنانچہ فرمایا واذا لم تاتہم بآیۃ قالوا لولا اجتبیتہا پس اللہ
تعالی نی رسول مقبول کو امر کیا کہ اونکو جواب دین کہ مجھکو کچہ اختیار وقدرت
نہین کہ اپنی طرف سی کوئی آیہ اور نشانی بنالاؤن اور سوای اتباع وحی الہی
کی دوسری بات کا مجھکو حکم نہین چنانچہ فرمایا قل انما اتبع ما یوحی الی من ربی
اب ارشاد فرماتی ہین کہ کفار کی آیات مقترحہ اور معجزات مخصوصہ کا اظہار
جو ترک کیا گیا اوسکی وجہ یہ ہی کہ قران شریف خود معجزہ اور آیہ صحت نبوت
کے واسطی کافی ووافی ہی اور اس بات کو یون تعبیر فرمایا ہذا بصائر من
ربکم وہدی ورحمۃ لقوم یومنون اور جب یہ دعوی کیا کہ قران شریف خود
معجزہ اور بصائر ہی اور یہ بات ظاہر نہین ہوگی مگر ساتہہ اس شرط کے
کہ جب نبی علیہ السلام قران شریف کو پڑہین تو وہ اوسکو بغور سنین اور
اوسکی طرف بالقاء سمع وشہود قلب متوجہ ہون تا کہ اوسکی اعجاز فصاحت سی
واقف ہون اور جو نکات اور علوم کثیرہ بلکہ غیر متناہیہ اوسمین مندرج ہین اونکو
سمجہین تب صدق اعجاز قران شریف کا اونکو متیقن ہو اور نبوت رسول
مقبول کی قائل ہون لہذا خطابا مع الکفار فرمایا کہ واذا قری القران فاستمعوا لہ
وانصتوا لعلکم ترحمون پس اگر مانا جاوی کہ آیہ مین خطاب کفار سی ہی تو ربط و
نظم آیہ کا قائم رہتا ہی خصوصا جبکہ یہ لحاظ کیا جاوی کہ یہ آیہ جواب ہی مقولہ

ع ۱۲ ربع
اور جب نہیں لاتا تو ان کی
پاس نشانی تو کہتی ہیں
کیون نہیں چھانٹ لایا
تو کہدی مین تو چلتا ہون
اوسی پر جو حکم آوی
مجھکو میری رب سی
یہ سوجھ کی باتیں ہیں
تمہاری رب کی طرف سی
اور راہ کی اور رحمت
ان لوگون کو جو یقین رکھتی ہین
۲۹
اور جب قرآن پڑھا جاوی
تو اوسپر کان رکھو
اور چپ رہو شاید تم پر رحم ہو

کفار کا کہ کہتے تھے لا تسمعوا لهذا القران والغوا فيه لعلكم تغلبون اسکی جواب مین ارشاد
ہوا کہ فاذا قرئ القران فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون علاوہ یہ کہ پہلی آیہ مین
رحمة للمؤمنين علی سبیل الجزم والقطع فرمایا ہی اور یہان پر لعلكم ترحمون خلاف جزم
وقطع کی ہیں پس درصورت خطاب مع المؤمنين اس تغیر اسلوب بیوجہ کی کیا وجہ
ہوگی البتہ اگر اس آیہ مین خطاب کفار سے ہو تو کلمہ لعلكم بہی نہایت چسپان
ومناسب ہو جاویگا اور درصورت ہونی خطاب کے طرف مؤمنین یا مؤمنین کی جو
ربط ونظم آیہ کا مختل ہوگا وہ منصف لبیب پر مخفی نہین ہے انکس ست اہل اشارت
کہ اشارت واندیشہ نکتہاست لبسی محرم اسرار بجاست ؛ کیا خوب فرمایا مولانا ابو سعید
محمد حسین صاحب لاہوری نی کہ جو بہی حنفی جو آنحضرت کی حدیث کو صحیح مانکر قدح وجرح
سالم جانکر اوسکی مقابلہ مین قران کی آیہ پڑہتی ہین بیشک یہی اعتقاد رکہتی ہین
کہ آنحضرت نی اس آیہ کی معنی نہین سمجہی ورنہ حدیث کی مقابلہ مین کبہی قرآن پڑہین
بلکہ دونونکو باہم موافق کرین ولیکن چونکہ یہ بات صاف صاف عوام مین نہین
کہہ سکتی اسلیئی وہ ایک ٹٹی کی آڑ مین شکار کہیلتی ہین اور اس بری اعتقاد کو
اس قاعدہ کی ضمن مین ظاہر کرتی ہین کہ آیہ قطعی ہوتی ہی اور حدیث ظنی اور
قطعی کی مقابلہ مین ظنی پر عمل جائز نہین ہی مگر چونکہ وہ اس قاعدہ کی پابند
نہین ہتی اور جہان اس قاعدہ پر چلنی سی مذہب امام کی پیروی چھوٹتی ہی
وہان اس قاعدہ کو بالای طاق رکہدیتی ہین اور بمقابلہ آیہ قطعی کی حدیث ظنی
بلکہ قول صحابی بلکہ ای فقیہ سی تمسک کرتی ہین تو اس سے ثابت ہوتا ہی کہ وہ
قاعدہ انکا محض انکار عمل بالحدیث کی لیئی آڑ ہی اور درحقیقت یہ قول امام کو
حدیث پر مقدم سمجہتی ہین اور اونکی فہم کو آنحضرت کی فہم سی اچہا جانتی ہین اب ہم
واسطی تصدیق اپنی دعوی کی ایک مثال جس سی یہ ثابت ہو کہ قاعدہ انکا محض

انکار کی آڑ ہی اور حقیقت مین وہ اوسکی پابند نہین ذکر کرتا ہون مسئلہ جمعہ
قران مین یون ناطق ہی اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ
وذروا البیع دیکھو یہ صریح ہی آیہ مین کہ جمعہ کیواسطی بادشاہ یا شہر یا بازار ہونیکی
کچہ شرط نہین پہر حنفیہ اس آیہ کو نہین مانتی اور اوسکو بمقابلہ ایک قول صحابی
کے بلکہ بقول ایک عالم مذہب حنفی جسکا قول بالاتفاق حجت نہین ترک کرتی
ہین اور کہتی ہین کہ جہان شہر نہین حاکم امیر نہین بازار و کوچہ نہین وہان
جمعہ صحیح نہین الی ان قال غور کرکے انصاف سی کہنا چاہیی کہ یہان
قران پرسی عمل کہان چلا گیا اور اس قاعدہ کو کون لے گیا اس سے معلوم ہوا
کہ یہ پابندی قاعدہ کی نہین ہی بلکہ پابند تقلید امام کی ہین پس اگر اسکی
محافظت قران کی اخذ کر نہین دیکہتی ہین تو اوسکو ہاتہہ مارتی ہین اور اگر وہ
تقلید حدیث پر عمل کرنی سی قائم رہتی ہی تو اوسکی طرف دوڑتی ہین انتہی
اور ہم حمایہ نہین کہتی ہین کہ تتبع سکتات امام کا ضروری جیسی اور اقوال مختلفہ
نسبت قرارت فاتحہ کی آئی ہین ایک قول یہ ہی کہ وقت سکتات امام
کے پڑہی جاوی ہمارا ثبوت مطلب اسپر نہین کہ ثبوت سکتات واسطی قرارت
فاتحہ کی حدیث صحیح سی کیا جاوی ہم یہ کہتی ہین کہ کسی حال مین قرارت فاتحہ
ترک نہو خواہ امام سکتات کری یا نکری اور حدیث صحیح سی ثبوت سکتات واسطی
قرارت فاتحہ کے ہو یا نہو اب عرض یہ ہی کہ اتباع سنت تو آپسے بسبب غبار
وتعصب کے نہوا اور اتباع قرآن بسبب کجی فہم قوت ہوا چنانچہ دلائل ماسبق سے
ظاہر ہی اب اس مصرعہ کی پڑہنی کا موقع ہی سہ ببین تفاوت رہ از کجاست
تا بکجا پہنی جو مقابلہ حدیث و قرآن کی آپکی رای کو بخوبی دیکہا تو یون معلوم ہوا
سہ زروی دوست دل دشمنان چہ دریابد چراغ مردہ کجا شمع آفتاب کجا اور

ہمتو دروازہ حدیث نبوی کو چہوڑ کر کہین نجاوینگی سے چو کحل دیدہ ما خاک آستان
شماست * کجا رویم بفرما ازین جناب کجا * اور اثبات قراۃ فاتحہ کی لیئی خلف الامام
ہماری پاس دلائل بہت ہین ولیکن انشاء اللہ تعالی پہر دیکہا جاویگا یار باقی صحبت
باقی اَوِ البَاقِی عِندَ التَّلَاقِی **دفع دفعہ پنجم** واجب الاتباع ہونا قران شریف
کا ونیز وجوب اتباع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو بہت سی دلائل قاطعہ سی ثابت ہے
لیکن سائل باوجودیکہ اہل اسلام مین سے ہے پہر بہی وجوب اتباع کتاب و سنت
کی دلیل خلاف داب مناظرہ کیون طلب کرتا ہی کہ درصورت تسلیم اسلام کی سائل
کی نزدیک بہی واجب الاتباع ہونا کتاب و سنت کا مسلم ہی ہوگا ورنہ دعوی اسلام
محض کذب ہوجاویگا ایسا مکابرہ کرنا پرائی بدشگنی کیواسطی اپنی ناک کاٹ ڈالنا
ہی اور مناظرہ سی بہاگ جانا اور دیباچہ کتاب مین دعوی بی تعصبی تہا اور یہ
اقرار تہا کہ ہم خود اہل اسلام کی نزاع کو پسند نہین کرتی ان ہذا لشیٔ عجاب اور
اگر خدانخواستہ منصب اعلی اس سائل غیر اسلام مین سی ہے تو یہ سوال کچہ مضائقہ نہین ہم
انشاء اللہ تعالی بقدر دلائل مطلوب پیش کرسکتی ہین کہ مخالف مصداق فبہت الذی کفر
کفر کا ہوجاوے چونکہ یہان مقصود اختصار ہی لہذا اندکی از بسیار و مشتی نمونہ از خروار
لکہتی ہین یعنی کہ وجوب اتباع نبی کریم بحکم قران شریف ہے اور قران شریف کا وجوب اتباع
اس حجت سی مثبت ہے کہ یہ بات بتواتر ثابت ہے کہ جب نبی کریم نی دعوی وجوب اتباع
قران کیا تو اس دعویکی تصدیق کیواسطی یون اظہار حجت کیا کہ و ان کنتم فی ریب
مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شہداءکم من دون اللہ ان کنتم
صادقین ۔ وایضا فلیاتوا بحدیث مثلہ وغیر ذلک اور اسکی ساتھہ یہ بہی کہا کہ
لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ہذا القران لا یاتون بمثلہ ولو کان
بعضہم لبعض ظہیرا اور حجت زبردست روبرو ہزارون ہزار فصلای بلند نام

وبلغائی ملک کلام کی جو منکر و مخالف تہی نہایت شد و مد سی پیش کی گئی سب تجاب لغیر
اس حجت کی رو بر و بالجزم زیر دست و عاجز رہی اور کچہ نہو سکا باوجودیکہ فن ادب
و تصنیف قصاید و خطب مین ید طولی و کمال رکہتی تہی لیکن کوئی شخص ایک
چہوٹی سی سورت کی بنالانی پر بہی قادر نہوا رد و انکار مین قرآن شریف کے
سب طرحکا مکابره و مجادلہ کیا حتی کہ جنگ و پیکار و جدال و کارزار کرکی ہزارون
ہزار ضیاع اجل کی صید ہوئی اور لاکہون ہی بند و قید انواع انواع کی ننگ و عار
اپنی اوپر اختیار کے اگر ایک چہوٹی سی سورت بنالاتی تو اس سب وبال و نکال سے
نجات پاتی سارا جہگڑا فیصل و صاف ہوجاتا اور کذب دعوی آنحضرت کا کشاف
ہوجاتا تکذیب قرآن شریف جو خلاصہ مرادات دلہای نفاق منزل تہا فقط اتیان
بالمثل حاصل تہا خصوصًا ایسی وقت مقابلۂ خصم مین ہر متنفس کو امتحان صدق
و کذب دعوی اپنی مخالف کا ضرور منظور ہوتا ہی اور ظہور کذب خصم سی نفس
انسانی نہایت مسرور ہوتا ہی فضیلت و مزیت اپنی اقران و امثال پر ہر شخص
کو مرغوب ہوتی ہی برابری و مقاومت معاصران ہم کمال سی ہر انسان کو
مقصود و مطلوب علی الخصوص وقتیکہ طرف خصم سی آوازہ ہل من ادیب یاتی
فی میدان الفصاحۃ بلند اور ادہر جوق جوق گروه مخالفین طلاقت لسانی و ذلاقت
بیانی مین یکتای زمانہ وار جمند ایک چہوٹی سی سورت بنا کر امرا و سلاطین ہم شرب
سی صورت حصول زخارف دنیوی امر یقینی علاوه بران نصرت مذہب آبائی اور
تائید امر دینی عیب و ننگ خجالت و عار و شنار ندامت سے بہی بری و پاک ہوجاتے
شماتت اعدا رفع ہوتی اور دشمن جلکر خاک ہوجاتی تمام خلقت مین شہرت و نام
ہوتا اپنا اور اپنی قوم و خاندان کا کام ہوتا اہل کفر و انکار سنت پذیر و شکر گذار
ہوتی طریق رسول سی سب لوگ بیزار ہوتی اگر تمام عمر مین بہی سب جمع ہوکر ایک

چھوٹی سی سورت بنالیتی تو اپنی جان و مال و اہل و عیال کو وبال و نکال سی بچالیتی
پس جبکہ باوجود ان تمام دواعی بی شمار و مقتضیات بسیار کے اتیان بالمثل سی
ناکام رہی تو بجز عجز قوت بشری اور اعجاز قرآنی کی اور کیا وجہ ایکی ہو گی کہ معرکہ
تیغ و سنان مین اپنی نفوس و اعزہ کو تلف کیا اور ایک اقصر سورت مثل قرآن
نہ بنالائی جس سی کذب نبی علیہ السلام کا واضح و لائح ہو جاتا کیا خوب فرمایا ملای
روم نی ؎ صد ہزاران دفتر اشعار بود ٭ پیش حرف امیئش آن عار بود ٭ اور
ظاہر ہو کہ ذکر اس معجزہ قاہرہ کا قرآن شریف مین ایک جگہ نہین بلکہ جابجا مکرر
سہ کرر واقع ہی اور چونکہ روایت قرآن شریف عہد نزول سی آجتک مرتبہ تواتر
تو یہ معجزہ بہی متواتر رہا کسی منکر کو انکار کی گنجایش نہین خصوصاً جبکہ یہ لحاظ کیا جاوے
کہ اصرار و مبالغہ قرآن شریف کا دربارہ طلب مثل کی کچہ مخصوص عہد آنحضرت
علیہ السلام مین ہی نہین بلکہ تا بقای قرآن یہ معجزہ بہی مستقر و باقی و تا قیام
قیامت دایم و جاری رہیگا پس ہر روز بلکہ ہر ساعت و ہر آن قرآن
بذات خود بہی منکرین سی طلب مثل فرماتا ہی اور نیز جسوقت قاریان قرآن
و حافظان فرقان حمید طلب مثل کی آیات قراءت و تلاوت کرتی ہین اسوقت
منکرین سی مدعی اعجاز قرآن اور طالب مثل ہوتی ہین اور بار بار ہر دار و
دیار و کوچہ و بازار مین ہر شیخ و شاب حتی کہ صبیان مکتب طلب مثل منکرون سے
کرتی ہین باوجود اس تقاضای شدید و سخت و منادی بنداء بلند و کرخت کے
تمام منکرین اور جملہ مخالفین چنین خفتہ اند کہ گوئی مردہ اند نہین معلوم کہ مخالف
بی بہرہ کیسی بہری ہو گئی ہین کہ ایہ فأتوا بسورۃ مثلہ کو بالکل نہین سنتی
اور اعتراض بی سر و پا اور مطاعن بیجا ایراد کرتی ہین اور کوئی دقیقہ رد
و ابطال لاطائل کا باقی نہین چہوڑتی لیکن اتیان بالمثل سی مثل بت

وساکت ہین حالانکہ مہلت دراز تا قیامت ہی دیگئی ہی اور بحکم وادعوا شہداءکم
اجازت استمداد واستنصار کی دیگر اعوان وانصار سی بہی مل گئی ہی معہذا
ایتان بالمثل سی عاجز ومجبور ہین اور کامیابی سی دور ومہجور اب فرمایئی
کہ معجزہ نہین تو کیا ہی اور جب معجزہ ہونا قرآن شریف کا ثابت ومتحقق
ہوا تو اتباع قرآن مجید ونبی الرحمہ بہی واجب ہوگیا کیونکہ قرآن شریف
از اول تا آخر اتباع نبی کریم کیطرف دعوت کرتا ہی اور اپنی پیروی کیطرف
بلاتا ہی اور تقلید کا جابجا رد کرتا ہی اگر آیات قرآنیہ رد تقلید مین لکہی جاوین
تو ایک دفتر دیگر طیار ہووے گر آن جملہ را احسن ملا کنند ٭ مگر دفتر دیگر انشا
کنند ٭ قال اللہ تعالی اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء وقال
تعالی فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ الایہ وقال تعالے
اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ وقال تعالی واذا قیل لہم اتبعوا
ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ اباءنا الخ وقال تعالی فان تنازعتم فی شیٔ
فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الآخر وقال تعالی ما آتاکم الرسول
فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا فان قیل کہ مذہب اماموں کا بہی ما آتاکم الرسول مین
داخل ہے پس امر فخذوہ سی تقلید اونکی بہی واجب ہوئی اقول گفتگو تقلید
شخصی مین ہی تخصیص ایک امام کی کہان سی لاوگی مین اسکی توضیح اور تشریح
مین کلام ہدایت التضام مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب مد ظلہ کا نقل کرنا مناسب
جانتا ہون وہو ہذا اب بعض اہل بصیرت کے لیئے جو قرآن اور حدیث
کے سمجہنی کا قصد رکہتے ہین اور اوسیکو مقصود اصلی اور کافی سمجہتی ہین
دلایل شرعیہ کا بیان چاہیئے پہلی دلیل قول اللہ تعالے کا ما آتاکم
الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا اور قول اللہ تعالے کا

اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم وجہ استدلال کی پیچھے بیان ہوگی پہلی چند مقدمات
کی تمہید چاہیئے مقدمہ اولی جو شئی کہ واجب ہو اللہ تعالی کے امر سے
ترک کرنا اوسکا حرام ہوتا ہے چنانچہ تلویح مین کہا ہی حاصل ہذا الکلام
ان وجوب الشئی یدل علی حرمۃ ترکہ وحرمۃ الشئی یدل علی وجوب ترکہ و
ہذا مما لا یتصور فیہ النزاع انتہی مقدمہ ثانیہ ائمہ اربعہ کے مذاہب حق ہین
اور مصداق ہین ما آتاکم الرسول اور ما انزل کی علی سبیل الدوران اسلیئے
کہ حق عند اللہ ایک ہی ہے اور یہ مقدمہ عند الجمہور مسلم ہی اور محتاج ایراد
نقل کا نہین مقدمہ ثالثہ بعض ائمہ کا ترک کرنا بعض احادیث کو فرع
تحقیق اونکی کی ہی کیونکہ اونہون نے ان احادیث کو احادیث قابل
عمل نہین سمجھا بدعوی نسخ یا بدعوی ضعف اور امثال اوسکی کی نہ یہ کہ
حدیث کو قابل عمل کے سمجھکر پہر اپنے اقوال کی پابندی سے حدیث نہین مانی
تہے حاشا اللہ عنہم مقدمہ رابعہ جو مقلد محض کہ حدیث سے کچہ خبر نہین رکہتا
اگر حدیث کو قبول نکری تو قبول نکرنا اوسکا فرع تحقیق کی مثل ائمہ اربعہ کے
نہوگی بلکہ ترک کرنا حدیث کا ہوگا مقدمہ خامسہ آجکل کے بعضی متعصب جو
بعض احادیث مین تاویل کی باعث اور دعوی نسخ اور ضعف کا بیدلیل
بلکہ بمجرد پابندی قول امام کے سعی کرکے حدیث کو ترک کرتے ہین وہ
ویسے نہین جیسے کہ ائمہ اس لیئی کہ ائمہ سے دعوی نسخ وضعف اور
تاویل کا خالصا لتحقیق دین اللہ اور جمعا بین الادلۃ تہا اور آجکل کے
لوگون کو تاویل کرنا مراعاۃ لقول الامام مقابل رسول کے ہے چنانچہ کلام
بلاغت نظام مین مولوی اسمعیل صاحب کے جو تنویر العینین سے نقل کیا گیا ہے
گذرا مقدمہ سادسہ ائمہ اربعہ کے مقلدین کو لازم ہی کہ چار دن اماموں کی

۳۶

برابر سمجھین نہ یہ کہ اپنے امام کے مذہب کو صواب ور محتمل خطا اور دوسرے
ائمہ کے مذاہب کو خطا محتمل الصواب سمجھین جیسا کہ مقتضائی قول علامہ نسفی
کا ہے جو اشباہ اور درمختار مین مذکور ہے اذا سئلنا عن مذہبنا ومذہب
خصومنا قلنا وجوبا مذہبنا صواب یحتمل الخطاء ومذہب مخالفنا خطاء یحتمل
الصواب انتہی ما فی الدر وہکذا فی الاشباہ اسلیئے کم وبیش نہ سمجھے اور برابر
سمجھے کہ یہ قول بظاہر ومعنی نامعقول ہی جیسا کہ ابن حجر اور محقق شیخ ابن الہمام
کے کلام سے معلوم ہوتا ہے چنانچہ سید محمد امین المشہور بابن العابدین
رد المحتار مین فرماتے ہین اذا علمت ذالک ظہر لک ان ما ذکر عن النسفی من
وجوب اعتقاد ان مذہبہ صواب یحتمل الخطاء مبنی علی انہ لا یجوز تقلید المفضول
وانہ یلزم التزام مذہبہ وان ذالک لا یتاتی فی العامی وقد رایت فی آخر فتاوی
ابن حجر الفقیہ التصریح ببعض ذلک فانہ سئل عن عبارۃ النسفی المذکورۃ ثم
حرر ان قول الائمۃ الشافعیۃ کذالک ثم قال ان ذالک مبنی علی الضعیف من انہ
یجب تقلید الاعلم دون غیرہ والاصح انہ یتخیر تقلید ای شاء ولو مفضولا و
ان اعتقدہ کذلک وحینئذ فلا یمکن ان یقطع او یظن انہ علی الصواب بل علی
المقلد ان یعتقد ان ما ذہب الیہ امامہ انہ الحق قال ابن حجر ثم رایت المحقق
ابن الہمام صرح بما یویدہ حیث قال فی شرح الہدایۃ ان اخذ العامی
ما یقع فی قلبہ انہ صواب اولی وعلی ہذا اذا استفتی مجتہدین فاختلفا علیہ الاولی
ان یاخذ بما یمیل الیہ قلبہ منہما وعندی انہ لو اخذ بقول الذی لا یمیل الیہ جاز
لان میلہ وعدمہ سواء والواجب علیہ تقلید مجتہد وقد فعل انتہی اور طحطاوی
نے بھی ظاہر معنی کو رد کر کے تاویل کر دی ہی چنانچہ کہا ہے والمراد
ان ما ذہب الیہ امامنا صواب عندہ مع احتمال الخطاء اذ کل مجتہد

لمصیبٌ قد یخطی فی نفس الامر واما بالنظر الینا فکل واحد من الاربعة مصیبٌ فی اجتهاده

فکل مقلد یقول ہذه العبارة لو سئل عن مذہبه عن لسان امامه الذی قلده ولیس المراد

انه یکلف کل مقلد اعتقاده خطاء المجتہد الاخر الذی لم یقلده لان تقلید واحد منہم انما

یسوغ بقدر ضرورة التقلید وہی کون المقلد لیس من اہل النظر فی الادلة لاستنباط

الاحکام الظنیة فیقلده فی العمل فقط فان قلت انه مکلف به ایضا والا یلزم

ادار التکلیف مع اعتقاد عدم صحتہا قلت لا یلزم ذلک الا لو اعتقد عدم صحة ما قلد فیه

ونحن لا نقول به بل ہو علی الصواب ظاہراً واما تخطیة خلاف مذہبه فما ہو مکلف

به کذا الخصه شیخنا من القول السدید لابن الملا فروخ المکی الحنفی ابو السعود انتہی کلام الطحطاوی

فی حاشیة الدر المختار اور عبارت صریح ابن الملا فروخ المکی الحنفی کی قول سدید مین یون

ہے ولیس المراد ان یکلف کل مقلد ان یعتقد ذلک فیما قلد فیه اذ ذلک تقلید فیما

لا یحتاج الیه وہو ممنوع کما افدتک من قبل ان التقلید انما یسوغ بقدر الضرورة وہو

محتاج الی العمل فلا بد من التقلید فی حصوله واما اعتقاد صحة ما قلد فیه وبطلان

ما عداه فلیس من مکلفاته فان قلت بل ہو مکلف به والا یلزم ادار التکلیف مع

اعتقاد عدم صحتہا قلت لا یلزم ذلک الا لو اعتقد عدم صحة ما قلد فیه ونحن لا نقول به

بل ہو علی الصواب ظاہراً حیث فعل ما علیه وہو الاخذ بقول مجتہد واما تخطیة من اخذ

بخلاف قول مجتہد مقلده فما ہو مکلف بہا انتہی اور ایسا ہی ملا علی قاری نی شرح

عین العلم مین اس قول پر نسفی کی تخطیه اور تغلیط کی ہی تو مقلد کو چاہیی کہ چارون

مذہبونکو برابر جانی پس جب یہ محقق ہو لیا تو اب وجہ استدلال کی بیان ہوتی ہی

وہ یہ ہی کہ جو شخص حنفی المذہب مثلا ہو کر ایسی تخصیص اپنی مذہب کی کرتا ہی

کہ شافعی مذہبکا مثلا کسی مسئلہ مین اتباع نہین کرتا اور اوسکو ناروا جانتا ہی

اور کرنیوالیکو طعن کرتا ہی تو ترک کیا اوسنی بعض ما اتی به الرسول کو بحکم مقلد ہونیکی

اور ترک کرنا بعض ما اتی بہ الرسول کا حرام ہی بحکم مقدمہ اولی کی تو تخصیص کرنا اس
حنفی کا اپنی مذہب کو اسطرح کہ شافعی کے کسی مسئلہ کا اتباع نہین کرتا ناروا جا کر
حرام ہوا بحکم دونون مقدمونکی اور یہ دلیل جاری نہین ہو سکتی حق مین ائمہ
اربعہ وغیرہم من المجتہدین کے بسبب ترک کرنی انکی بعض احادیث کو بحکم مقدمہ
ثالثہ کی اور مقلد محض عامی یہ بات نہین کہہ سکتا بحکم مقدمہ رابعہ کی اور بعض
مقلدین صاحب علم آجکی زمانہ کی جیسا کہ مولف ہی وہ بہی نہین کہہ سکتا بحکم
مقدمہ خامسہ کے اور دونون قسم کی مقلدون کی طرف سی یہ عذر کہ ہم لوگ
مذہب دوسری امام کا سوای مذہب امام اپنی کی یقیناً ما اتی بہ الرسول جانتے
ہی نہین بنا بر قول علامہ نسفی کی تو ترک کرنا ہمارا مذہب شافعی کی مسئلہ کو
موجب ترک ما اتی بہ الرسول کا نہوا نہین بن سکتا بحکم مقدمہ سادسہ کی فافہم
وتشکر اور اس جگہ سی کوئی یہ نہ سمجہی کہ اس دلیل سی لازم آتا ہی کہ ہر ایک کو
واجب ہوا کہ ہر مذہب کے تمام مسائل پہ عمل کیا کری ورنہ ترک بعض ما اتی بہ الرسول
کا لازم آویگا سنو کہ یہ دلیل اوس مقلد کے حق مین جاری ہوتی ہی جو کہ
قسم ثالث کو اقسام تقلید سی اختیار کری اور جو مقلد تخصیص مذہب معین کے
بطور قسم ثانی کے اختیار کری وہ حقیقتاً تارک بعض ما اتی بہ الرسول کا نہین
ہے بلکہ عامل بمقتضای عموم نص کی ہے اس لیی کہ تخصیص اوسکی یا بنظر
استطاعت کے ہوگی یا بنظر اسکی ہوگی کہ نص سی عموما اتباع ما اتی بہ الرسول
کا ثابت ہوتا ہی پہر اگر حنفی مذہب کے مسئلہ کے ضمن مین اخذ ما اتی بہ الرسول
کر لیا تو بہی کافی ہے تو اس نظر سے ترک بعض کا نہوا نظیر اوسکی یہ ہے
مثلاً عموم آیت فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ سے فرضیت قرارت کی
نماز مین بدون تعیین کے ثابت ہوتی ہے تو اگر کسی شخص نے بنظر اسکی کہ

که تحقیق عام کا ایک فرد مین ہوجاتا ہی یا بنظر اسکے کہ مجھی تمام قران کے حفظ کی
طاقت نہین پارہ عم کو واسطی قرارت کی نماز مین خاص کر رکھا ہی تو اس شخص
نے باقی قران کی قراءۃ کو ترک نہین کیا ہان اگر کوئی شخص پارہ عم کو باوجود
قدرت کی تمام قران پر اس نظر سی کہ پارہ عم کا پڑہنا نماز مین واجب ہی اور
باقی قرآن پڑہنا درست نہین خاص کرلی تو بیشک اوسنی باقی قران کو ترک
کیا اور مرتکب ممنوع کا ہوا جیسا کہ مقلد بتقلید قسم ثالث باوجود علم ایک مسئلہ
کے بموجب مذہب دوسری امام کی اس نظر سی کہ ہمکو سوای اتباع اپنے
امام کے کسیکی پیروی درست نہین اوس مسئلہ کو عمل مین نہین لاتا تو بیشک
ترک کیا اوسنی بعض ما اتی بہ الرسول کو بخلاف مقلد مخصص بتقلید قسم ثانی کے
کہ تخصیص اوسکی بنظر کفایت یا عدم استطاعۃ عملاً لعموم النص ہے تو ثابت ہوا
کہ ایسی مقلدین تارک بعض ما اتی بہ الرسول کی نہین اور اونپر تقلید ہر مذہب کی
ہر مسئلہ کے واجب نہین فافہم دوسری دلیل حدیث اسود کی ابن مسعود
سے قال قال عبد اللہ لا یجعل احدکم للشیطان شیئا من صلوتہ یری حقا علیہ
ان لا ینصرف الا عن یمینہ لقد رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثیرا ینصرف عن
یسارہ روایت کیا اوسکو امام بخاری فی حاصل ترجمہ فرمایا عبد اللہ ابن
مسعود صحابی جلیل الشان نی کہ جو کوئی امام یہ التزام کرلی کہ بعد فرغت
کے نماز سے دہنی ہی طرف کو پہر کر بیٹھے اور بائین طرف نہ بیٹھے تو اوسنی
اپنی نماز مین سے شیطان کا حصہ ٹہرالیا اسواسطے کہ مین نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کو بہت دفعہ بائین طرف کو پہرتے بہی دیکہا ہے
شیخ الاسلام عینی حنفی نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث ابن مسعود کی
اوسکے حق مین ہے جو دہنی طرف ہی کے پہرنے کو ضروری اور واجب

جاتا ہی اور اگر واجب بخاری تو دونون طرفین برابر مین لیکن داہنی طرف ولی ہی چنانچہ
شرح بخاری مین فرماتی ہین ماتحت اس حدیث کی فکانہ یری حتمہ و وجوبہ و اما اذا لم
یشرح ذلک فیستوی فیہ الامران ولکن جہۃ الیمین اولی انتہی اور طیبی نی فرمایا ہی کہ
اس حدیث سی معلوم ہوا کہ جو کوئی ایک امر مستحب یعنی جیسا کہ اس مقام مین اختیار کرنا
جانب یمین کا ہی خوب اصرار کرے یعنی اسطرح کہ کبھو اوسکو نچھوڑی تو اس سے شیطان
نی حصہ پایا اضلال کا پہر کیا حال اوس شخص کا جو امر منکر اور بدعت پر مصر ہووے
چنانچہ شرح مشکوۃ مین فرماتی ہین تحت اوسی حدیث کی وفیہ ان من اصر
علی امر مندوب وجعلہ عزما ولم یعمل بالرخصۃ اصاب منہ الشیطان من الاضلال
فکیف من اصر علی بدعۃ انتہی اور اسی جگہ سی ہی جو فقہا نی لکہا ہی کہ سجدہ شکر
کا فی نفسہ مستحب ہے لاکن بعد نماز کی مکروہ ہی اس جہت سی کہ عوام دیکہکر واجب
جانین گے یا سنت سمجہین گی چنانچہ فرماتی ہین وسجدۃ الشکر مستحبۃ بہ یفتی لکنہا تکرہ
بعد الصلوۃ لان الجہلۃ یعتقدونہا سنۃ او واجبۃ وکل مباح یودی الیہ فمکروہ انتہی
وہکذا فی سائر کتب الفقہ اور طحطاوی نی کہا ہی کہ یہ مکروہ تحریمی ہی تو اس جگہ کے
نحوی سی مطابق تصریحات ان محدثین اور فقہا کی جبکہ کسی امر مستحب کا التزام اور
اصرار اور ہٹ کرنا فعل شیطانی اور مکروہ تحریمی ہوا تو التزام اور اصرار اجتما اور وجوب
ایک مجتہد کے مذہب کا جو مخالف اجماع قرون ثلثہ کی اور مخالف قرآن کی ہی کیونکر
بدعت ہوگا تیسری دلیل اجماع صحابہ کا جو قرافی نی نقل کیا ہی وجمع الصحابۃ علی ان
من استفتی ابا بکر وعمر وقلدہما فلہ ان یستفتی ابا ہریرۃ ومعاذ بن جبل چنانچہ صاحب مسلم
الثبوت نی حاشیہ منہیہ مین نقل کیا ہی اور فاضل قندہاری نی نقلا عن التقریر مغتنم
الحصول مین نقل کیا ہی اور مولانا عبد العلی نی شرح مسلم مین نقل کرکے اسپر تفریعات
کی ہین چنانچہ روایت ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ اسی بوجہ بسط ہیلی

معلوم ہوا پس جبکہ کل صحابہ اور تمام مومنین کا قرون اولی مین اسپر اجماع ثابت
ہوا کہ کبھی ایک مجتہد کی تقلید کرتی اور کبھی دوسری مجتہد کی پھر اب ایک ہی
مذہب کا التزام کرنا اور اوسکو واجب جاننا اور تارک اس التزام کے کو
گمراہ جاننا اور لامذہب کہنا اور لائق تعزیر کے جانکر تعزیر دینی اور مردود الشہادۃ
کہنا پھر نسبت ایسی عقیدہ والی کے بدعت ضالہ اور حرام نہین تو کیا ہی
اور معتقد ایسی عقیدہ اور عمل کا مصداق اس آیہ کریمہ ویتبع غیر سبیل المومنین کا
کیونکر ہنو گا اور مصداق مَن شَذَّ شُذَّ فی النّار کا اس حدیث سی اتبعوا السواد الاعظم
ومن شذ شذ فی النّار کسطرح ہنو گا انتہی کلام شیخنا ومولانا السید محمد نذیر حسین
مدظلہ العالی الی مدی الایام واللیالی افسوس صد افسوس کہ بمقابل ایسی تقلید
حرام مخالف ما اُنزِلَ علیٰ خیرِ الاَنام کے وجوب اتباع کتاب وسنت کا منکر ہوجانا
اور باوجود دعوی اسلام وایمان کے سند وجوب اتباع کتاب وسنت عناداً
طلب کرنا آپ ہی جیسی لوگونکا کام ہی کذلک قال الذین من قبلہم مثل قولہم
تشابہت قلوبہم واذا قیل لہم تعالوا الی ما انزل الی الرسول قالوا حسبنا ما وجدنا
علیہ اٰباءنا وانا لفی شک مما تدعوننا الیہ مریب وقالوا ما نفقہ کثیرا مما تقول الی
غیر ذلک من مقالاتہم المستہجنۃ وکلماتہم المستقبحۃ المحکیۃ فی کتاب اللہ تعالی
ویمح اللہ الباطل ویحق الحق بکلماتہ انہ لکتاب لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ
ولا من خلفہ تنزیل من رب العالمین مالکم کیف تحکمون ام لکم کتاب فیہ تدرسون
اِنّ لکم فیہ لما تخیرون وذالکم ظنکم الذی ظننتم بربکم فاصبحتم من الخاسرین اب
گذارش یہ ہی کہ آپ نی حضرت امام کو مثل قران ونبی کریم کے مفترض الطاعۃ
وواجب الاتباع ومہبط وحی آسمانی اعتقاد کرکے رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کی خاتمیت کو تو رلا ملا دیا ہی ہی لیکن یہ تو ارشاد ہو کہ اس اعتقاد

بی بنیاد کی کچھ سند و اسناد بھی ہی یا محض وہم و خیال کہ بقول مولانا حضرت
شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمۃ کے جسکا بطلان خود لفظ امام سے ہی
ظاہر ہے اگر کوئی سند قوی یا ضعیف ہو تو لائیے اور نہیں کے بدلی تمیز
لیجائیے لیکن یہ خوب یاد رہی کہ جن آیات اور حدیث سی انتصار وغیرہ مین
استدلال پکڑا ہی اوس سی آپکی مراد ہرگز حاصل نہوگی اور جب ہم
واجب الاتباع ہونا کتاب و سنت کا ثابت کر چکی تو آپ سی سوال
کیا جاتا ہے تاکہ جواب ترکی بہ ترکی ہو جاوی امید کہ ذرہ سوچ اور سمجھ کر
جواب دیا جاوی **سوال** آپ جس امام کی تقلید شخصی کے قائل و وجوب مین
قول اوس امام کا آپ کے نزدیک مطابق کتاب و سنت کے ہے یا نہین
اگر آپ قول اوس امام کے موافق کتاب و سنت ہونیکو نہین پہچانتے تو
باوجود احتمال غیر مطابق ہونیکی وجوب شخصی کے کیون قائل ہو اور اگر
قول اوس امام کا مطابق کتاب و سنت کے ہونا پہچانتی ہو تو کس دلیل سی
اگر دوسری کی تقلید سے تو اوسی طرح اوس دوسری کی تقلید مین کلام ہوگا
پس دور لازم آویگا یا تسلسل و کلاہما باطلان بالاتفاق فالتقلید ایضا باطل اور اگر
مطابق و سنت کے ہونا قول اوس امام کا جسکی تقلید کی گئی ہے علم و
عقل سے پہچانتی ہو تو اس صورت مین تقلید اوس امام کی نہوئی بلکہ
اتباع کتاب و سنت کا ہو بہر حال اثبات تقلید کا مستلزم اوسکی نفی کو ہوتا ہے
پس تقلید شخصی کی مٹی تو نہایت ہی خراب ہو گئی یہ سوال بمقابلہ اسکی ہے
کہ تمنی وجوب اتباع کتاب و سنت کی دلیل طلب کی تھی **دفعہ ششم**
قولہ ظہر کے وقت مین الی قولہ رہا ہی نہین جاتا **اقول** اہل انصاف سے
طلب انصاف ہی کہ جب تمام مجتہدین و محدثین حتی کہ شاگردان امام صاحب

بلکہ خود ایک روایت مین امام صاحب کا بہی مذہب یہی ہی کہ وقت ظہر بعد
ایک مثل کے ختم ہو جاتا ہی اور حرمین شریفین وغیرہما مین بہی عمل درآمد
اسی پر ہی چنانچہ مولف نی خود اقرار کیا پہر ظاہر الروایت کی تائید و انتصار
تمام مجتہدین و محدثین کا خلاف کرنا اور حرمین شریفین سے عمل درآمد کو جو
موافق ادلہ شرعیہ ہی بہی ترک کر دینا بلکہ خود ایک روایت امام صاحب کو
مٹا دینا اور صاحبین کے مذہب کو بہی بالائی طاق رکہدینا لیکن بی جواب
دیے نرہ سکنا یہہ تو انصاف وعقل کو صاف جواب دیدینا ہے اور اسپر
دعوی بی تعصبی با این ریش وفش اگر بے تعصبی اسیکا نام ہے تو نہین معلوم
کہ تعصب کیسا ہو گا اللّٰہم احفظنا من شرہ اور ہمتو آپ سی بیوجہ لڑنیکو ہرگز
طیار نہین بلکہ اگر کوئی وجہ بہی ہو تو بہی جنگ وجدل سی بر کنار ہین ٭
ما قصۂ سکندر و دارا نخواندہ ایم ٭ از ما بجز حکایت مہر و وفا مپرس ٭ ہمنی تو
آپ سی فقط ایک حدیث دربارہ باقی رہنی وقت ظہر کے مثلین تک جو موجب
آپکی ہی فرمانیکے خلاف مذہب جملۂ محدثین و مجتہدین کے و خلاف عمل درآمد
حرمین شریفین کے ہے دریافت کی ہی آپ جو علم و عقل کی سرمایہ سی مطلق
بے مایہ ہین جواب تو بن نہین آتا کلمات جنگ و جدال کے زبان پر لے آئی
ہین ولنعم ما قال لسان الغیب ٭ از دلق پوش صومعہ نقد طلب مجو ٭ یعنی ز
مفلسان سخن کیمیا مپرس **قولہ** شُنئی موطا امام مالک لی قولہ بعد المثلین ہو گا
اقول یہ بات آپکی بہت ٹہیک ہے کہ تحدید اوقات صلوۃ ایسی چیز ہی کہ جسمین
رائی صحابی کو مداخلت ممکن نہین بلکہ آپکی قول کی تائید کیواسطی گذارش ہی کہ
فی الحقیقت موقتیت صلوۃ توقیفی ہین بغیر تحدید و تقدیر شارع علیہ السلام کی عقل
بشری اوسکی دریافت مین قاصر ہی اور اسیوجہ سی جب شب معراج مین نماز ہائی پنجگانہ

فرض ہوئیں تو حضرت جبریل امین واسطے تحدید و تعیین اوقات معینہ صلوٰۃ کی ایک روز
نازل ہوئے اور دو روز نبی عربی حضرت علیہ السلام کو نماز پڑھائی اور تحدید و تعیین اوقات
صلوٰۃ فرمادی اگر اوقات صلوٰۃ کی توقیفی ہوتی تو اس اہتمام تحدید کی کچھ ضرورت نہ تھی و
ایضاً قال اللہ تعالیٰ ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتاباً موقوتاً و قال فی المحلی فالی
المواقیت لا یوخذ بالرائے یہ سب سچ ہے مگر یہ تو فرمائیے کہ حدیث ابی ہریرہ سے جو آپنے وقت ظہر کی
تحدید مثلین تک سمجھی ہے یہ کیونکر ہے اگر محض اپنی رائے اور قیاس سے ہے تو یہ تو خود
آپہی تسلیم فرما چکے ہیں کہ رائے صحابی کو بھی یہاں کچھ دخل نہیں اور آپکی رائے کا
تو ذکر ہی کیا ہے اور اگر حدیث سے تحدید مثلین ثابت کرتے ہو تو حدیث میں ظہر کے
واسطے لفظ مثلک بصیغہ افراد ہے نہ مثلیک بصیغہ تثنیہ اور یہ جو کھینچا تانی کرکے وقت
ظہر کو مثلین تک پہنچاتے ہو سو اس طرح سے کہ مراد مثل سے یہاں فیء ہے علاوہ فیء الزوال ہے
حالانکہ حضرت ابی ہریرہ نے اپنے کلام میں فیء الزوال کو مستثنیٰ نہیں فرمایا تو
ہم بھی یہ کہہ سکتے ہیں کہ کلام حضرت ابی ہریرہ صلّ الظہر اذا کان ظلک مثلک
کے ٹھیک معنے یہ ہیں کہ نماز ظہر سے فارغ ہو جا ایسے وقت تک کہ سایہ تیرا مثل
تیرے ہو جاوے چنانچہ امام نووی وغیرہ نے حدیث امامت جبریل میں بھی
معنے بیان فرمائے ہیں قال النووی معناہ فرغ من الظہر حین صار ظل کل شئ
مثلہ و شرع فی العصر فی الیوم الاول حین صار ظل کل شئ مثلہ اب حدیث
مذکور سے وقت ظہر مثل تک ہی رہا فالحدیث دلیل لنا لا لکم ۵ میں الزام تمکو
دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا اور قطع نظر ان سبکے بقاء وقت ظہر بعد مثلین تک
جو آپکا مقصود ہے وہ اب بھی مصداق عنقا بود ہے کیونکہ مانا ہمنے کہ نماز
ظہر بعد مثل کے پڑھی جاوے لیکن اس سے آخر وقت ظہر مثلین
تک کیونکر ثابت ہوا اگر کہو قیاس سے تو پہلے تسلیم کر چکے ہو کہ رائے

اور قیاس کو مواقیت مین دخل نہین اور اگر کہو حدیث سے تو اس حدیث مین
آخر وقت ظہر کا مثلین مذکور نہین اور وقت عصر کی نسبت جو ابوہریرہ نے فرمایا
کہ والعصر اذا کان ظلک مثلیک تو یہ وقت جواز ادائے نماز عصر کا ہے نہ ابتدائے
وقت عصر اور اگر مثلین معہ سایہ اصلی کے لیا جاوے تو وقت استحباب عصر کا ہوگا
جیساکہ مصفی مین کہا اور دیکہو امام مالک نے بہی حدیث ابن عمر سے روایت
کی ہے ان عمر بن الخطاب کتب الی عمالہ ان اہم امورکم عندی الصلوٰة
فمن حفظها وحافظ علیها حفظ دینه ومن ضیعها فهو لما سواها اضیع ثم کتب ان
صلوٰة الظهر حین کان الفیٔ ذراعا الی ان یکون ظل احدکم مثله الخ اس حدیث سے
جو بالمعنی مرفوع ہے تحدید وقت ظہر کی ایک مثل تک ثابت ہوئی کیونکہ
بموجب آپکی ہی فرمانے کے یہ روایت ہرچند موقوف ہے لیکن بات ایسی
ہے جسمین رائے صحابی کو مداخلت ممکن نہین اسلیئے خواہ مخواہ بالمعنی مرفوع
کہنا پڑیگا اور جبکہ وقت ظہر مثل تک ہوگیا تو لاجرم شروع عصر بعد المثل
ضرور ہوجاویگا کہ درمیان وقت ظہر اور عصر کے کوئی مہینا خالی کا تو حاصل
ہی ہی نہین کہ وقت ظہر تو ختم ہوجاوے اور وقت عصر ابہی نا دیے اور اگر
اب بہی کچہ شک ہے تو احادیث صحاح موجود ہین دیکہہ لو فی النسائی فصلی
الظهر حین زاغت الشمس والعصر حین صار فی کل شیٔ مثله الخ اور حدیث جبرئیل
کو دیکہو جو واسطے تحدید اور تعیین اوقات کے اصل اصیل ہے اور روایت
کیا ہے اوسکو ترمذی و ابوداؤد و ابن حبان و حاکم نے اور تحسین
کی ہے اوسکی ترمذی نے اور تصحیح کی ہے حاکم نے عن ابن عباس
ان النبی صلے اللہ علیه وسلم قال امنی جبرئیل عند البیت مرتین فصلی
الظهر فی الاولی منهما حین کان الفیٔ مثل الشراک ثم صلی العصر حین کان

ظل کل شی مثلہ الخ اور صحیح مسلم مین بروایت عبداللہ بن عمر موجود ہے کہ
ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال وقت الظہر اذا زالت الشمس وکان
ظل الرجل کطولہ مالم یحضر العصر ووقت العصر مالم تصفر الشمس اصل مطلب اس
حدیث کا یہ ہی کہ بعد زوال آفتاب کی طرف مغرب کے وقت ظہر کا ہی
اور آخر وقت اوسکا یہ ہے کہ ہو جاوی سایہ کسی شخص کا مانند درازی
قد اوسکے کے جب تک کہ وقت عصر حاضر نہو اور بعد ہو جانی سایہ
کسی شی کے مثل اوسکے شروع وقت عصر ہے جب تک کہ آفتاب
زرد نہو انتہی حاصلہ اور سوائی انکی اور بہت احادیث صحیحہ مین جو بوضاحت
تمام دال ہین اسپر کہ وقت ظہر تا ایک مثل باقی رہتا ہی اور بعد المثل
وقت عصر داخل ہو جاتا ہے **قولہ** کیا عجب ہے باعث نقصان ہوئی ہو
اقول العجب کل العجب وما ادریک ما العجب کہ کسی حدیث صحیح یا ضعیف
مین تحدید وقت ظہر کی مثلین تک موجود نہین اور جملہ مذاہب مجتہدین
ومحدثین کی خلاف خود تسلیم کر چکے ہو اور پہر یہ کہتے ہو کہ کیا عجب ہے
کہ آخر کار تغیر وتبدل ہو ہوا کر مثلین تک پہنچ گیا ہو اگر ایسا ہی تغیر و
تبدل ہی تو دیکہا چاہیی کہ آپکی نزدیک کوئی امر دینی باقی رہیگا یا
نہین جنابمن یہ احتمال تو ہر ایک امر دینی مین ہر شخص بموجب خواہش
اپنی کے جاری کر سکتا ہے کہ آخر کار تغیر وتبدل ہو ہوا کر یون
ہو گیا ہو اور وون ہو گیا ہو لیکن اٹکل اور تخمین آپکا ہوسے
احادیث صحیحہ کے ہرگز ہرگز مفید ومقبول نہوگا ان الظن لا یغنی
من الحق شیئا آپ ایسی بات کہدیتے ہین کہ اولٹی خود ملزم ہو جاتے
ہین سہ مین الزام اونکو دیتا تہا قصور اپنا نکل آیا ۂ **قولہ** اسلیئے

مقتضای احتیاط وتقوی الی قولہ منشا ظاہر الروایت یہی ہی اقول
سند مثلین کی کہین حدیث مین موجود نہین اور احادیث صحاح کی
مخالف اور نیز ائمہ ثلثہ اور صاحبین اور دیگر محدثین کے خلاف بلکہ
ایک روایت مین خود امام صاحب کی خلاف ہے لہذا اوسکو مقتضای
احتیاط وتقوی قرار دینا تو ایسا ہی جیسا کہ وضوی حضرت ابی ہی نیز
کلا مقتضای احتیاط وتقوی تو یہ ہی کہ نماز ظہر کچھہ بعد زوال کے اور نماز
عصر نزدیک گذرنے مثل کے پڑہی جاوی تاکہ مذاہب جملہ مجتہدین اور
احادیث صحیحہ اوقات سی مطابق ہوجاوی **قولہ** غور کیجیے الی قولہ ہو سکتا ہی
اقول کسی امر دینی کا نسخ مجرد احتمال سی نہین ہو سکتا جب تک
شرائط نسخ موجود نہون کمامر اگر آپ کوئی حدیث صحیح لاتی کہ اوس سے
وقت ظہر تا مثلین اور شروع وقت عصر بعد مثلین کے متعین ہوتا تو البتہ
نسخ مین گفتگو کیجاتی اور اس قول سی کہ یون ہوا ہوگا اور دون ہوا
ہوگا احادیث صحیحہ منسوخ نہین ہو سکتین یہ بات دور از عقل نہین تو
کیا ہے اور روایت مشار الیہ سی ہرگز ثابت نہین ہوتا کہ وقت ظہر
مثلین تک ہی اور وقت عصر بعد گذرنے مثلین کے ہی ہی بعد ایک
مثل کے نہین کمامر اور اختلاف وقت فرض کیا کہ ممکن ہے لیکن
کیا ضرور کہ وقوع مین بہی آیا ہوا مکان کے واسطے وقوع ضرور نہین
چنانچہ عدم وقوع اختلاف وقت ہم ثابت کر چکے **قولہ** اسلیئے یہ عرض ہے
الی قولہ کا اوٹھا سر پر **اقول** جب آپ تحدید وقت ظہر کی مثلین تک کسی حدیث
سے ثابت نکر سکے تو آپکو احادیث صحیح مسلم وغیرہ پر عمل کرنیسی کیون انکار
ہی کہ اتباع سنت بہی حاصل ہو اور مطابقت جملہ مذاہب مجتہدین کی بہی حاصل

اور اوسکی علاوہ اتباع امام صاحب بہی ایک روایت مین موجود اگر اونکو
یک لخت چھوڑ دیا جاوی تو پہر عدم ادای فرائض کا اونکا سر پر ہی جب ظہر
بعد ایک مثل کی پڑہی تو تمام مجتہدین کی نزدیک نماز ظہر وقت قضا مین واقع ہوئی
اور ایک روایت مین خود امام صاحب کے نزدیک بہی قضا ہوگئی ع نہ خدا ہی ملا
نہ وصال صنم نہ ادہر کے ہوی نہ اودہر کی ؛ قولہ ہان اگر الی آخرہ اقول
ہان اگر ہم فقط حدیث فعلی بیان کرتی تو آپکو کچہ گنجایش ہوتی کہ در بارہ دوام
ادای صلوٰۃ عصر قبل المثلین حدیث طلب کرتی اور کہتی کہ فعل کو دوام اور ہمراہ
نہین جب تک کہ ثابت نہو لیکن جبکہ ہمنی حدیث صحیح قولی مسلم شریف وغیرہ کی
واسطی تقدیر اور تعیین اوقات خمسہ کے ثابت کر دی کہ امر تو پیرا آپکو ہرگز گنجایش
نہین کہ ہمسی دوام فعل کی حدیث طلب کرو کیونکہ حضرت شارع علیہ السلام نی
خود حدیث قولی سی اوقات خمسہ کو معین فرما دیا تو اب اوسکا نسخ جب ثابت ہو
کہ جب حدیث صحیح متاخر سی بقاء وقت ظہر مثلین تک ثابت کر دو ورنہ خرط القتاد
یہ طلب بہی لوٹ کر آپ ہی پر آئی ع مین الزام اونکو دیتا تہا قصور اپنا نکل آیا
حضرت من یہان فقط سوچ اور سمجہ سی بہی کچہ کام نہین چلتا جب تک کہ کسی استاد
حدیث اور شیخ محدث سی آپ علم حدیث نہ پڑہین گی ایسی ہی ٹہوکرین کہایا کرینگی
آپ نی چند مصرعہ اردو فارسی کی یاد کر لئی ہین واسطی فریب ہی عوام کی بی محل
پڑہ دیتی ہو اور مصداق مصرعہ مشہورہ کی ہو جاتی ہو ع شعر فہمی عالم بالا کی ظاہر
ہوگئی ؛ **دفع دفعہ ہفتم** — قولہ تساوی ایمان الی قولہ شرمای **اقول** و باللہ التوفیق

ہمارا مطالبہ اون لوگون سی ہی جو قول امام صاحب کا ایمان اہل السماء والارض لا یزید

ولا ینقص والمومنون متساوون فی الایمان والتوحید کو معنی ظاہری پر محمول کرتی ہین
کیونکہ یہ قول باعتبار معنی ظاہری ہی کی نزدیک محققین حنفیہ کی خلاف دلائل عقلیہ

وتقلید کے ہی کما سیاتی شرح عقائد نسفیہ و شرح فقہ اکبر ملا علی حنفی مین مذکور ہی وقال

بعض المحققین کالقاضی العضد لانسلم ان حقیقۃ التصدیق لا یقبل الزیادۃ والنقصان

بل تتفاوت قوۃ وضعفا بان تصدیق احاد الامۃ لیس کتصدیق النبی صلی اللہ

علیہ وسلم ولذا قال ابراہیم ولکن لیطمئن قلبی پس جن لوگون سی یہ محققین مطالبہ

دلیل کرتی ہین اونہین سی ہمارا مطالبہ ہی پس ساقط ہوا یہ قول مولف کا (تو

آپ ہی فرماتیی کہ یہ کون کہتا ہی الخ **قولہ** اور اگر یہ مطلب ہی الی قولہ زیادہ کیا عرض

کرون **اقول** یہ مطلب بجز آپ جیسی ذکی وفہیم کی اور کسکے خیال مین آویگا کہ

بولین لفظ ایمان اور مراد لین وہ باتین جن پر ایمان ہی اور اگر یہ تاویل بعیدہ

بی ٹھیک اور درست ہوتی تو امام محمد صاحب علیہ الرحمۃ قول ایمانی کایمان

جبریل کو کیون مکروہ فرماتی شرح فقہ اکبر مین ہی و من ہہنا قال الامام محمد علی ما

ذکرہ فی الخلاصہ اکرہ ان یقول ایمانی کایمان جبریل ولکن یقول آمنت بما آمن

بہ جبریل انتہی اور نیز فقہ اکبر کی شرح مین ہی وکذا لا یجوز ان یقول احد ایمانی

کایمان الانبیاء بل ولا ینبغی ان یقول ایمانی کایمان ابی بکر وعمر و امثالہما العجب کل

العجب کہ جس قول کو محققین علمای حنفیہ مکروہ وناجائز فرماتی ہین مولف رسالہ

اوس قول کو بتاویل بعیدہ مجوز کر کے کہتا ہی (کہ اسکا منکر ہی کون ہوگا اگر

حنفیو مین اسکا منکر ہو تو بتلائی الخ) ع چہ دلاور ہست دزدی کہ بکف چراغ دارد

اگر عوام مقلدین جنکا ایمان تقلیدی ہی ایمان مین قدم بقدم انبیا اور ملائیک کی

ہین تو امام صاحب وغیرہ کی نزدیک بسبب نہ چھوڑنی تقلید کی اور ترک کرنی

نظر و استدلال کی کیون گنہگار و عاصی رہتی ہین شرح فقہ اکبر مین ہی و منہا

ان ایمان المقلد الذی لا دلیل معہ صحیح قال ابو حنیفۃ وسفیان الثوری والمالک والاوزاعی

والشافعی واحمد وعامۃ الفقہاء واہل الحدیث صح ایمانہ ولکنہ عاص بترک الاستدلال الخ

Prog-15272 HL-12846

قولہ اگر یون کہون الی قولہ باعتبار اصل ایمان ہی تھی **اقول** ایمان کا مقولہ کیف سے
ہونا محض دعوی ہی جب تک مدلل نہ کیا جاوی کیونکر تسلیم ہو کیونکہ جو لوگ قائل
ہین اسبات کی کہ اعمال بہی داخل ایمان ہین اونکی نزدیک ایمان کیونکر مقولہ
کیف سی ہوگا جب تک عدم دخول اعمال حقیقت ایمان ہین دلیل سی ثابت نکیا
جاوی سلمنا کہ ایمان مجرد تصدیق ہی تو بہی عدم زیادت و نقصان خیر منع ہیں ہے
کما منع القاضی العضد و بعض المحققین علاوہ یہ کہ مولف خود کہتا ہی کہ ایمان مقولہ
کیف سی ہی اور مقولہ کیف مین بالذات کمی بیشی مساوات کا امکان نہین ہوتا
اور حنفیہ مساوات ایمان کی تو قائل والمؤمنون متساوُون فی الایمان چنانچہ
فقہ اکبر وغیرہ مین مذکور ہی فما ہو جوابکم فی المساوات فہو جوابنا فی الزیادۃ والنقصان
اور یہ جو دعوی حصر کیا ہی (کہ جن آیات اور احادیث مین زیادت پر دلالت ہے
وہان یہ بہی دلالت ہی کہ وہ زیادت باعتبار تزاید احکام و اخبار ہتی) یہ حصر
محض خلاف ہی ہم بقصد اختصار دو ایک آیات و احادیث ایسی لکہتی ہین کہ
جو زیادت ایمان پر دلالت کرتی ہین مگر تزاید احکام و اخبار کا وہان پتا ہی
نہین خیر مولف صاحب کی اوقات تو خراب و ضایع ہوگی لیکن ہمکو ثواب
ہوگا شاید کہ اوسکو بہی نفع دیوین فان الذکری تنفع المومنین سنو قال اللہ
تعالی واذ قال ابراہیم رب ارنی کیف تحیی الموتی قال اولم تومن قال بلی ولکن
لیطمئن قلبی اگر مراتب یقین کی مختلف اور متفاوت نہین تو سوال حضرت ابرہیم
علیہ السلام کا واسطی طلب مرتبہ عین الیقین کی کیون واقع ہوا حالانکہ علم الیقین
یعنی وحی و استدلال سی تصدیق ایمانی تو تہی ہی کہ پروردگار احیاء اموات پر
قادر ہی اور جبکہ مرتبہ عین الیقین کا علم الیقین سی زیادہ ہوا تو جو ایمان
بعین الیقین حاصل ہی وہ بہی زیادہ ہوگا اوس ایمان سی جو فقط علم الیقین سے

حاصل ہو کہا بیضاوی فی تفسیر میں آیہ مذکورہ کی ولکن لیطمئن قلبی لا زید بصیرۃ
وسکون قلب بمضامۃ العیان الی الوحی والاستدلال وایضا قال اللہ تعالی الذین
قال لہم الناس ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوہم فزادہم ایمانا قال البیضاوی فی
تفسیرہ وہو دلیل علی ان الایمان یزید وینقص ویعضدہ قول ابن عمر رضی اللہ عنہ
قلنا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الایمان یزید وینقص قال نعم یزید حتی یدخل
صاحبہ الجنۃ وینقص حتی یدخل صاحبہ النار وہذا ظاہر ان جعل الطاعۃ من جملۃ
الایمان وکذا ان لم یجعل فان الیقین یزداد بالالف وکثرۃ التامل وتناصر
الحجج انتہی اور نیز شرح فقہ اکبر میں ہی ونحن نعلم قطعا ان ایمان الامۃ لیس کایمان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا کایمان ابی بکر الصدیق باعتبار ہذا التحقیق وہذا معنی
ما ورد لو وزن ایمان ابی بکر الصدیق بایمان جمیع المومنین لرجح ایمانہ انتہی غرضکہ
آیات واحادیث بیشمار ہیں جو زیادت ونقصان ایمان پر صریحا دلالت کرتی
ہیں اور اعتبار کرنی تزاید احکام واخبار کی وہاں گنجایش نہیں اور ملا علی قاری
حنفی شرح فقہ اکبر میں فرماتی ہیں بطور تمثیل حسی کی فان الکفر مع الایمان کالعمی
مع البصر ولا شک ان البصراء یختلفون فی قوۃ البصر وضعفہ فمنہم الاخفش والاعشی
ومن یری الخط الثخین دون الرقیق الا بزجاجۃ ونحوہا ومن یری عن قرب زائد
علی العادۃ وآخر بضدہ وقال بعید ہذا فان تفاوت نور کلمۃ التوحید فی قلوب
اہلہا لا یحصیہ الا اللہ سبحانہ فمن الناس من نورہا فی قلبہ کالشمس ومنہم کالقمر
ومنہم کالکوکب الدری ومنہم کالمشعل العظیم وآخر کالسراج الضعیف وفی مقام
آخر فان التصدیق بحدوث العالم لیس کالتصدیق بطلوع الشمس ولذا ورد فی الخبر
لیس الخبر کالمعاینۃ انتہی ولنعم ما قیل ع شنیدہ کی بود مانند دیدہ * ترا دیدہ ویوسف
را شنیدہ * غرضکہ محققین علماء حنفا کی نزدیک زیادۃ ونقصان ایمان میں لفرق

واقع ہی اور دلائل ماسبق سی بخوبی واضح ہوا کہ مسئلہ مساوات ایمان انبیا و اولیا
اور عوام مومنین اور عامہ مقلدین کا محض خلاف کتاب و سنت ہے اور جو حنفی اس
مساوات کی قائل ہین اغلب کہ ایسی ہی حنفیون کے حقمین حضرت شیخ عبد القادر علیہ الرحمۃ
فی غنیۃ الطالبین مین فرقہ مرجیہ مین ہونا لکہا ہی اور مترجم عبد الحکیم جو لکہتی ہین
کہ یہ کسیکا الحاق ہی یہ غلط ہی اسلیئی کہ شیخ نی سبب اونکی مرجیہ ہونیکا یہی
لکہا ہی کہ یہ مانند فرقہ مرجیہ کے ایمان انبیا علیہم السلام اور عوام کا برابر جانتی
ہین اور زیادتی وکمی کی قائل نہین اور ایمان کہتی ہین تصدیق قلب او
اور اقرار زبانی کو بدون اعمال کی بلکہ توضیح مین تو یہ لکہا ہی کہ بعض حنفیون کے
نزدیک ایمان فقط نام ہی تصدیق کا اور اقرار زبانی واسطی محفوظ رہنی کی
ہی دنیا مین ہتک اور لوٹ سی انتہی پس قائلین اس مساوات کی بالضرور
فرقہ مرجیہ مین داخل ہین **دفع دفعہ ثامن قولہ** جواب توالی قولہ عذر
معقول ہی **اقول** مولانا شہید نے اصل مین مطالبہ دلیل کا اس مسئلہ کلیہ
کیا ہی (قضا کا ظاہر و باطن نافذ ہونا ہر ایک شی کی تحریم و تحلیل مین جو عقود
و فسوخ سی متعلق ہو) اور مثال جزئی اس مسئلہ کلیہ کی اسطرح پر دی ہی (مثلاً
کسی شخص نی ناحق کسی کی جورو کا دعوی کیا کہ یہ میری جورو ہی اور قاضی کے
سامنی جہوٹی گواہ پیش کرکے مقدمہ جیت لی اور وہ عورت اوسکو ملجاوے
تو وہ عورت بحسب ظاہر ہی اوسکی بی بی ہی اور اوس سی صحبت کرنا بہی حلال
ہی) پس مجیب کا یہ کہنا کہ (جواب تو اپکی اس اعتراض کا فقط اتنا ہی کہ منکوحہ
غیر کی نسبت حنفیون کا یہ قول ہی نہین بلکہ غیر منکوحہ کی نسبت ہی) کسطرح
جواب ہو سکتا ہی یک صورت جزئیہ یعنی منکوحہ غیر کو اگر آپنے اس قاعدہ کلیہ سے
مستثنی ہی کرلیا تو پہر ہی اثبات اس قاعدہ کلیہ کا وکل شی قضی بہ القاضی

۵۳
عورت کا حکم کر دی ۱۲

فی الظاہر بتحریمہ فہو فی الباطن کذلک وکذا اذا قضی باحلال کذا فی الہدایۃ) جو
اور ہزارون صور باطلہ کو مشتمل ہی کسی دلیل مثبت مطلوب سے آپکی ذمہ باقی رہا
اور جواب آپکا محض ناتمام وغیر کافی اور ایک صورت جزئیہ یعنی غیر منکوحہ کی
نسبت جو آپ نی بہت طویل بیان کرکے نفاذ قضا ظاہرا و باطنا اپنی زعم باطل
مین ثابت کیا ہی وہ بہی محض بیکار کیونکہ ایک صورت جزئیہ مین کسی حکم
کے ثابت ہونیسی کب لازم آتا ہی کہ کلیۃً حکم ثابت ہوجاوی موجبہ جزئیہ
موجبہ کلیہ کو کب مستلزم ہی اور یہ جو آپ نی صفحہ اٹھارہ مین فرمایا ہی (البتہ
زن غیر منکوحہ اور اموال باقیہ کی نسبت علما حنفیہ کا یہ دعوی ہی الخ) میں
کہتا ہون کہ اموال باقیہ کو آپ نی دعوی مین تو شامل کرلیا ہی اور پہر جو دلیل
فاسد اوسکی آپ لائی ہین تو فقط نسبت غیر منکوحہ کے اور اموال باقیہ سی
آپنے کچہ تعرض نہین کیا ان ہذا لشئ عجاب پس مطالبہ دلیل کا اس دعوی کلیہ
پر آپکی ذمہ ہنوز باقی اور جواب آپکا ناتمام وغیر کافی اور در مختار مین منکوحہ
غیر کا استثنا اس دعوی کلیہ سی صراحتا کہین مذکور نہین اگر آپ سچی ہین تو
نکال دیجیی لیکن اشاروں سی کام نہ لیجیی تعجب ہی کہ تمام مسائل جزئیہ شاذہ
مخترعہ بلکہ غیر واقعہ کو تو احداث اور اختراع کرکے بتصریح لکہین اور اس
استثنا زن منکوحہ غیر کو فقط ایک اشارہ سی جسکو ہر ایک شخص بجز آپکے سمجہ
نہ سکی تلک اذا قسمۃ ضیزی اور آپ نی یہانپر تو اشارہ کو بہی سمجہ لیا اور
حدیث صحیح جو اس باب مین نص صریح قطعی الدلالہ موجود ہی کما سیاتی اوسکو بالکل
نہین سمجہ سکتی سہ باطلا زاچہ ربا بید باطلی ٭ عاطلا زاچہ خوش آید عاطلی ٭
انا للہ وانا الیہ راجعون اور شامی وغیرہ نی اگر اس خاص صورت کا استثنا بہی
کردیا ہی تو پہر بہی اوس سے مطالبہ دلیل کا اوس دعوی کلی پر تو باقی ہی رہا اگرچہ

له ظاہر مین تو وہ باطن مین
بہی حرام ہوجاوی گی اور ایسی ہی

اس خاص صورت یعنی منکوحہ غیر مین مطالبہ دلیل سی اوسکو جھنکارا ہوگیا او
ہزارون صور جزئیہ اس مسئلہ کلیہ کے بن سکتی ہین مثلا کہا جاوی کہ کسیکی قطعہ
زمین یا مکان کا کسی نی جھوٹا دعوی کیا کہ مین نی اس سی خریدا ہی اور
جھوٹی گواہ گذرانی اور بیعنامہ جعلی پیش کر دیا اور قاضی نی اوسکی بیع کا حکم
کر دیا تو وہ قطعہ زمین یا مکان ملک طیب بموجب اس قاعدہ کی اوس جھوٹی
مدعیکی ہوگیا اور اللہ تعالی کی نزدیک وہ قطعہ زمین یا مکان اوس مدعی
کاذب کو حلال ہوگیا حالانکہ حدیث صحیح متفق علیہ مین آیا ہی من اخذ شبرا
من الارض ظلما فانہ یطوقہ یوم القیامۃ سبع ارضین متفق علیہ یا مثلا ایک
شخص نی ایک شخص پر ایک لونڈی یا طعام کی بیع یا شرا کا دعوی کیا اور
دو جھوٹی گواہ گذار دی اور قاضی نی حکم کر دیا تو بموجب اس قاعدہ کی یہ حکم
ظاہر و باطن نافذ ہو جاویگا اور جسکو وہ لونڈی یا طعام دلا یا گیا حلال طیب ہی
کہ لونڈی سی وطی کری اور کہانا کہا لیوی یا مثلا خاوند جورو مین سی کسی نے
دوسری پر فسخ نکاح کا دعوی کاذب کرکے دو جھوٹی گواہ گذار دی اور قاضی
نی جدائی کا حکم دیدیا تو عورت کو جائز ہی کہ اور خصم کرلے اور اوس دوسری
خاوند کو اوسکی وطی جائز ہی اگرچہ اوسکو معلوم ہو کہ پہلی خاوند نی اوسکو طلاق
نہین دی اسطور پر کہ ان دو جھوٹون گواہو نسی ایک یہی ہو وغیر ذلک من الصور
التی ذکرہا الفقہاء فی کتب الفقہ حالانکہ مدعی کاذب کی حق مین آیا ہی من ادعی
ما لیس لہ فلیس منا ولیتبوأ مقعدہ من النار رواہ مسلم اور کاذب گواہو کی حق مین
بہی آیا ہی کہ جھوٹی گواہی شرک کی مانند ہی پس وہ بہی گناہ کبیرہ ہی اور مدعی
اوسپر رضامند ہی اب دیکہو حدیث قال علیہ السلام عدلت شہادۃ الزور بالاشراک باللہ تعالی
ثلث مرات ثم قرا قولہ تعالی فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور [illegible]

55

اس حدیث مین بیان فرمایا کہ جہوٹی گواہی گناہ مین شرک کی برابر ہی جس سے
بالضرور دوزخ مین دخل ہوتا ہی پس جس شخص نی جہوٹا دعوی کرکے جہوٹی گواہی
سی کوئی شی حاصل کی تو وہ اوسکو کسطرح حلال وطیب عند اللہ ہوجاویگی ان ہذا لشئ
عجاب بالجملہ ہزارون صور باطلہ اس قاعدہ کلیہ کے امثال جزئیہ ہوسکتی ہین
بلکہ اگر بنظر امعان دیکہا جاوی تو منکوحہ غیر بہی باوجود استثنا کرنیکے پہر بہی اس
قاعدہ کلیہ مین داخل ہی رہیگی اور نکل کر اس قاعدہ کلیہ سی کہین نہین جاسکتی
مین اولا مسئلہ نفاذ قضا کو ہدایہ وحاشیہ اوسکی سی بتوضیح تمام لکہتا ہون بعدہ
ثابت کرونگا کہ منکوحہ غیر باوجود مستثنی کرنیکی اس مسئلہ کلیہ سی باہر نکلکر نہین جاسکتی
اور چاروناچار غیر شوہر کو ظاہر وباطن مین حلال ہوجاویگی اگرچہ کسیقدر تدبیر عقلی
زیادہ کرنی پڑیگی مگر مسئلہ نفاذ قضا ظاہرا وباطنا سلامت چاہیی مسئلہ یہ ہی
وکل شئ قضی بہ القاضی فی الظاہر بتحریمہ فہو فی الباطن کذلک عند ابی حنیفۃ
وکذا اذا قضی باحلال وہذا اذا کانت الدعوی بسبب معین وہی مسئلہ قضاء القاضی
فی العقود والفسوخ بشہادۃ الزور وقد مرت فی النکاح انتہی حنفی عینی حاشیہ ہدایہ
اوسکی صور جزئیہ مین سی یہ صورت لکہتی ہین ومن صورہ ادعت علی زوجہا انہ
طلقہا ثلثا واقامت بینۃ کاذبۃ وقضی القاضی بالفرقۃ وتزوجت باخر بعد
انقضاء العدۃ فعلی قول ابی حنیفۃ وقول ابی یوسف اولا لایحل للزوج الاول
وطیہا ظاہرا وباطنا ویحل للثانی ظاہرا وباطنا علم بحقیقۃ الحال اولا وعلی قول
محمد رح لایحل للثانی وطیہا اذا کان عالما بحقیقۃ الحال واذا قضی القاضی باحلال
شئ فی الظاہر فہو فی الباطن کذلک ومن صورہ رجل ادعی علی امراۃ نکاحا
وہی تجحد فاقام علیہا شاہدی زور وقضی القاضی بالنکاح بینہما حل للزوج وطیہا
وحل للمراۃ التمکین عند ابی حنیفۃ وعند محمد لایحل لہما ذلک ومن صور العقود

ما اذا قضی بالبیع بشہادۃ الزور سوا ر کانت الدعوی من جہۃ المشتری مثل ما
اذا قال بعتنی ہذہ الجاریۃ او من جہۃ البائع مثل ما اذا قال اشتریت منی ہذہ
الجاریۃ فانہ یحل للمشتری وطیہا فی الوجہین جمیعا و من الفسوخ ما اذا ادعی
احد المتعاقدین فسخ العقد فی الجاریۃ و اقام شاہدی زور و قضی القاضی بالفرقۃ
نہایہ حاشیہ ہدایہ مین ہے و لقب المسئلۃ لقضاء القاضی بشہادۃ الزور فی
العقود و الفسوخ فعند ابی حنیفۃ ینفذ ظاہرا و باطنا و المعنی من النفاذ باطنا
ثبوت الحل فیما بینہما و بین اللہ تعالی جبکہ مسئلہ نفاذ قضا ظاہرا و باطنا ہدایہ
وغیرہ سے بیان ہو چکا تو اب مین کہتا ہون کہ منکوحہ زید نے عمرو اور بکر
دو گواہ جہوٹے قاضی کے یہان اس مضمون کے گذرانے کہ زید نے تین طلاقین
دیدی ہین اور عدت طلاق بہی گذر گئی ہے حالانکہ زید نے نفس الامر مین
تین طلاقین بالکل نہین دی ہین چہ جائیکہ عدۃ گذری ہو پس قاضی
بحکم مسئلہ نفاذ قضا کے ضرور حکم تفریق کر دیویگا پہر عمرو نے جو ایک گواہ جہوٹا
منجملہ اون دو گواہون جہوٹے کے ہے بعد اس مقدمہ کے جہوٹا دعوی کیا کہ
یہ عورت میری منکوحہ ہے اور دو گواہ جہوٹے عقد نکاح کے گذرانے تو اب
قاضی عقد نکاح کا حکم بالضرور کر دیویگا اور یاد کرو کہ عینی حاشیہ ہدایہ مین گو
ہو چکا کہ و من صورہ ادعت علی زوجہا الخ و من صورہ رجل ادعی علی امراۃ نکاحا
الخ اب دیکہو کہ یہ عورت جو منکوحہ زید تہی اس تدبیر سے عمرو کو ظاہر و باطن
حلال و طیب ہو گئی البتہ کچہہ قدرے تدبیر زیادہ کرنی پڑی پس انکار آپکا نسبت
منکوحہ غیر کے بہی کچہہ کام نہ آیا ع الٹی پڑ گئین سب تدبیرین کچہہ نہ دوا نے کام
کیا البتہ اتنا فرق ہو گیا کہ یک نشد دو شد چنانچہ اب آپکو ثابت ہوا ہوگا کہ
محمدیان عامل بالحدیث کو واسطے ترک تقلید شخصی کے عذر معقول ہے **قولہ**

مگرہان شاید الی قولہ پہر ہم بہی انشاء اللہ تعالیٰ تماشا دکہاوینگے **اقول** ۵۱ ای
تماشا گاہ عالم روئیتو ہ تو کجا بہر تماشا میروی ۵ خلاصہ اس آپکی کلام طویل الذیل
کا یہ ہی کہ علت تامہ ملک کی قبضہ ہے اگر قبضہ نہین تو ملک بہی نہین اور
اگر قبضہ موجود ہی تو ملک بہی ثابت ہے اب مین آپ سی نہایت ادب سے دریافت
کرتا ہون کہ مراد آپکی ملک سی کونسی ملک ہی ایا عام اس سی کہ ملک طیب ہو
یا خبیث ہو یا محض وخالص ملک طیب اگر عام مراد ہی تو مفید آپکی مدعا کو
نہین جو حلت طیب اوس شی کی کہ بسبب قابض قاضی کی جہوٹی دعوی اور
شہادت زور سی قبضہ مدعی مین آجاوی اور اگر ملک طیب مراد ہی تو آپ نے
اس مقدمہ کو کسی دلیل سی مدلل نہین کیا دعوای محض کیا ہی ہم اسی کو تو منع کرتی
ہین کہ قبضہ مطلقا اور ہر جگہ موجب ملک طیب اور حلال کو نہین ہوتا جناب من یہ
دعوی محض آپکا بلا دلیل اور دستاویز کی نہ عند الناس مقبول ہوگا نہ عند اللہ
اسکو کسی دلیل اور دستاویز مثبت سی ثابت کیجیے اور ہماری سند منع کو ملاحظہ
فرمائیے کہ رہن مین قبضہ ہوتا ہی اور شی مرہون مرتہن کی ملک مین نہین ہوجاتی
نہ ملک انتفاع اور نہ ملک رقبہ اور اگر قبضہ مین آپکو شک ہو تو فرہان مقبوضۃ
موجود ہی ودائع مین بالبداہت قبضہ موجود ہے اور ملک رقبہ نہین ۔ مال سرقہ
مین قبضہ موجود ہوتا ہی اور ملک طیب نہین ہوتی ۔ شی عاریہ مین قبضہ موجود ہے
اور ملک رقبہ نہین مال مغصوبہ مین قبضہ ہی اور ملک نہین ۔ مال یتیم پر قبضہ تو
بتمام وکمال متحقق لیکن ملک نہین وعلی ہذا القیاس ورصدہا صورتین ایسی پائی
جاتی ہین کہ وہان پر قبضہ تام موجود اور ملک حلال نہین اگر قبضہ ملک طیب اور
حلال کی علت تامہ ہوتا تو اوسکا معلول یعنی ملک حلال کبہی اوس سی تخلف
نہوتا یا شاید آپکی نزدیک ان سب صور تو نمین قابض کاذب کی ملک طیب ہا

۵۷ علت تامہ کی تعریف اصول مین لکہی ہے
العلة وہو ما یضاف الیہ وجوب الحکم ابتداء
وفی الشریعة الحقیقیة تتم بثلثة اوصاف
احدہا ان یکون علة اسما بان یکون
موضوعة للحکم ویضاف الحکم الیہا ابتداء
والثانی ان یکون علة معنی بان
یکون موثرة فی الحکم والثالث ان
یکون حکما بحیث یثبت الحکم بہا
من غیر تراخ فاذا وجدت ہذہ
الاوصاف الثلثة فی شی فہو
علة کاملة تامة والا فلا
ظاہر ہے کہ قبضہ مین یہ تینون
وصف مجتمع نہین فلیتدبر ۵۸

[illegible] قبضہ سبب علت تامہ ملک کی
کی ہو تو قضاء قاضی کی [illegible]
نہین فقط قبضہ کفایت کرتا ہی
اور قبضہ کو علت تامہ [illegible]
[illegible]
[illegible]

ثابت ہوا اگر ایسا کچہ ہی تو واہ واہ ایسی حنفیت کی برابر تو کوئی بہی مذہب دنیا
مین نہ نکلیگا اور دنیا تو خوب حاصل ہوگی لیکن یہ یاد رکہیی کہ عاقبت مین
انجام اسکا دوزخ ہی ہی۔ اور بیع قبل قبض ممنوع ہونیسی کسطرح لازم آتا ہی کہ ملک
قبل القبض بہی متحقق نہوا کری محشی خود بصفحہ ۱۴ اپنی رسالہ مین خود اقرار کیا ہی
کہ رسول خدا مالک عالم مین جمادات ہون یا حیوانات بنی آدم ہون یا غیر بنی آدم
اب مین دریافت کرتا ہون کہ رسول مقبول علیہ السلام کا کل اشیائی عالم پر قبضہ
تہا یا نہین تہا اگر آپکا قبضہ کل اشیا پر تہا تو ماسوائی حضرت جو مالک کہلاتی
ہین بلا قبض مالک ہوگئی معلول بغیر علت تامہ کی پایا گیا اور اگر حضرت کا قبضہ
نہین تہا تو حضرت نبی علیہ السلام بلا قبض مالک ہوگئی پس ہمان اوس وقت کا
معلول اپنی علت تامہ سی علیحدہ ہوا ہذا خلف۔ اور یہ جو مؤلف نی کہا کہ مہاجرین
بسبب قبضہ اوٹہہ جانیکی فقرا کہلائی ایسی یہ کب ثابت ہوتا ہی کہ اثاث البیت
اور اسباب مال مملوکہ مہاجرین بمجرد اوٹہہ جانی قبضہ کی ملک حلال و طیب کفار
کی ہوگیا غایۃ الامر یہی کہ بسبب اوٹہہ جانی قبضہ کی ملک ظاہری اونکی نہ رہا
کہ جسکی سبب فقرا کہلائی گئی ورنہ مؤلف بتلائی کہ مہاجرین نی کیا قصور کیا تہا
کہ بمجرد اوٹہہ جانی قبضہ کی جملہ مال و اسباب مملوکہ مہاجرین اونکی ملک سی ظاہرا
و باطنا نکل جاوی اور کفار کی ملک طیب و حلال ہوجاوی ان ہذا لشیٔ عجاب
ولا یقول بہ احد من اولی الالباب من ادعی خلاف ذلک فعلیہ الاثبات من الدلیل
المثبت حالانکہ حدیث مین آیا ہی عن ابن عمر قال ذہب فرس لہ فاخذہ العدو
فظہر علیہم المسلمون فرد علیہ فی زمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی روایۃ ابق
عبد لہ فلحق بالروم فظہر علیہم المسلمون فرد علیہ خالد بن الولید بعد النبی صلعم رواہ
البخاری ملا علی قاری حنفی مرقاۃ مین کہتی ہین کہا ابن ملک نی اس سی معلوم ہوا کہ

کافر اگر مسلمان کی غلام بھاگی ہوی کو پکڑ لین تو مالک نہین ہوتی واجب ہے
پہیر دینا اوسکا اوسکی مالک کو پہلی قسمت سے اور بعد اوسکی اور یہی قول ہمارا ہے
اور کہا ابن ہمام نی کہ اگر بھاگ جاوی غلام مسلمان یا ذمی کا اور وہ ہو مسلمان
اور داخل ہوا دار الحرب مین اور کفار پکڑ لین اوسکو تو نہین مالک ہوتی وہ
نزدیک ابی حنیفہ کی۔ در صورتیکہ غلام ذمی کی مجرد قبضہ سی کفار دار الحرب مالک
نہو سکی تو مہاجرین نی مولف کا کیا قصور کیا ہی کہ کفار دار الحرب بمجرد قبضہ
مال اور اسباب مہاجرین کی مالک بطور ملک طیب ہو جاوین تملک ذاتھم
ضیری ہے۔ اور نسبت قبضہ مورث کی جو مولف نی کہا کہ وارث کیطرف عاید ہو جاتا ہے
یہ بہی خلاف واقع ہی کیونکہ اگر قبضہ مورث کا ہر ایک وارث کیطرف حصہ رسد
وعلی قدر سہام عاید ہو جایا کرتا تو تقسیم ترکہ کی کیا حاجت ہتی ہر ایک وارث خود
بخود قابض ور متصرف اپنی اپنی سہام پر ہو جایا کرتا حالانکہ یہ بات خلاف واقع ہی
اکثر اوقات ایسا ہوتا ہی کہ بعض ورثا اپنی حصہ سی زیادہ کی قابض ہو جاتی
ہین اور بعض ورثا اپنی حصہ سی غیر قابض رہتی ہین اور حکام کیطرف رجوع کرنیکی
حاجت پڑتی ہی البتہ اگر آپ یہ کہین کہ ملک مورث کی ورثا کیطرف بقدر سہام
عاید ہو جاتی ہی تو گنجایش ہی اور اس صورت مین ہمان ہش درکاسہ کہ ملک ہے
اور قبضہ نہین یعنی موجب آپکی مسلک کی معلول اپنی علت تامہ سی متخلف ہے
قولہ دوسری بات الی آخرہ **اقول** اگر آپکی غرض یہ ہی کہ ہر دو آیہ سی یہ ہی کہ ہر ایک
شی اور ہر ایک عورت بعد قبضہ کی ہر ایک قابض کی ملکیت مین آجاتی ہی جیسا
کہ فرقہ اباحیہ کہتا ہی تو آیہ اسپر دلالت نہین کرتی تفسیر بیضاوی ہی نہین دیکہی
اوسمین لکہا ہی ولا یمنع اختصاص بعضہا ببعض لاسباب عارضۃ فانہ یدل علی ان الکل
للکل لا علی ان کل واحد لکل واحد اور اگر یہ غرض ہی کہ قبضہ کی ساتہہ اسباب ملک

مثل بیع و شرا و ہبہ و ارث و نکاح وغیرہ بہی ضرور موجود ہون تب کوئی شی ملکیت
مین آوی تو یہ بات آپکی مدعا کو مفید نہین بلکہ مضر ہی کیونکہ آپ نی تو فقط
قبضہ ہی کو علت تامہ ملک کی قرار دی ہی مین حیران ہون کہ ان دونون
آیتونکو نفاذ قضا ظاہرا و باطنا سی کیا تعلق ہی جو آپ نی مقدمہ مطلوب کے طور پر
لکہی ہین شاید آپکی یہ غرض ہو کہ عوام جہلا جانین کہ حضرت مجیب نے اس مسئلہ کو
دو آیتون سی ثابت کیا اگر آپکی یہی غرض ہتی تو چاہیئی ہتا کہ ایک دو رکوع
کسی جگہ سی اور کوئی حدیث ملتی جوڑی صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی خواہ کسی باب سے
ہوتی لکہہ دیتی تاکہ عوام جہلا آپ سی بہت زیادہ خوش ہوتی اور ہمکو تو آپکی
ان حرکات پر نہایت افسوس آتا ہی کہ رسول مقبول علیہ السلام آپکی شکایت کرینگے
یارب ان قومی اتخذوا ہذا القرآن مہجورا اور انجام ایسی حرکات کا دوزخ ہے
من قال فی القرآن برایہ فلیتبوا مقعدہ من النار او کما قال **قولہ** تیسری بات الخ
اقول آپ نی یہ وعدہ کیا ہتا کہ قبل از جواب ایک دو بات سنلیجیی دو باتین تو
ہو چکین اور جواب کا ابہی تک پتا نہین یہ تو باتون ہی باتون مین ٹالنا ہی اور
اگر یہ بات بہی آپکی تسلیم کیجاویگی کہ عقد نکاح عقد بیع ہی ہی تو پہر اسبات کو
نفاذ قضا ظاہرا و باطنا سی کیا تعلق یہ بی تکی باتین جو آپ گہڑ رہی ہین عقلا کو
تو ہنسی آتی ہی البتہ عوام جہلا جو آپکی معتقدین ہین اس تقریر پر تزویر کو سبب
بے تک ہونیکی شاید معما اور پہیلی تصور کرین کیونکہ آپ ہی بعض جگہ ایک بات
فرماتی ہین اور اوسکو معما قرار دیکر پہر اوسکی شرح کرتی ہین لیکن مسئلہ نفاذ
قضا ظاہرا و باطنا بشہادۃ زور ان پہیلیون سی کیونکر ثابت ہو سکتا ہی عقلا
اور علما کی نزدیک تو ایسی باتین ہذیہ بتر از گناہ ہین — **قولہ** چوتہی بات الی آخرہ
اقول ؎ عقد ایکشادہ گیر ای منتہی ۔ عقدہ سخت است بر کیسہ تہی ۔ ہم چوتہی بات کا

بحر طویل کہون یا متوالی کی بگڑی بہر حال چار و ناچار خلاصہ سبکا عرض کرتا ہون
کہ یہ ہی (روح اپنی بدن کی مالک کامل لیکن بیع اپنی بدن کی ممنوع اور
عورت اپنی بدنکو بیع کر سکتی ہے) پہر اگر یہ بات تسلیم بہی کیجاوی تو آپکو کچھ
مفید نہین ہی کیونکہ صورت متنازعہ فیہا مین سری سی بیع ہی نہین ہوئی
اندرینصورت یہہ چوتہی بات ایسی ہی جیسا کہ کسی نی کہا ہی ؎ چہ خوش گفت
است سعدی در زلیخا ۞ الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا ۞ اور یہ جو آپ فرماتی
ہین کہ عورت اپنی رحم سی خود کامیاب نہین ہو سکتی یہ ممکن نہین کہ مثل مرد
خود اپنی آپ سی جماع کری اہتی اقول ؎ تا بدکان خانہ در گرددی ۞ ہر گدا کی
خام آدمی نشوی ۞ آپکو یہ خبر نہین پہنچی کہ کلکتہ مین ایک ایسا آلہ فروخت ہوتا ہی
کہ عورت خود بخود اپنی آپ بذریعہ اوس آلہ کی جماع کر سکتی ہی اغلب کہ آپ اسکو
بموجب اپنی مسلک کی جائز فرماتی ہونگی نعوذ باللہ منہ **قولہ** پانچوین بات الی
قولہ اونکا قصور نہین **اقول** ناظرین با انصاف اس طوالت لاطائل کا
ملاحظہ فرماوین کہ باوجودیکہ مولف نی یہانپر کسقدر ہاتھہ پانو پیٹی ہین اور پہر آخر
کو نتیجہ کل اپنی لنبی چوڑی تقریر پر تزویر کا تین ورق سیاہ کرکے یہ نکالا کہ (یہ وجہ
ہی کہ قائلان نفاذ قضا ظاہرا و باطنا زن منکوحہ کو مستثنی کرتی ہین چنانچہ در مختار
مین اشارۃ اور شامی مین صراحتاً یہ بات موجود ہی علی ہذا القیاس بہ غیرہ
کتب فقہ مین اس تصریح سی کہ قضائی قاضی فقط عقود و فسوخ مین نافذ ہوتی
ہی زن منکوحہ اور احرار کو اس قاعدہ سی مستثنی کر دیا ہی کوئی نہ سمجہی تو کیا کیجئی
اوسکی فہم کا قصور ہی اونکا قصور نہین) جنابمن ہنوز دہلی دور یہ تو ہمارا اجزو
مدعا ہی جسکو آپنے اس طول اور طوالت سے ثابت کیا ہی سچ فرمایا مولانا رومؒ
نی آپ جیسی کی حق مین ؎ مرغ بربالا پران و سایہ اش ۞ میدود بر خاک پران

سایہ وحش و الٰہی صیاد ان شود ٭ مید ود چندانکہ بی مایہ شود ٭ بیخبر کان عکس
ان مرغ ہوا ست ٭ بیخبر کہ اصل آن سایہ کجاست ٭ تیر اندازد بسوی سایہ او ٭
ترکشش خالی شود در جستجو ٭ حضرت من یہ سب تقریر آپکی مثبت ہی ہماری
جزو مدعا کی یعنی زن منکوحہ کی نسبت چنانچہ آخر مین جو نتیجہ آپ نی نکالا اوس
سی ظاہر ہے کہ یہ جو جہلا کو فریب دیتی ہو کہ ہدایہ وغیرہ کتب فقہ مین زن
منکوحہ اور احرار کو مستثنے کر دیا ہی یہ محض کذب اور دروغ ہی ہدایہ مین
کسی جگہ زن منکوحہ اور احرار کو صراحتاً مستثنے نہین کیا اگر یہی ہو تو دکہلا
دیجیی اور شامی نی تو بہت سی مسائل درمختار وغیرہ پر صبح کی شام اور شام
کی صبح کر دی ہی اور تسلیم کیا کہ اور کسی نی بہی ایک خاص صورت یعنی زن
منکوحہ کو مستثنی کر دیا تو اس سی کیا ہوتا ہی اعتراض تو ہمارا اس قاعدۂ کلیہ
پر ہی جو ہزارون صور باطلہ کو مشتمل ہی کہ مار مارا اور غصب کر نی زن منکوحہ
غیر کا حال بہی سابقاً معلوم ہو چکا فتذکر **قولہ** واجب التسلیم ہی **اقول** ملک سی
مراد آپکی اگر ملک طیب ہی تو کوئی مقدمہ مقدمات مصنوعہ وجعلیہ مذکورہ سابقہ
سی اسکا مثبت نہین اور اگر مراد ملک سی ملک عام ہی خبیث ہو یا طیب
تو آپکو مفید نہین بہرحال یہ بات بہی آپکی ہرگز واجب التسلیم نہین بلکہ
واجب الرد ہی **قولہ** شرح اس معما کی یہ ہی الی قولہ متوقع نہین **اقول**
اس معمای بدرجا چہ یا پہیلی راجہ بیربل کی شرح یہانتک تو مسلم (کہ ایک
دوسری کی جا ایک دوسری کا قایم مقام ہونا ممکن ہوا) لیکن جو فرماتی ہو
کہ در صورت قضائی قاضی یہ بات ضرور تر ہی الخ واجب الرد ہی - نیابت
اور ولایت قاضی کی مسلم لیکن جبکہ قضا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی جو بموجب اقرار مندرجہ صفحہ ۱۴ اکی اصل مین بعد خدا مالک عالم مین جمادات

ہون یا حیوانات بنی آدم ہون یا غیر بنی آدم اشیائی مدعا بہا کو درصورت کذب مدعی وشہادت زور کی حق مین مدعی کی حلال وطیب نہین کرسکتی کما سیاتی تو قضائی قاضی جو فقط درجہ نہایت ہی رکہتی ہی کیونکر تہ تک کی خبر لیگی اور ظاہر سے باطن تک کیونکر کام کرنگی تملک اذا قسمتہ ضیزی اور بطلان تمام مقدمات مختلفہ سابقہ کا ظاہر ہو چکا وہ ہرگز دلالت نہین کرتی کہ حرام شی اور اتلاف حق غیر جہوٹی دعوی اور کاذب گواہون سی اگر کوئی شخص کرنا چاہی تو تائید قضائی قاضی اور حمایت حاکم سی اس شخص کاذب کو حلال اور طیب ہو جاوی اور یہی تقریر پر تزویر آپکی تو ہر شخص زنا کرنیوالا کسبیون وغیرہ سی جو روپیہ دیکر زنا کرتا ہی کہہ سکتا ہی کہ اوہر مال متنازعہ فیہ محل قابل عوض علت موجب ملک یعنی قبضہ موجود علت قابلہ ملک یعنی محل قابل موجود اسکی ساتہہ اتصال فاعل ومفعول ہو چکا یعنی قبضہ محل قابل تک متعدی ہو چکا جسکا حاصل یہی کہ مانع تعدی کوئی نہین اب بہی عوض ملک مدعی مال متنازعہ فیہ پر نہو تو یون کہو علت تامہ کو لزوم معلول ضرور نہین سو ایسی بات سوائی آپکی اور کسی سی متوقع نہین انتہی عبارت المولف بعینہ وعلی ہذا القیاس ہر شخص غاصب اور ظالم اور سارق غیر بعد قبضہ تام کی آپکی دلیل مِنْ اَوّلہٖ اِلٰی آخرہٖ بلا تفاوت لفظی پیش کرسکتا ہی دلیل حقہ حنفیہ تو آپ نی ان تمام فاسق فاجرونکو خوب تعلیم فرمادی کہان وہ بیچاری ہدایہ پڑہتی اور کہان اونکو یہ دلیل معلوم ہوتی یہ تو طفیل آپکی ادراک کا مدعی کا ہی اور فی الحقیقت یہ فساق بڑی پکی حنفی کہلاوینگی کیونکہ ہر ایک جسے غیر کی غصب کرکے یہ دلیل ہدایہ وغیرہ کی پیش کرینگے نعوذ باللہ من ذالک ایسی حنفیت سی اللہ تعالی سب مسلمانونکو محفوظ رکہی جس سے تمام کبائر حلال وطیب ہوئی جاتے ہین اور اسیر ہی انکہین نہین کہلتیں

ولنعم ما قیل اذا استبد الانسان برایہ عمیت علیہ المراشد۔ واضح ہو کہ بعض
علماء حنفیہ نے مسئلہ نفاذ قضاے قاضی کا مطلقاً خواہ املاک مرسلہ مین ہو خواہ
عقود و فسوخ مین اور خواہ دعوی صادق ہو یا غیر صادق نفی کر دیا ہی لاکن
چونکہ روایت اس مسئلہ کی امام صاحب سے نزدیک حنفیہ کی صحیح ہی بانیو جہ
پروہ تقلید کی سبب صاف صاف رد نہین کرتی بلکہ بطرز دیگر اصلاح انکا
کرتی ہین کہ اس زمانہ مین بسبب شیوع کذب اور رشوت کی قضاے قاضی
مطلقاً نافذ نہین ہوتی چنانچہ احمد بن علی آفندی مجالس الابرار مین لکھتے ہین
ومما ینبغی ان یعلم ایضاً ان قضاء القاضی بشہادۃ الزور فی العقود والفسوخ
انما ینفذ ویفید الحل اذا اخذ القاضی القضاء بغیر رشوۃ واما اذا اخذ القضاء
بالرشوۃ فلا یکون قاضیا ولا ینفذ حکمہ علی ما ذکر فی عامۃ الکتب فعلی ہذا لا یوجد
فی ہذا الزمان قاض ینفذ حکمہ اذ قلما یوجد قاض یاخذ القضاء بغیر الرشوۃ فان
القضاۃ فی ہذا الزمان یسعون فی اخذ القضاء بالرشوۃ سعیا بلیغا ویبذلون
فی تحصیلہ مالا کثیرا ویسمونہ باسماء غیر الرشوۃ مع کون کلہ رشوۃ فکیف یوجد فیہم
قاض ینفذ حکمہ فانہم باخذہم القضاء بالرشوۃ یکونون سببا لابطال کثیر من الاحکام
الشرعیۃ لان کثیرا من امور المسلمین مفوض الی رایہم وموقوف علی حکمہم وہم اذا
اخذوا القضاء بالرشوۃ لا ینفذ حکمہم فی شئ من المحکومات الشرعیۃ فیلزم بطلان
کثیر من امور المسلمین لاسیما النکاح الذی یکون مفوضا الیہم فان القاضی الذی
اخذ القضاء بالرشوۃ اذا عقد النکاح الذی فوض الیہ یکون ذلک النکاح باطلا
فیلزم ان یکون الزوج والزوجۃ زانیین ما داما تحت ذلک النکاح ولیس ہذا
الا لکثرۃ محبتہم للدنیا وقلۃ مبالاتہم فی الدین فانہم لغلبۃ غفلتہم عن الآخرۃ یاخذون
القضاء بالرشوۃ ولا یبالون بکونہم ملعونین بلعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لہ جب از رعایای آدمی ارادہ کی اپنی رشید و مرتب ہوتی ہین اور اسمین آپکی ہدایت کی ۱۲ منہ

بل یقتحرون به الی آخر ماقال ترجمہ اور یہ ہی سمجھنے کی بات ہی کہ قاضی کا حکم
جھوٹی گواہی سی عقود اور فسوخ مین جب نافذ ہوتا ہی اور حلت کا فائدہ
دیتا ہی کہ قاضی کو عہدہ قضا بغیر رشوت ملا ہو اور اگر قضا رشوت دیکر لی ہی
تو نہ وہ قاضی ہی اور نہ اوسکا حکم نافذ ہی چنانچہ تمام کتابون مین مذکور ہی اس حالت
کے موافق اب اس زمانہ مین ایسا کوئی قاضی نہین ہی جسکا حکم نافذ ہو کیونکہ
بہت کمتر قاضی ہین جنکو قضا بدون رشوت کی ملجاوی بیشک اکثر زمانہ کی
قاضی رشوت دیکر قضا لینی مین نہایت درجہ کی سعی کرتی ہین اور قضا کی لئیے
خوب مال خرچ کرتی ہین اوسکا نام سوای رشوت کی کچھ اور رکھہ چھوڑا ہی باوجودیکہ
سب رشوت ہی پھر کہان ہی ایسا قاضی جسکا حکم نافذ ہووی کیونکہ قاضی تو
رشوتون سی قضا لیکر بہتیری احکام شرعی باطل کرتی ہین اسلیئی کہ اکثر امور
مسلمانون کی اونکی رائی پر مفوض اور اونکی حکم پر موقوف ہین اور اونہون نے
جب قضا رشوت دیکر لی تو اونکا حکم کسی فیصلہ شرعی مین نافذ نہین ہوتا
تو اب مسلمانون کی بہتیری امور باطل ہوتی ہین خاصکر نکاح جو اونکی طرف
مفوض ہی بیشک جس قاضی نی رشوت دیکر قضا حاصل کی ہی جب وہ کسیکا
عقد نکاح کریگا جو اوسکی طرف مفوض ہی تو وہ نکاح باطل ہوگا اب یہ لازم آتا ہی
کہ دونون خاوند جورو زانی ہون جب تک اوس نکاح مین رہین اور یہ حال
اسلیئی ہی کہ دنیا کی محبت بہت ہی اور دین کی پروا کمتر ہی کیونکہ یہ قاضی
آخرت سی خوب غافل ہوکر قضا کو رشوت سی حاصل کرتی ہین اور اوسکی کچھہ
پروا نہین کہ اوپیغمبر رسول علیہ السلام کی لعنت پڑتی ہی بلکہ اوسپر فخر کرتی ہین
تمام ہوا ترجمہ عبارت مجالس الابرار کا موجب اس بیان کی کوئی نکاح ہی صحیح نہین
رہتا اور جملہ نکاح زنا ہوئی جاتی ہین بڑی حیرانی کی بات ہی کہ نفاذ قضا ہو تو ایسا

کر پائی جورو بھی حلال و طیب ہو جاوی اور عدم نفاذ ہو تو ایسا کہ کوئی نکاح اُس
زمانہ کی قاضیوں کا کیا ہوا صحیح نہ ہی اور محض سفاح اور زنا ہو جاوے گر چنین
نماید وگر ضد این ہ زین تناقض اہی اخی دوری گزین ہ دست را اندر احد وحی
بزن ہ اینچنین تقلید را از خود بکن ف واضح ہو کہ اگر غور اور امعان نظر سی
دیکہا جاوی تو معلوم ہووی کہ قائل ہونا مسئلہ نفاذ قضا ظاہراً و باطناً کا در صورت
کذب ایسا غلط فاحش قول ہی کہ تمام ابواب فقہیہ اور اغراض شارع علیہ السلام کے
اور نیز حکمت الٰہیہ کی خلاف ہی جسکے باعث تحلیل ما حرم اللہ اور ارتکاب اشد
کبائر یعنی اتلاف اور اخذ حقوق غیر لازم آتا ہی جو مقصود شارع کی بالکل مخالف
ہی تفصیل اسکی یہ ہی کہ حکام اور قضات کو پروردگار نی انصاف اور عدل کے
قائم کرنیکو معین اور مقرر فرمایا ہی اور مخلوقات کی معاملات کا انہین پر دارومدار
رکہا ہی پس اگر حکام اور قضات کو وسیلہ اتلاف اور اخذ حقوق غیر کا کیا جاوے
تو ایسا ہی جیسا کہ عبادت کو وسیلہ گناہ کا اور فی الحقیقت کیسی خست اور دنائت
کی بات ہی کہ مدعی کاذب دغا اور فریب اور مکر سی حقوق غیر کا اخذ کرنا چاہتا ہے
اور اپنی ایمان کو بیچتا ہی اور اللہ تعالی کی عدل کو ظلم کیواسطی ذریعہ کرتا ہی کیونکہ
قدرت حکومت کی قضات اور حکام کو اللہ تعالی نی اسیواسطی دی ہی کہ عدل قائم
کیا جاوی اور ظلم دفع کیا جاوی پس جو شخص قدرت اور حکومت قضات ذمہ کو
عدل کی اثنی مین اور ظلم کے قائم کرنیمین صرف کری تو قلب موضوع اور خلاف
مقصود شارع علیہ السلام کا لازم آتا ہی پس اس قسم کی مسئلہ کا قائل ہونا سوای
اتلاف حقوق خلق اللہ کی تلبیس اور مکر اور رخنہ حکمت الٰہی مین کرنا ہی و ظلم کو
عدل کیصورت مین ظاہر کرنا جیسا کہ کوئی قرآن شریف کو درمیان دیکر دغا کری
پس بسبب ایسی ایسی خیانتون اور خسائس کے قول کرنا اس مسئلہ کا یا بذریعہ وسکی

حقوق مسلمین کا اخذ کر لینا اور مال غیر کہا جانا اور اوسمین تصرف کرنا اشد کبائر ہی
اور ایسا حیلہ کرنا شیطان کا فریب کہ اللہ تعالی کی حرام کی ہوئی چیز کے حلال
کرنیکو شامل ہی اور ایسا باطل حیلہ ہی کہ جسکا کہین ٹہکانا نہین پس ایسی حیلہ
اور ذریعہ باطل ہی جو اخذ حقوق غیر کیا جاوی تو حقوق غیر کیونکر حلال ہو ونگی
اسواسطی کہ حیلہ دو طرحکی ہین ایک تو وہ کہ امور خیر کا ذریعہ پڑین جیسا کہ اگر
ظالم حق نہ دیتا ہو تو اوس سی حق کا چہوڑنا اور مظلوم کو ظالم سرکش کی ہاتہہ سے
بچانا اور دوسری وہ حیلے ہین جنسی حرام چیز و نکا حلال ہونا اور مظلوم کو
ظالم کر دینا اور ظالم کو مظلوم بنا دینا اور حق کو باطل اور باطل کو حق کرنا پایا جاتا ہی
قال الامام احمد لا یجوز شئی من الحیل فی ابطال حق مسلم یعنی جو حیلی کہ مسلمان
کا حق باطل کرتی ہون اونمین سی کچہہ بہی درست نہین پس جو شخص اسطرحکا
جہوٹا دعوی جہوٹی گواہونسی قاضی کی یہان کرتا ہی وہ دغا بازی کرتا ہی
اللہ تعالی اور حکام اور ائمہ اور عامہ مسلمین سی اور یہ کام منافقین کا ہی فرمایا
اللہ تعالی نی یخادعون اللہ والذین امنوا وما یخدعون الا انفسہم دغا بازی کرتی
ہین اللہ سی اور ایمان والونسی اور کسیکو دغا نہین دیتی مگر آپکو وقال تعالی
ان المنافقین یخادعون اللہ وہو خادعہم منافق جو ہین دغا بازی کرتی ہین
اللہ سی اور وہی اونکو دغا دیگا وقال تعالی وان یریدوا ان یخدعوک اور اگر
وہ چاہین کہ تجہکو دغا دین پس بموجب ان آیات کی یہ خداع اوس جہوٹی مدعیکا
اوسپر ہی لوٹ کر جاویگا یعنی تصرف کرنا اوس چیز مین جو جہوٹی دعوی اور جہوٹی
گواہونسی لیگئی ہی اوسکو دوزخ مین لیجاویگا پس جسطرح جو قائل لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ کا جو حقیقت اس جملہ سی مقصود ہی اوسکا ارادہ نکری صرف اوسکی
حکم اور ثمرہ کا قصد کری تو فریب دینی والا اور منافق ہی اسیطرح جو شخص بروبرو

قاضی اور امام کی کہتا ہی کہ مینی بیچا اور خریدا اور طلاق دی اور نکاح کیا اور خلع کیا
اور اجارہ دیا اور مساقات کی اور قرض لیا یا دیا وغیر ذلک اور ان الفاظ کی
حقیقت شرعیہ کا ارادہ نہین کرتا بلکہ خلاف اور مغایر باتین جنکی واسطی وہ الفاظ
مشروع نہین ہوئی اونکا ارادہ کرتا ہی تو کیونکر وہ فریب دیکر ما حرم اللہ کو
حلال کر دیویگا منافق اور اوسمین اتنا ہی فرق ہی کہ منافق اصل ایمان مین فریب
دینی والا ہی اور مدعی کاذب معاملات اور اعمال مین قال الشیخ الامام ابی عبد اللہ
محمد بن ابی بکر ہذا ضرب من النفاق فی حدود اللہ وآیاتہ کما ان الاول نفاق
فی اصل الایمان یعنی یہ ایک قسم نفاق کی ہی خدا تعالی کی آیتون اور حدون میں
جیسا کہ اول قسم نفاق ہی اصل دین مین - دیکھو بیع عینہ کو کہ جو ایک مسئلہ
فقہیہ ہی شارع علیہ السلام نی اوسکو حرام کیا ہی حالانکہ اوسمین فقط اتنا ہی
ہوتا ہی کہ ایک روپیہ کی اپنی شی مملوک چہہ روپیہ کو مثلا بیچتا ہی حضرت انس نی
بیع عینہ کی باب مین فرمایا ہی کہ اللہ تعالی کو فریب نہین دیا جاتا اب دیکھو
کہ صحابہ نی ایسی عقد کو جو ظاہر مین بیع اور مقصود اوس سے سود ہو خدا تعالی
کو فریب دینا ٹہیرایا یہ دعوی کذب مدعی کا معہ شہادت زور کی اللہ تعالی
علام الغیوب کو کسطرح فریب دی سکیگا یعنی جو شی اس ذریعہ سی حاصل کیگئی
ہی وہ اللہ تعالی کی نزدیک کیونکر حلال ہو جاویگی - اور جو شخص ایسی قول
بولی جنکی لیئی شارع نی حقایق اور مقاصد مقرر فرمائی ہین مثلا وہ کلمہ جس سی
فرج حلال ہوتی ہی کہی یا عہد و میثاق زبان سی کری اور اوسکی مراد اون
الفاظ سی وہ حقایق اور مقاصد نہون جنکی لیئی وہ موضوع ہین اور بنائی گئی
ہین بلکہ اوسکی نیت مثلا رجعت سی یہ ہو کہ عورت کو ستاوی یا نکاح اسلیئے
کری کہ طلاق دینی والی پر اوسکو حلال کر دی اسلیئی نکری کہ اوسکو بی بی بناوی

یا بیع جائز طور کی کری اور اوسکا مقصود اوس سی سود ہو تو اسطرح کا شخص اون
لوگون مین سی ہی کہ اللہ تعالی کی آیتوںنی ٹہٹہا کرتی ہین پس یہہ مدعی کاذب
معہ اپنی شاہدون زور کی قاضی اور امام سی ٹہٹہا کرنیوالا ہو یہ ٹہٹہا اوسکا
حق غیر اور ما حرم اللہ کو کیونکر حلال کردیویگا ابن ماجہ مین ہی عن ابی موسی
الاشعری قال قال رسول اللہ صلعم ما بال اقوام یلعبون بحدود اللہ ویستہزؤن
بایاتہ طلقتک راجعتک طلقتک راجعتک یعنی فرمایا رسول اللہ صلعم نی کیا حال ہی
ان لوگونکا جو اللہ تعالی کی حدون سی کہیلتی ہین اور اوسکی آیتوںنی ٹہٹہا کرتی ہین
کہ تجہی طلاق دی تجہسی رجعت کی تجہی طلاق دی تجہسی رجعت کی دیکہو اس حدیث
مین جو شخص کہ ان حدود کو زبان سی کہی اور اون حقایق اور مقاصد کا جنکے
لیئی یہ مشروع ہوئی ہین ارادہ نکری اُسکو خدا تعالی کی آیتون سی ٹہٹہا کرنیوالا
اور کہیلنی والا فرمایا تو یہ مدعی معہ اپنی شاہدون زور کی مستہزئین مین کیونکر
شمار نہوگا - اور دیکہو اللہ تعالی نی اصحاب باغ ضروان کا حال اپنی کلام پاک مین
مذکور فرمایا ہی اونکو جو عذاب ہوا اوسکی وجہ یہی تہی کہ اونہون نی مسکینونکی حق
دور کرنیکا حیلہ کیا تہا جسکی سزا اونپر یہ ہوئی کہ فطاف علیہا طائف من ربک
وہم نائمون فاصبحت کالصریم یعنی پہر گیا اوپر اوسکی ایک پہرنیوالا یعنی عذاب
الٰہی پروردگار تیری طرفسی اور وہ سوتی تہی پہر فجر کو وہ ہوگیا جیسی ٹوٹ چکا
جبکہ اصحاب ضروان کا اتنا حیلہ بہی ضد حقوق مساکین مین مردود ہوا تو مدعی کاذب
جہوٹ اور اوسکی شاہدون زور کی کیونکر مردود نہوگا اور ما حرم اللہ کو کیونکر حلال
کردیویگا - اور دیکہو اللہ تعالی نی اصحاب سبت کا احوال بندر ہوجانیکا بیان
فرمایا ہی کہ جب اونہون نی اللہ کی حرام کی ہوئی چیز کو یعنی ہفتہ کی دن شکار
کو حیلہ کی راہ سی مباح کرلیا اسطرح کہ جمعہ کی روز جال لگا آتی اور جب وہ مین شکار

پڑجاتا تو اتوار کو اوسکو پکڑ لیتی اور اس معاملہ کو اونہون نے حضرت موسیٰ کی جہٹلانے
اور توریت پر ایمان نہ لانیکی جہت سے حلال نہین جانتا تہا بلکہ یہ حلال جاننا صرف
تاویل اور حیلہ کا تہا اسیواسطی وہ لوگ بندر ہوگئی کیونکہ بندر کی صورت مین انسان
کی شکل کی مشابہت ہے اور اوسکی بعض صفتین بہی انسان کی مشابہ ہین مگر
حقیقت بندر کی انسان کی مخالف ہی اور ایسا ہی اونکا فعل تہا کہ ظاہر مین
تو شکار سی بچتا تہا اور باطن مین حد سی تجاوز کرتا غرضکہ جب اون لوگون
حد سی بڑہنی والون نی اللہ تعالیٰ کی دین کو مسخ کردیا اسطرح کہ ایسی چیز کو
پکڑا کہ بعض ظاہر کی باتون مین دین کی مشابہ ہو نہ حقیقت مین تو اللہ تعالیٰ
نی بہی اونکو ٹہیک ویسا ہی بدلا دیا کہ بندر کردیا جو ظاہر کی بعض باتون مین
انسانونکی مشابہ ہین نہ حقیقت مین اور توضیح اسکی یہ ہی کہ بنی اسرائیل نے
خدا تعالیٰ کی نافرمانی سود وغیرہ کی کہانیسی کی جسکا اللہ تعالیٰ نی اپنی کتاب
مین بیان فرمایا ہی اور یہ جرم روز معین مین شکار کرنیکی نسبت بہت بڑا ہے،
اسلیئی کہ ہماری شریعت مین سود حرام ہی اور شنبہ کی دنمین شکار کرنا حلال
پہر بہی بنی اسرائیل کو سود کہانی اور ظلم کرنی پر صورت بدلنی کی سزا نہ ملی
جیسی حیلہ سی حرام کو حلال جاننی پر سزا دیگئی اسلیئی کہ صورت دوم مین انکا حال
منافقون کا سا ہوگیا کہ برا کام کیا اور اوسکو برا نہ سمجہی تو دو خرابیان جمع کین
ایک برا کرنا دوم اعتقاد کا بگاڑ اسی جہت سے جرم مین بڑی ٹہری کیونکہ جو شخص
نافرمانیکی ساتہہ اوسکی حرام ہونیکا اقرار کرتا ہی وہ خدا تعالیٰ اور اوسکی تحریم
پر ایمان رکہتا ہی اور عقوبت سی ترسان اور مغفرت کا متوقع ہی ممکن ہی کہ
توبہ کرلی اور توبہ اوسکو خیر و رحمت پر پہنچا دیوی لیکن یہ مدعی کاذب بعد اضاعت
حقوق مسلمین کے جبکہ اون حقوق کی حلت کا اپنی حق مین معتقد ہوگا تو ہم

توبہ کیسی اب اوسکی ایسی نحوست گناہ سی نکلنی کی توقع نہین کیجاتی تو دیکھو کہ
اصحاب سبت نی اپنی حیلہ سی تحصیل اوس مال کی جو کہ ملکیت مین ہی نہ تہا
کرنی چاہی تہی جسپر اونکو یہ سزا ہوئی تو مدعی کاذب معہ اپنی شاہدون زور کی
کہ قضائی قاضی کو جو موضوع ہوئی ہی عدل اور انصاف کیواسطی ظلم اور عقوبات
کی واسطی مشروع اور موضوع کئی لیتا ہی اور جہوٹ اور فریب کا جال لگا کر اخذ حقوق
غیر کرتا ہی تو یہہ تحصیل مال سلمین اور اوسمین تصرف کرنا اوسکو کیونکر حلال ہوگا
- اور دیکھو حدیث صحیح متفق علیہ مین آیا ہی انما الاعمال بالنیات وانما لکل
امرء مانوی الحدیث یعنی آنحضر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ ثواب اعمال نیتون سے ہی
اور ہر ایک مرد کو وہ ہی جو اوسنی نیت کی آخر حدیث تک درحالیکہ اللہ تعالی اس
مدعی کاذب کی نیت اور کذب کو جانتا ہی اور خود مدعی بہی اپنی دروغ اور فریب
کو پہچانتا ہی اور گواہ جہوٹی بہی اپنی کذب سی واقف ہین تو ایسی جہوٹ سی جو
اخذ حقوق غیر کیا گیا ہی خواہ عقود وفسوخ مین ہو یا املاک مرسلہ مین کیونکر حلال
ہو جاویگا ان ہذا لشئ عجاب اور جب طریق تحصیل حرام ہوا تو تصرف بہی حرام
ہی رہیگا کیونکہ اخذ اور تحصیل شئ سی مقصود اور مراد تصرف ہی ہوا کرتا ہی
نہ نفس اخذ - اور دیکھو حدیث مین آیا ہی روی عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال البیعان بالخیار حتی یتفرقا الا ان یکون صفقۃ خیار
ولا یحل لہ ان یفارقہ خشیۃ ان یستقیلہ رواہ اہل السنن وحسنہ الترمذی یعنی
آنحضرت صلعم نی فرمایا کہ دو خرید و فروخت کرنیوالونکو اختیار ہی جب تک کہ ایک
دوسری سی جدا ہوون مگر یہ کہ معاملہ جاکڑ کا ہو اور اونمین سی کسیکو حلال نہین
کہ اس خوف سی علیحدہ ہو جاوی کہ کہین دوسرا اپنی چیز نہ پہیر لے روایت کیا اس
حدیث کو سنن والون نی اور ترمذی نی اوسکو حسن کہا ہی اس حدیث مین آنحضرت

۷۲

صلی اللہ علیہ وسلم نی اس امر کو حرام فرمایا کہ جدا ہونیوالا دوسری کی بیع توڑنیکو
روکی اسلیئی کہ اوسنی جدا ہونیسی وہ قصد کیا جو عرف مین جدائی سی نہین
کرتا کیونکہ اوسنی جدائی سی اپنی بہائی کا اختیار باطل کرنا چاہا حالانکہ جدائی
اسلیئی مقرر کی گئی ہتی کہ اونمین سی ہر ایک اپنی اپنی کام کو چلا جاوی تو اوسنی
خلاف مقصود شارع علیہ السلام کی کیا جسکو حضرت نے حرام فرمایا تو مدعی کا فعل
کو کہ جسکی نیت اور ارادہ مین اخذ حقوق غیر ہی تصرف کرنا حقوق غیر مین کیونکر
حرام ہوگا۔ اور دیکہو عن ابن عباس قال بلغ عمر ان فلانا باع خمرا فقال قاتل الله
فلانا الم یعلم ان رسول اللہ صلعم قال قاتل اللہ الیہود حرمت علیہم الشحوم فجملوہا فباعوہا
حضرت ابن عباس سی مروی ہی کہ حضرت عمرؓ کو خبر پہنچی کہ فلان شخص نے
شراب بیچی ہی آپ نی فرمایا کہ اللہ تعالی قتل کری فلان کو کیا اوسی معلوم نہیں
کہ رسول اللہ صلعم نی فرمایا کہ قتل کری اللہ یہود کو کہ حرام کی گئی اونپر چربی پس
اونہون نی اوسکو پگلایا پہر بیچا خطابی نی کہا ہی کہ اس حدیث مین لفظ جملوہا
کی معنی یہ ہین کہ اوسکو پگلایا تاکہ پگلکر چکنائی ہوجاوی اور اوسپرسی نام چربی کا
جاتا رہی اور جمیل پگلی ہوئی چربی کو کہتی ہین اس حدیث سی معلوم ہوا کہ کسی
شی کا حکم اوسکی صورت اور نام بدلنی سی بدلا نہین کرتا اور چربی والونکی حیلہ
کی مثال ایسی ہی جیسا کہ کسی سی کہا جاوی کہ مال یتیم کی گرد نہ پہٹکنا پس وہ
مال کو بیچکر اوسکی دام وصول کرکے کہا لیوی اور کہی کہ مینے خود مال یتیم کو نہین
کہایا بلکہ ایک چیز اپنی ذمہ مول لی اور اوسکا مالک ہوگیا تو مینے صرف اپنا
مال کہایا ہی ایسا ہی یہ مدعی کاذب مال غیر کو اپنا مال کری لیتا ہی اور نام
ظلم کا عدل رکہتا ہی اور غور کرنیکا مقام ہی کہ اگر کوئی شخص کسی عورت سی
محبت رکہی اور اسوجہ سی کہ وہ عورت اوسپر حرام ہو اسلیئی شہادت زور اور قضائی

قاضی کو حیلہ اور ذریعہ کرکی کہی کہ میرا نکاح اوس عورت سی ہوگیا ہی حالانکہ حقیقت
مین کچہ بہی نہین ہوا تو وہ عورت اوسکو کیونکر حلال ہوجاویگی کہ ان دونونکا
دل جانتا ہی کہ وہ اوسکی عورت نہین اور وہ اوسکا خاوند نہین یا اسی حیلہ
اور وسیلہ باطل سی مال کسی محتاج کا کہا جاوی تو وہ کیونکر اوسکو حلال ہوجاویگا
اللہ تعالی نی حرام چیزونکو اسلیئی حرام فرمایا ہی کہ دل پرہیز کرین اور ایمان
کی تندرستی اور قوت بنی رہی جیسا کہ طبیب حاذق مریض کو مضر چیزونسی منع
کردیا کرتا ہی تو اگر اس مضر چیز کی کہانیکی واسطی مریض اوسکی صورت یا نام
بدلنی سی طبیب سے کہانیکا حیلہ کری اور وہ طبیب بسبب بدلنی نام اور صورت کے
اوسکو اجازت دیدیوی تو اس سی کیا ہوتا ہی حقیقت اور طبیعت اوس شی کی
تو بدستور ہی اور بیشک وہ مرض کو بڑہاویگی اور ہلاک کا اندیشہ ہی علی ہذا القیاس
یہ دعوی کذب اور شہادت زور کہ جسکو لباس صدق ظاہر مین پہنایا گیا اور صورت
اوسکی بدلی گئی اور قاضی کی یہان مقبول ہوگئی عند اللہ کیونکر مقبول ہوگی
اور ما حرم اللہ کو کیونکر حلال کرسکتی ہی اور اسیوجہ سی نبی علیہ السلام نی ارشاد
فرمایا کہ فانما اقطع لہ قطعۃ من النار جسکی شرح اگی آتی ہی - اہل انصاف اگر ابواب
شریعت کو غور کرکے دیکہین گی تو معلوم ہوگا کہ ایسی کاذب اور فریبیونکی مقصود
کو شریعت باطل کردیتی ہی اور اونکی مقصود کی خلاف اونسی پیش آتی ہی
چند مثالین اوسکی لکہی جاتی ہین مثلا جو شخص میراث کی حیلہ سی مورث کو
قتل کردی تو شارع علیہ السلام نی قاتل کو میراث بالکل نہین دلائی اور محروم
عن المیراث کردیا اسلیئی کہ باطل طور پر اوسکی لیئی حیلہ کیا - یا جو شخص کسی کے واسطی
مال کی وصیت کری اور وہ وصیت کرنیوالی کو مار ڈالی تو اوسکی حق مین وصیت
باطل ہوجاتی ہی - اور اگر آقا اپنی غلام کو مدبر کری اور وہ جلد آزاد ہوجانیکی واسطی

آقا کو مار ڈالی وسکی حق مین میراث پانا باطل ہوگا - اور اگر کوئی بیمار اپنی بی بی کو
میراث ملنی کی حیلہ سی طلاق دیدی اس صورت مین عورت جب تک عدت مین
رہیگی مرد کی وارث ہوگی - یا کوئی مریض اپنی وارث سی مال کا اقرار کرلے تو
یہ امر باطل ہوگا کیونکہ وہ اقرار کو وصیت کا بہانہ کرتا ہی - اور دیکھو کہ اللہ تعالے
نی اون لوگونکو جنہون نی حرام شکار پر حیلہ کیا تہا مسخ اور صورت بدلنی کی سزا
دی اور جس شخص نی لوگون کی مال پر سود سی حیلہ کیا اوسکی سزا مال کی گہٹنی کر
سی کی چنانچہ فرمایا یَمْحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰو ویُرْبِی الصَّدَقَاتِ یعنی مٹاتا ہی اللہ سود اور
بڑہاتا ہی خیرات اور جہوٹ بولنی والیکی سزا یہ ہوئی کہ اوسکی کلام لغو ہو اور
اوسی پر والیس کیجاتی ہی - اور غنیمت مین سی خیانت کرنیوالیکی سزا یہ ہوئی
کہ اپنی حصہ سی محروم رہی اور اسکا مال جلا دیا جاوی اور جو شخص حرم مین
شکار کری اوسکی سزا یہ ہوئی کہ اوسکی شکار کا کہانا حرام ہی اور ویسی ہی جانور
کا تاوان اوس سی لیا جاتا ہی - اور جو شخص اوسکی بندگی اور طاعت سے تکبر کری
اوسکی سزا یہ مقرر کی کہ اوسکو اپنی بندگی اور طاعت والونکا غلام بنایا اور جو
شخص راستہ کو پر خوف کر کے رہزنی کرتا ہی اوسکی سزا یہ ٹہرائی کہ اوسکی ہاتہہ
پانو کاٹی جاوین اور جلا وطن کر کے اوسپر سب راستی بند کر دی جاوین کہ جہان
نکلی وہان خوف زدہ نکلی - اور جس شخص کا روح اور بدن زنا اور حرام سی لذت
پاوی اوسکی سزا یہ مقرر کی کہ اوسکی بدن اور جان کو کوڑی سی درد پہنچایا جاوے
تاکہ تکلیف وہان پہنچی جہان لذت پہنچی - اور اوس شخص کی سزا جو دوسری کی
گہر مین جہانکی یہ شروع کی کہ اوسکی آنکہین پہوڑ دیجاوین غرضکہ ہر خیانت
کرنیوالی کو سزا وہ دی کہ اوسکی مکر کو باطل اور نکما کر دیا اب دیکھو حضرت آدم
علیہ السلام کو کہ جب درخت مین سی کہانیکی باعث نافرمانی کی تو اونکو جنت میں سے

کا لدینی کی سزا دی اسلیئی کہ اونکو اوسکی کہانی جنت مین ہمیشہ رہنی کی طمع
تہی۔ اور ناپ اور تول کی کمی پر یہ سزا مقرر فرمائی کہ امام اور قاضی کمی کرنیوالونکو
بقدر کمی کیا ہو اوسکا دونا زبردستی لیلیوی۔ اور جو شخص کو زکوۃ نہ دی اوسکی سزا
یہ ٹہرائی کہ منہ روکدیا سے ابر بارانی منع زکوۃ با اور جو کوئی اوسکی کتاب
اور اوسکی رسول کی سنت سے منہ پہیری اور ہدایت کو اونکی سوا مین تلاش کری
تو اوسکی سزا یہ کی کہ دروازہ ہدایت کی اوسپر بند کردی ترمذی وغیرہ مین ہی

عن علی من ابتغی الہدی فی غیرہ اضلہ اللہ ۔ جو تریدی ورہی آشنا ہوا ہ مثل سگ
اوسکو دربدر دیکہا ہ جب ان سزاؤنپر غور کیا جاوی تو بالضرور ہر شخص منصف سمجہ
لیویگا کہ جو شخص تحلیل ما حرم اللہ اور اخذ حقوق غیر بوسیلہ دعوی کذب اور شہادت
زور کی کیا چاہتا ہی اور قضائی قاضی و امام کو جو محض واسطی عدل و انصاف کے
موضوع ہوئی ہی واسطی ظلم اور اعتساف کی کیئی لیتا ہی تو اللہ تعالی لطیف و خبیر
حکیم و بصیر اس مدعی کاذب پر اموال غیر کو ہرگز ہرگز حلال نفرماویگا بلکہ اشد حرام
اور سخت تر گناہ کبیرہ رکہیگا حررت ہذہ المضامین ملتقطا عن تحفۃ الشیطان من شاء
التفصیل فلیراجع الیہ — اور جبکہ بطور معقول و ہم بطرز منقول بیان ما سبق سی
اہل انصاف کو ثابت ہوا کہ مدعی کاذب کو بشہادت زور اخذ حقوق غیر حرام ہی
اور ممنوع اور نیز اوسمین کرنا تصرف کا ہرگز درست اور روا نہین ہوسکتا تو اب
ہم کہتی ہین کہ مدعی کاذب کو قاضی کی یہان مقدمہ کاذب کا لیجانا اور قاضی
کی قضا اور حکم کا حاصل کرنا بنسبت اس مدعی کی حرام ہی اور ممنوع کیونکہ مدعی
کاذب قضائی قاضی کو ذریعہ اور وسیلہ اخذ حقوق غیر اور تحلیل ما حرم اللہ کا گردانا ہ
اور شارع علیہ السلام فی اپنی جملہ شرایع مین ایسی ذرائع اور وسائل اور حیل کو
حرام اور منہی عنہ فرمادیا ہی اور سد ذرائع کردیا ہی کما سیاتی مفصلا پس اس

مدعی کی حق مین یہ قضا ممنوع اور منہی عنہ اور مسدود رہیگی اگرچہ قاضی اور امام
کی نسبت وہی قضا واجب ہے کیونکہ اوسکو علم غیب ہی نہین اور ظاہر مین
شاہدون سی ثبوت کامل حسب شرائط قضا پہنچ چکا تو اوسپر ظاہر مین حکم کردینا
بموجب ثبوت کی واجب ہوگیا کیونکہ قضا اوسکی اسیواسطی موضوع اور مشروع
ہوئی ہی کہ بعد ثبوت کامل حکم کی اور قضا کردیوی اور یہی معنی ہین اسبات کے
کہ قضا قاضی کی ایسی صورت کذب مین بظاہر نافذ ہوتی ہی نہ باطن مین یعنے
فیما بین اللہ تعالی اور مدعی کی — اب دیکھو کہ شارع علیہ السلام نی ذریعونکو
حرام کی تمام مہا حرام فرمایا ہی خواہ اونسی حرام کا قصد کیا جاوی یا نکیا جاوے
تو مانحن فیہ مین کہ مدعی کاذب قضائی قاضی کو ذریعہ اور وسیلہ اخذ حقوق غیر کا
کرتا ہی تو اوسکی حق مین قضا قاضی کی مسدود اور منہی عنہ رہیگی اگرچہ قاضی کو
اوس قضا کا نافذ کرنا جائز ہی چند مثالین ذکر کیجاتی ہین جن سی سد ذرائع کا
اہتمام شارع کیطرف سی واضح و لائح ہوجاوے دیکھو اللہ تعالی نی مشرکین کی معبودونکو
گالی دینی سی منع فرمایا کیونکہ اونکو گالی دینا اسبات کا ذریعہ ہی کہ مشرکین بسبب
دشمنی اور کفر کی خدا تعالی کو گالی دیوینگی — اور حدیث مین آیا ہی ان من اکبر الکبائر
شتم الرجل والدیہ قالوا وہل یشتم الرجل والدیہ قال نعم یسب ابا الرجل فیسب
اباہ ویسب امہ فیسب امہ یعنی تحقیق سب سے بڑا کبیرہ یہ ہی کہ آدمی اپنی ماباپ کو
گالی دیوی لوگون نی عرض کیا کہ کیا کوئی اپنی ماباپ کو بہی گالی دیتا ہی آپنے
فرمایا کہ ہان دوسری شخص کی باپ کو گالی دیتا ہی وہ اوسکی باپ کو برا کہتا ہی
اور دوسری کی مانکو برا کہتا ہی تو وہ اوسکی ماکو برا کہتا ہی — چونکہ ماباپ کی گالی
کا ذریعہ یہ شخص خود ہوا تو نبی علیہ السلام نی اوسکی ذریعہ ہونیکو اکبر الکبائر فرمایا
— اور شراب کا ایک قطرہ حرام فرمایا گو اوس سے شراب کی سی خرابی نہین ہوتی

مگر اجہت کہ تہوڑی کا پینا ذریعہ بہت کی پینی کا ہوتا ہی تو ایک قطرہ کو بہی حرام فرمادیا
اسیطرح اوسکو سرکہ بنانیکی لیئی روک رکہنا حرام فرمایا اور اوسکو نجس ٹہیرایا اور
دو خلیطون سی منع فرمایا اور عصیر اور نبیذ کی پینی سی تین دنکی بعد اور برتنونمین
نبیذ بنانی سی نہی کی اور اجنبی عورت سی خلوت اور اوسکی ساتہہ سفر کرنا اور
بدون حاجت کی اوسکی طرف کو دیکہنی کو حرام کیا اور عورتونکو مسجد کیطرف
جانیکی وقت خوشبو لگانی سی منع فرمایا اور نماز مین اونکو سبحان اللہ کہنی سی
منع فرمایا اور تصفیق یعنی تالی بجانا مقرر کیا اور عدت والی عورت کو زینت اور
خوشبو اور زیور سی منع فرمایا اور حالت عدۃ مین مرد کو کہلا کہلی پیغام نکاح کا
دینی سی منع فرمایا کو نکاح بعد عدت گذرنیکی ہی ہو جاوی اور قبر ونپر مسجدین بنانی
سی منع فرمایا اور قبر ونکی اونچا کرنی اور کنگرہ دار بنانیسی منع کیا اور اونکی برابر
کرنیکا حکم کیا اور اونپر عمارت بنانی اور گچ کرنیسی اور اونکی طرف کو اور اونکی
پاس نماز پڑہنی سی اور چراغ جلانی سی منع فرمایا اسلیئی کہ اونکی بت ٹہرانیکا ذریعہ
اور وسیلہ بند ہو جاوی اور آفتاب نکلنی اور ڈوبنی کیوقت نماز پڑہنی سی نہی فرمائی
اسلیئی کہ ان دونون وقت مین کافر آفتاب کو سجدہ کرتی ہین - اور بیع صرف مین
باہم قبضہ کرنیسی پہلی جدا ہونیکو منع فرمایا اور سلف اور بیع کو ایک ساتہہ جمع کرنا
حرام ٹہیرایا اور اوس قرض سی منع فرمایا جس سی نفع حاصل ہو اور قرض دینی
والیکو قرض لینی والیکا ہدیہ قبول کرنیسی منع فرمایا سنن ابن ماجہ مین ہے

قال سئلت انس بن مالک الرجل منا یقرض اخاہ المال فیہدی الیہ فقال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقرض احدکم قرضا فاہدی الیہ او حملہ علی الدابۃ فلا
یرکبہا ولا یقبلہ الا ان یکون جری بینہ وبینہ قبل ذلک یعنی یحیی بن ابی اسحاق
کہتی ہین کہ مین نی انس بن مالک سی پوچہا کہ ایک آدمی ہم مین سے اپنی بہائی

مسلمان کو مال قرض دیتا ہی پہر وہ قرضدار اوسکی پاس ہدیہ بہیجتا ہی آپنے فرمایا
کہ رسول اللہ صلعم نی ارشاد فرمایا ہی کہ جب تم مین سی کوئی قرض دیوی پہر
قرضدار اوسکی پاس ہدیہ بہیجی یا سواری پر چڑہا دی تو اوسپر سوار نہو اور نہ ہدیہ
قبول کری مگر اوس صورت مین کہ پیشتر سی اون دونو مین یہ معاملہ جاری ہو
اور عورتونکو منع فرمایا اس سی کہ پانو مارین اور مردون اور عورتونکو نیچی نگاہ
رکہنی کا حکم فرمایا کیونکہ دیکہنا ذریعہ ہی میل اور محبت کا اور وہ ذریعہ ہی ممنوع چیز
پڑنیکا اور رمضان شریف کا استقبال ایک یا دو روز پیشتر رکہنی سی منع فرمایا اور
نکاح مین جمع کرنا بی بی کا اور اوسکی پہوپہی کا یا خالہ کا منع فرمایا اور لونڈی سی
نکاح کرنیکو منع فرمایا اور منع فرمایا کہ کوئی عورت اپنی نفس کو سوائے آنحضرت صلعم کی
ہبہ کری اور منع فرمایا کہ جس آدمی کی حق کا کوئی منکر ہو یا خیانت سی لیلیوی
تو وہ اوس سی اپنی حق کی مثل خیانت کی طور پر لی گو اول شخص صرف اپنا ہی
حق لی یا اوس سی کمتر لی بالجملہ جو ذرائع اور وسائل کہ بظاہر درست اور حلال ہی
معلوم ہوتی ہین اونکو بہی شارع علیہ السلام نی ممنوع فرمادیا ہی اور بند کر دیا ہی تو
یہ قضاے قاضی جسکو مدعی کا ذب واسطی اخذ حقوق غیر کے ذریعہ اور وسیلہ گردانتا
اللہ تعالی اور اوس مدعی کی درمیان مین یعنی باطن مین کیونکر نافذ ہوگی **قولہ**
ہان یہ مسلم کہ طریق حصول ملک گناہ کبیرہ ہی الخ **اقول** العجب کل العجب کہ ایک شئی
وجہ حرام اور گناہ کبیرہ سی حاصل کیجاوی اور پہر بہی وہ حلال وطیب ہی ایسی
بات کا قائل ہونا بجز آپکی کسی اہل اسلام سی ہمکو متوقع نہین اغلب آپکی نزدیک
کسبیون وغیرہ کی خرچی اور دیگر جو روپیہ اور اموال وجوہ حرام سی حاصل کیا جاوی
وہ سب حلال وطیب ہوگا شاباش حنفیت ہو تو ایسی ہو **سه** این کار از تو آید و
مردان چنین کنند اور اس سی اوز بڑہکر ارشاد ہوتا ہی کہ (دربارہ عدم نفاذ قضا

یہ حدیث کہ ہر سی نقص ہو گئی) ولنعم ما قیل ؎ اگر صد بابت حکمت پیش نادان بہ
بخوانند آیدش بازیچہ در گوش بہ حضرت من کتاب اللہ اور سنت صحیحہ متفق علیہ
قطعی الدلالہ یعنی مذکورہ سابقہ اس مسئلہ کی نفی باواز بلند بالتفصیص کر رہی ہین
لیکن القا سمع اور شہود قلب درکار ہی سنیئی اور دیکھیی قال اللہ تبارک وتعالی

ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل وتدلوا بہا الی الحکام لتاکلوا فریقا من اموال الناس
بالاثم وانتم تعلمون یعنی نہ کھاؤ مال ایکدوسری کی آپسمین ناحق اور نہ پہنچاؤ وانکو
حاکمون تک کہ کھا جاؤ کاٹکر لوگون کی مال مین سی ماری گناہ کی اور تمکو معلوم
ہی اگر اور کوئی تفسیر نہین دیکھی تو انوار التنزیل بیضاوی ہی کو دیکھیی لکھا ہے
قولہ تعالی ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل ای ولا یاکل بعضکم مال البعض بالوجہ الذی
لم یبحہ اللہ وبین نصب علی الظرف او الحال من الاموال وتدلوا بہا الی الحکام عطف
علی النہی او نصب باضمار ان والادلاء الالقاء ولا تلقوا حکومتہا الی الحکام لتاکلوا
بالتحاکم ای بالرفع الی الحکام فریقا طائفۃ من اموال الناس بالاثم بما یوجب اثما
کشہادۃ الزور والیمین الکاذبۃ او متلبسین بالاثم وانتم تعلمون انکم مبطلون
فان ارتکاب المعصیۃ مع العلم بہا اقبح روی ان عبدان الحضرمی ادعی علی امرا
القیس الکندی قطعۃ ارض ولم یکن لہ بینۃ فحکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بان
یحلف امرا القیس فہم بہ فقرا رسول اللہ صلعم ان الذین یشترون بعہد اللہ و
ایمانہم ثمنا قلیلا فارتدع عن الیمین وسلم الارض الی عبدان فنزلت وہی دلیل
علی ان حکم القاضی لا ینفذ باطنا حاصل ترجمہ تفسیر یہ ہی نہ کھاوین بعض تمہاری
مال بعض کی اوس وجہ سی کہ نہین مباح کیا اللہ تعالی نی جیسی چوری اور خیانت
اور غصب او عقود فاسدہ اور کلمہ بین منصوب ہے کیونکہ ظرف واقع ہوا ہی لا تاکلوا کا
یا حال ہی اموال سی اور تدلوا بہا الی الحکام معطوف ہے اوپر نہی کی یعنی تا کلوا پر

معطوف ہے لفظ لا کے تحت مین داخل ہی جسکا حاصل ہوا لا تدلوا بہا یا منصوب ہے
بسبب مضمر ہونی انکی یعنی اس قبیل سی لا تشرب اللبن و تاکل السمک اور
ادلا کی معنی ہین پہنچانا اور لیجانا اور ضمیر بہا مین راجع ہی طرف اموال کی اوپر
طریقہ حذف مضاف کی کہ وہ حکومت ہی یعنی حکومت اموال کی مت لیجاؤ
طرف حکام کی تاکہ کہاجاؤ بسبب اس مرافعہ کی طرف حکام کی ایک ٹکڑا
مالون آدمیون کی بسبب گناہ کی یعنی بسبب اوسچیز کے کہ موجب ہے گناہ کو جیسا
کہ گواہی جہوٹی اور قسم جہوٹی اس صورت مین یا کلمہ بالاثم مین سببیت کی
ہوئی یا دران حالیکہ متلبس ہو ساتہہ گناہ کی اس صورت مین بائی مذکورہ
مصاحبہ کی ہوئی ۔ اور تم جانتی ہو کہ باطل اور جہوٹ پر ہو ۔ اسوسطی کہ مرتکب
ہونا گناہ کا باوجود علم اوسکی کی نہایت ہی قبیح ہی روایت کیا گیا ہی کہ تحقیق
عبدان حضرمی نی امرأ القیس کندی پر ایک قطعہ زمین کا دعوی کیا اور عبدان
حضرمی کا کوئی گواہ اور بینہ نہ تہا پس حکم فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی
امرالقیس کو حلف کرنیکا تو امراء القیس نی قصد حلف کا کیا پس نبی علیہ السلام
نی یہ آیت پڑہی تحقیق وہ لوگ کہ خریدتی ہین ساتہہ عہد اللہ تعالی اور قسمون
اپنی کی مول تہوڑا پس باز رہا امرا القیس قسم کہانیسی اور تسلیم کیا قطعہ زمین کا
عبدان مذکور کو پس تب یہ آیت نازل ہوئی اور یہ آیت یعنی قولہ تعالی لتاکلوا
فریقا دلیل ہی اسبات پر کہ حکم قاضی کا باطن مین نافذ نہین ہوتا انتہی ترجمہ
التفسیر اب دیکہو کہ جو معنی اصطلاحی نص کی کتب اصول سی سابق مین ہم لکہہ آئی
ہین اس آیت مین تمامہا و بعینہ موجود ہین جس امر کی کوتاہی ہو مولف
صاحب بیان فرمائین ۔ اور حدیث صحیح متفق علیہ قطعی الدلالت سن لیجئے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما انا بشر وانکم تختصمون الی ولعل بعضکم یکون الحن

بحجته من بعض فاقضی له علی نحو ما اسمع منه فمن قضیت له بشیٔ من حق اخیه فلا یاخذه
فانما اقطع له قطعة من النار متفق علیه یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
نہین ہون مین مگر آدمی اور تم میری پاس مقدمہ اور فیصلی لاتی ہو اور شاید
کہ بعضا تم مین سی حجت مین ہوشیار ہو بعضی سی اور مین جیسا اوس سی سنونگا
فیصلہ کردونگا پہر مین جسکو دوسرے کے حق مین سی دلانی لگون تو وہ ہرگز نہ لیوے
یہی ہی کہ اوسکی واسطی ٹکڑا اگ کا جدا کیٔی دیتا ہون روایت کیا اس حدیث کو
صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین اور منتقی مین کہا ہی کہ رواہ الجماعة حاصل ترجمہ حدیث
کا یہ ہوا کہ تم اپنی مقدمی میری پاس لاتی ہو اور بعضی وقت کوئی اپنی دعوی مین
جھوٹا ہوتا ہی اور مجکو وہ اپنی دعوی مین جھوٹا معلوم نہین ہوتا کیونکہ وہ حجت
مین ایسا قوی اور تقریر مین اتنا چست ہوتا ہی کہ مین اوسکی دعوی کو سچا
گمان کرکے اوسکی دعوی کی موافق دلا دیتا ہون پہر وہ جو مین اوسکو دلاتا ہون
اوسکی بہائی کی حق مین سی اگ کا ٹکڑا ہوتا ہی کیونکہ وہ حرام ہوتا ہی دوزخ مین
کہینچ لیجاویگا تو دیکہو نبی علیہ السلام نی اپنا کلام اس حدیث مین اس لفظ سی شروع
کیا کہ مین آدمی ہون اس تنبیہ کیواسطی کہ حکم نفس الامر سی غیر مطابق ہو سکتا ہی
کہ وہ بشر مین غیب دان نہین ہین دل کی بہید پر جب ہی خبر ہوتی ہی کہ وحی آوی
اور اس سی یہ ثابت نہین ہوتا کہ وہ حکم دینا بیجا ہی اسواسطی کہ یہ حکم دینی مین
غلطی نہین ہی کیونکہ حاکم کی ذمہ یہی ہی کہ دونون مدعی مدعا علیہ مین ظاہر کی
موافق یعنی جیسا کہ اونکی کلام سنکر معلوم ہو اور جو اونکی حجت سی ثابت ہو حکم
کردی یہ نہین ہی کہ نفس الامری حکم ہو حتی کہ جسکا دعوی جھوٹا ہو اور وہ جھوٹے
گواہ گذراری اور قاضی کو اونکا جھوٹ معلوم نہو اور وہ اونکی گواہی کی موافق
بعد اونکی تعدیل کی حکم کردی تو قاضی کا حکم حق پر ہی اگرچہ وہ دعوی نفس الامر مین

ثابت نہین پس اس سے صاف اور بالتخصیص ثابت ہوا کہ حکم قاضی کا جھوٹی گواہی
سے حرام کو حلال نہین کر دیتا اور نہ حلال کو حرام اور اُسکا حکم ظاہر ہی مین جاری
ہوتا ہے نہ باطن مین اب اگر مولف کی نزدیک یہ حدیث درصورت شہادت
زور نفاذ قضا ظاہرا و باطنا کی نفی بالتخصیص نہین کرتی تو بتلا دے کہ یہ کلام
حضرت کا فمن قضیت لہ بشیٔ من حق اخیہ فلا یاخذہ فانما اقطع لہ قطعۃ من النار
کسواسطی ہے اور حضرت نبی علیہ السلام نے جو شخص کسیکو اپنی حکم اور قضا سے
دلادے اگر وہ حرام نہین تو ٹکڑا دوزخ کا کیونکر ہوا بینوا توجروا۔ اور دلیل
عقلی بھی پیش کرتا ہون جو عدم نفاذ کی مثبت ہے سنو کہ حقیقت قضا کیا ہے
جواب ظاہر کرنا ثابت کا ہے اور غیر ثابت کا ثابت کرنا نہین ہے اور دعوے
عقود و فسوخ مین ثابت نہین ہوتا درصورتیکہ دعوی کاذب ہو اور گواہ بھی
جھوٹے ہون تو اب قضا صرف ظاہر مین نافذ ہوگی باطن مین نہین ہوگی
کیونکہ قضا حجت کی موافق نافذ ہوتی ہے اور یہ حجت باطن مین تو غلط ہے کیونکہ
گواہ جھوٹے ہین پس فقط ظاہر مین حجت ہے باطن مین نہین اور مشہود لہ یعنی
مدعی بھی اپنا اور نیز گواہونکا کذب جانتا ہے اور قاضی نہین جانتا سو قضا
ظاہر مین نافذ ہوگی بعد حجت باطن مین نہین ہوگی بلوغ المرام کی شرح مسک الختام
مین لکھا ہے بیچ قول علیہ السلام کی فانما اقطع لہ قطعۃ من النار پس جز این نیست
کہ می برم وجدا میکنم برای وی پارہ از آتش دوزخ باعتبار مایؤل از باب مجاز
تشبیہ کقولہ تعالی انما یاکلون فی بطونہم نارا حدیث دلیل است بر آنکہ حلال نمیشود
بحکم حاکم شی محکوم بہ برای محکوم لہ وقتیکہ دعوی او باطل باشد درنفس الامر وشہادت کاذب
اما حاکم را حکم بظاہر والزام آن وتخلیص محکوم علیہ بمحکوم بہ جائز است و نافذ میشود
حکم او در ظاہر ولیکن حلال نمیشود بدان حرام وقتیکہ مدعی مبطل وشہادت دروغ بود

وبا این رفتہ اند جمہور و ابو حنیفہ خلاف کردہ و گفتہ نافذ میشود ظاہرا و باطنا چنانکہ اگر
حکم کند حاکم بشہادت زور کہ این زن زوجہ فلان است حلال میشود برای او و جبل

گفتہ و استدل باثار لا یقوم بہا دلیل و بقیاس لا یقوی علی مقاومۃ النص انتہی
اب یہ فرماتی ہی کہ یہ حدیث دربارہ عدم نفاذ قضا کہ صریح نص نہین ہی الظلمان نقال
ے گر نہ بیند بروز شپر چشم ؛ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ؛ **قولہ** اب گذارش یہ ہی الخ
اقول اب گذارش یہ ہی کہ اس تطویل لا طائل تحتہ سی اور قیاسات فاسد
مع الفارق سی آپکی کاربراری معلوم کتاب اللہ اور سنت صحیحہ متفق علیہ قطعی الدلالۃ
اور دلائل عقلیہ اور اقوال علما سی یہ مسئلہ آپکا غلط فاحش ہو چکا اور بروی انصاف
و قانون مناظرہ اعتراض اہل حق کا حنفیو نپر ضرور وارد ہی اور کوئی مقدمہ آپکی
مقدمات مین کا کتاب و سنت سی بوجہ صحیح ماخوذ نہین اور سب مقدمات آپکی
مختل اور باطلہ اور فاسدہ ہین چنانچہ بہ تفصیل کما ینبغی مبین ہو چکا اور فی الحقیقت
یہ ہمکو بخوبی معلوم ہو گیا کہ آپ علم بی تکی مین اقصی درجہ کی کامل ہین چنانچہ علمای
اہل انصاف کو حال آپکی بی تکی کا اس رسالہ سی خصوصا اس تقریر پر تزویر سی
جو مسئلہ قضا سی متعلق ہی بخوبی روشن و ہویدا ہو گا اور شاید ہماری اس بیان شافی و
کافی سی آپکو بہی بشرط القای سمع و شہود قلب حقیقت حال ظاہر ہو جاوی و رچ
آنکہین کہولکر دیکہی ورنہ خیر انا للہ و انا الیہ راجعون ے آنکہین اگر بند ہی ہین
تو پہر دن بہی رات ہی ؛ اسمین قصور کیا ہی بہلا آفتاب کا ؛ اور کولہو کی مثل تو
آپہی خوب یاد کرلی ہی لیکن اس مثل قبل پر بہی ذرہ دہیان فرماتی کیونکہ یہہ
تاویلات فاسدہ آپکی عند العوام و الجہلا ہی کام دیتی ہین اور عند العلما اور نیز
آخرت مین محض بی سود اور ظلمات ہو جاوینگی مثل یہ ہی مثلہم کمثل الذی استوقد
نارا فلما اضاءت ما حولہ ذہب اللہ بنورہم و ترکہم فی ظلمات لا یبصرون صم بکم عمی فہم

۸۴

لا یرجعون **دفع دفعہ تاسع - قولہ** بدلالت ولا تنکحوا الی قولہ تفرمایا **اقول**
جواب تو آپکی اس بات کا اتنا ہی ہی کہ نہی لا تنکحوا مین مجازا نہی اور مراد اس سی
نفی ہی قال فی نور الانوار والنہی عن نکاح المحارم مجاز عن النفی فکان نسخا لعدم
محلہ لان محل النکاح المحللات وہن محرمات بالنص انتہی اور اگر جواب تفصیلی منظور
ہو تو قبل از جواب دو ایک باتین اگر آپ سن لیوین تو بڑی عنایت ہو بحکم کلموا
الناس علی قدر عقولہم آپکی سمجہ کی موافق ہی عرض کرونگا دقائق علم اصول کو
دخل ندونگا انشاء اللہ تعالی **اول** یہ کہ شارع علیہ السلام نی اکثر امور اپنی شریعت
مین ایسی مقرر فرمائی ہین جنکی اقامت اور تقریر سی کسی غرض کی تحصیل مطلوب
ہی اور کسی منفعت کا حصول مقصود اور وہ امور از طرف شارع وسائل اون منافع
اور اغراض کی مشروع ہوئی ہین اور ذرائع اون فوائد کی موضوع چنانچہ عقد بیع
اور عقد اجارہ اور ہبہ اور عقد نکاح منجملہ اونہین امور کی ہین مثلا بیع اس غرض کے
واسطی مشروع ہوئی ہی کہ مشتری کو تملک مبیع حاصل ہو جاوی اور بائع کو تملک
ثمن - اور عقد اجارہ اس غرض کیواسطی مقرر ہوا کہ مستاجر کو ملک منفعت حاصل ہو
علی ہذا القیاس عقد نکاح اس غرض کیواسطی موضوع ہوا ہی کہ زوجین کو حل استمتاع
باہم حاصل اور زوج کو ملک فرج اور حل وطی واصل ہو کما ہین مفصلا فی کتب
اصول الفقہ پس اگر معاملات مذکورہ ایسی طور سی منعقد ہوین کہ غرض اور مقصود
شارع اونپر مترتب نہووی تو وہ معاملات عند الشارع سراسر باطل اور کالعدم
شمار کیی جاوینگی گو ظاہر مین اون عقود کی ارکان صوری پائی جاوین لیکن شارع
حکیم وخبیر کی نزدیک بحکم الشئی اذا خلی عن مقصودہ لغی کی معتبر نہونگے بیع قبل القبض
کا بطلان جسکی نسبت مولف صفحہ دہم مین اقرار کرا یا ہی اسیواسطی ہی کہ تملک مشتری
جو عقد بیع سی غرض ہی اس صورت مین متعذر اور دشوار ہی لہذا یہ عقد بیع عند الشارع

باطل رہیگا کہ مصداق ہی شعر مشہور کا ؎ ز فرش خانہ تا بلب بام از آمن پر وزبام
خانہ تا بہ ثریا از آن تو ہو و علی ہذا القیاس اور صور بیوع باطلہ کی تصویر کرنی چاہئیں
چنانچہ مولف بہی صفحہ ۱۴۸ مین ہماری اصل اس مقصود کا اقرار کرتا ہی جسجگہ کہ انسان
کا فرکو مرتبہ نوعیۃ انسانیۃ سی گرا کر زمرۂ انعام مین داخل کیا ہی و ہو ہذا (کیونکہ
جیسے آنکہہ دیکہنی کی لیئی ہی اور کان سننی کی لیئی آگ جلانیکی لیئی اور پانی
بجہانیکی لیئی اور یہ اغراض ان اشیا کی حق مین مقتضائی طبعی ہین ایسی ہی
یہان بہی چاہیئی آدمی عبادت کی لیئی بنا ہی تو پہر عبادت اوسکی حق مین
خاصہ سمجہی جاویگی کیونکہ امور طبعیہ منجملہ خواص اشیا ہوا کرتی ہین اسصورت مین
اگر بالفرض عبادت مذکورہ یعنی اطاعت و انقیاد مفقود ہوجاوی تو یا تو بوجہ
انقلاب ماہیت وہ اوس نوع ہی سی نرہا یا یون کہو کہ یہ معلوم ہوگیا کہ یہ اوس
نوع سی ہی نہ تہا اتحاد شکل و صورت اسصورت مین مثل اتحاد عرض عام اشتراک
عرض عام ہوگا) **امر دوم** یہ ہی کہ نبی علیہ السلام نی نکاح کی ترغیب دلائی ہی
اور فرمایا ہی کہ یہ میری سنت ہے جو اس سی منحرف ہوگا وہ مجہہ سی نہین ہے چنانچہ
حدیث انس کی آخر مین موجود ہی واتزوج النساء فمن رغب عن سنتی فلیس منی
اور سنت نکاح ایسی سنت ہے کہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام سی لیکر تا انتہی آخر
الزمان ہر شریعت الٰہیہ مین جاری اور مشروع رہی حتی کہ بہشت مین بہی باقی
رہیگی عن ابی ایوب قال قال رسول اللہ صلعم اربع من سنن المرسلین الحیاء والتعطر
والسواک والنکاح رواہ الترمذی بالجملہ فضائل نکاح جو کتاب و سنت مین وارد ہین
اظہر من الشمس ہین **امر سیوم** یہ ہی کہ تنفیذ حدود بعد ثبوت بایوجہہا حسب ضوابط
شرعیہ امام پر فرض و واجب ہے کیونکہ مقصود نصب امام سی یہی ہی کہ حفظ احکام
و حدود دینیہ اور نظم و نسق امت محمدیہ بذریعہ اوسکی آسان و میسر ہو فقہ اکبر مین

لکہا ہی ان المسلمین لا بد لہم من امام لیقوم بتنفیذ احکامہم واقامۃ حدودہم وسد ثغورہم
وتجہیز جیوشہم واخذ صدقاتہم وقہر المتغلبۃ والمتلصصۃ وقطاع الطریق واقامۃ الجمع
والاعیاد وتزویج الصغار والصغائر الذین لا اولیاء لہم وقسمۃ الغنائم ونحو ذلک
من الواجبات الشرعیۃ التی لا یتولیہا احاد الامۃ انتہی موضع الحاجۃ بلکہ تنفیذ
حدود الہیہ مین کسیطرح کی پاسداری اور مہربانی کرنی بہی مستحق حد پر نہین چاہیے
قال اللہ تعالی الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منہما مائۃ جلدۃ ولا تاخذکم بہما رافۃ
فی دین اللہ ان کنتم تومنون باللہ والیوم الاخر ولیشہد عذابہما طائفۃ من المومنین
کہا بیضاوی نی قولہ تعالی ولا تاخذکم بہما رافۃ رحمۃ فی دین اللہ فی طاعتہ واقامۃ
حدہ فتعطلوہ او تسامحوا فیہ ولذلک قال النبی علیہ السلام لو سرقت فاطمۃ بنت محمد
لقطعت یدہا ان کنتم تومنون باللہ والیوم الاخر فان الایمان یقتضی الجد فی طاعۃ اللہ
والاجتہاد فی اقامۃ حدودہ واحکامہ تعالی وہو من باب التہیج ولیشہد عذابہما طائفۃ
من المومنین زیادۃ فی التنکیل فان التفضیح قد ینکل اکثر مما ینکل التعذیب انتہی اور حدیث
مین ہی عن عبادۃ بن الصامت قال قال رسول اللہ صلعم اقیموا حدود اللہ فی القریب
والبعید ولا تاخذکم فی اللہ لومۃ لائم رواہ ابن ماجہ وعن ابن عمر ان رسول اللہ صلعم
قال اقامۃ حد من حدود اللہ خیر من مطر اربعین لیلۃ فی بلاد اللہ رواہ ابن ماجہ
ورواہ النسائی عن ابی ہریرۃ وغیر ذلک من الاحادیث
واضح ہو کہ جن حدیثون مین آیا ہی کہ حتی الوسع حدود کو مسلمین سے
دفع کرنا چاہیئے چنانچہ یہ حدیث ادرأوا الحدود عن المسلمین ما استطعتم
یا ادرأوا الحدود بالشبہات وغیر ذلک تو قطع نظر اس سے
(کہ یہ حدیثین ضعیف ہین کما صرح المحدثون لضعفہا مقابلہ اور معارضہ
احادیث صحاح کا نہین کر سکتین) ہم کہتے ہین کہ ان احادیث مین

خطاب ہے غیر ائمہ کیطرف یعنی سائر مسلمین کو چاہیے کہ باہم موجبات حدود کے پوشیدہ
کرین اور ستر عیوب مسلمین اعنی زنا وغیرہ کو چھپا کر حاکم اور امام تک مرافعہ اونکا
نکرین یا ان احادیث سے یہ غرض ہی کہ اگر ثبوت موجبات حدود اور وقوع
مین اونکی ائمہ کو کسیطرح کا شک و شبہ رہے تو بھی حدود ساقط ہونگی ورنہ
حکام اور ائمہ کو جائز نہین ہے کہ بعد ثبوت موجبات حدود کی حدود کو دفع
اور درا کر دیوین ٭ اگر نیک مردی نماید عسس ٭ نیارد بشب خفتن از دزد کس
سلمنا کہ ان احادیث مین ائمہ ہی مخاطب ہین تو اندرینصورت انکا حاصل یہ ہے
کہ ائمہ کو چاہیے کہ خوب استثبات فرماوین اور استفصال کرین اون امور سے جو
مسقط حد ہین مبادا کہ بعد تنفید حدود کوئی امر ایسا منکشف ہو جاوے جو مسقط حد ہے
٭ کہ سہل است لعل بدخشان شکست ٭ شکستہ نشاید دگر بارہ بست ٭ چو خشم آیدت
بر گناہ کسی ٭ تامل کنش در عقوبت بسی ٭ چنانچہ حدیث ابی ہریرہ مین جو صحیح متفق علیہ
ہے استفصال اور استثبات حضرت علیہ السلام سے باین مبالغہ منقول ہے کہ اوس سے
بڑھ کر تطلب بیان حقیقت حال کا متصور نہین ہو سکتا گویا کہ تلقین امور مسقطہ
حدود کی اونکو کہا جاوے تو زیبا ہے ۔ باین طریق دفع اور درا حدود البتہ ہو سکتا ہے
اور یہ معنی نہین ہین کہ بعد استفصال اور استثبات کے بھی حدود کو جاری نکرین
اور یہ معنی جو بیان کئے گئے حدیث مین بھی آئے ہین دیکھو عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عبد اللہ
بن عمرو بن العاص ان رسول اللہ صلعم قال تعافوا الحدود فیما بینکم فما بلغنی من حد
فقد وجب رواہ ابوداود والنسائی اور یہ معنی بھی نہین ہین کہ کتاب و سنت مین
تاویلات فاسدہ اور شبہات کاسدہ اور تحریفات باطلہ کرکے موجبات حدود کو
موجبات نرکھو کیونکہ یہ فعل تو یہود کا ہے عن عبد اللہ بن عمر ان الیہود جاؤا الی
رسول اللہ صلعم فذکروا لہ ان رجلا منہم وامرأۃ زنیا فقال لہم رسول اللہ صلعم ما تجدون

فی التوراۃ فی شان الرجم قالوا نفضحہم ویجلدون قال عبد اللہ بن سلام کذبتم ان
فیہا الرجم فاتوا بالتوراۃ فنشروہا فوضع احدہم یدہ علی آیۃ الرجم فقرا ما قبلہا وما
بعدہا فقال عبد اللہ بن سلام ارفع یدک فرفع فاذا فیہا آیۃ الرجم فقالوا صدق
یا محمد فیہا آیۃ الرجم فامر بہما النبی صلعم فرجما وفی روایۃ قال ارفع یدک فرفع فاذا
آیۃ الرجم تلوح فقال یا محمد ان فیہا آیۃ الرجم لکننا نتکاتمہ بیننا فامر بہما فرجما متفق
علیہ اب بعد نگارش امور ثلثہ کی گذارش یہ ہی کہ نکاح کا محرمات سی ممکن الوقوع
ہونا بلکہ وقوع مین آجانا مسلم کہ علت فاعلہ موجود وعلت قابلہ موجود تراضی ممکن
اس سی یہ کب لازم آتا ہی کہ نکاح شرعی حقیقی منعقد ہو جاوی جسکی شرع مین تعریف
یہ ہی کہ عقد بین الزوجین جو سبب حل وطی کا ہو کیونکہ جب نکاح شرعی حقیقی
منعقد ہو جاتا ہی تو سب آثار اور لوازم اوسکی بہی پای جاتی ہین کہ الشئی اذا ثبت
ثبت بلوازمہ تو درصورت تحقق نکاح حقیقی حل وطی اور جملہ حقوق جو بین الزوجین
ہوتی ہین سب متحقق ہو جاوینگی یعنی زوج پر نفقہ واجب ہو جاویگا کہ وہ طعام
اور کسوت اور لباس ہی اور اداء مہر خواہ معجلا ہو یا موجلا وغیر ذالک من الحقوق
اور زوجہ پر تمکین زوج کی وطی اور جماع پر واجب ہو جاویگی چنانچہ آیا ہی حدیث
مین من حق الزوج علی المراۃ اذا ارادہا فی نفسہا وہی علی ظہر البعیر ان لا تمنعہ و
غیر ذالک من الحقوق التی جارت فی الاحادیث الصحیحۃ وذکر الفقہاء ایضا فی کتب
الفقہ اور یہ بات ہر کہ ومہ جانتا ہی اور اغلب کہ مولف بہی انکار نکریگا کہ کوئی
حکم ان احکام سی اور کوئی غرض اغراض مقصودہ شارع علیہ السلام سی نکاح محرمات
مین مترتب اور متفرع نہین ہوتی اور قاضی پر تفریق واجب بل فرض ہاے
اگر یہ نکاح صوری نکاح حقیقی وشرعی ہوتا تو قاضی پر وجوب تفریق کی کیا
وجہ تہی کیونکہ جو شخص باعث تفریق کا بین الزوجین ہوتا ہی وہ تو عند الشارع

نہایت مذموم اور معتوب ہوتا ہی قال اللہ تعالے فی محل الانکار والذم فیتعلمون منہما
ما یفرقون بہ بین المرا وزوجہ وجاء فی الحدیث عن جابر قال قال رسول اللہ صلعم
ان ابلیس یضع عرشہ علی الماء ثم یبعث سرایاہ یفتنون الناس فادناہم منہ
منزلۃ اعظمہم فتنۃ یجیٔ احدہم فیقول فعلت کذا وکذا فیقول ما صنعت شیئا قال
ثم یجیٔ احدہم فیقول ما ترکتہ حتی فرقت بینہ وبین امراتہ قال فیدنیہ منہ ویقول
نعم انت قال الاعمش اراہ قال فیلتزمہ رواہ مسلم پس ثابت ہوا کہ نکاح محرمات
جو فقط بغیر مشاکلت کی اطلاق لفظ نکاح کا اوسپر کیا گیا ہی شارع علیہ السلام
کی نزدیک ہرگز نکاح نہیں بحکم امر اول کی اور تسمیہ اس عقد کا ساتھہ اسم نکاح
ایسا ہی کہ مسیلمہ کذاب کا نام احمد کہا جاوی ع شیر قالین از برای گدکنندہ
مسیلم را لقب احمد کنندہ در بصورت ایجاب قبول جو ہوا ہی وہ سب باطل و لغو
اور کالعدم ہی اگر نکاح حقیقی ہوتا تو بالضرور مرغوب فیہ شارع ہوتا بحکم امر ثانی کی
اور جبکہ یہ نکاح محض باطل اور انہ کان فاحشۃ ومقتا وساء سبیلا کا مصداق ہوا
تو وطی کرنا ایسی منکوحہ سی اشد زنا ہوگا پس در صورت ثبوت کامل و معتبر عند الشارع
کی بعد استفصال اور استثبات کی تنفیذ حد زنا اوسکی فاعل پر بالضرور واجب بحکم
امر سوم کی اور بعد استفصال اور استثبات کی سقوط حد کی کوئی وجہ نہیں اور آیۂ
نساءکم حرث لکم اسبات پر دلالت نہیں کرتی کہ ہر ایک عورت وطی تمہاری
کہیتی ہی بلکہ لفظ نساء سی جو مضاف ہی طرف ضمیر کم کی بطور اضافت معنویہ مفیدہ
تعریف یا تخصیص اوس سے مراد ازواج منکوحہ بنکاح صحیحہ ہیں نہ ایسی عورتیں جو
کسی طرح سی حلال نہو سکیں اور محل حلت ہی نہوں **قولہ** اور باوجود امکان
معنی حقیقی الی قولہ ایسی ہی نکاح محرمات کو بوجہ مذکور نکاح حقیقی سمجہتی ہیں یہہ
نہیں کہ مجازا نکاح کہدیا واقع میں نکاح نہیں **اقول** العجب کل العجب کہ مولف

باوجودیکہ قائل وجوب تقلید امام صاحب کا ہی معہذا برعکس مذہب امام صاحب کے
لفظ نکاح کی معنی حقیقی عقد کو قرار دیتا ہی حالانکہ لفظ نکاح عندالامام معنی وطی میں
حقیقی اور معنی عقد مین مجاز ہی منار کی متن مین ہی والنکاح حقیقۃ للوطی وہوالعقد
انتہی اور اس مذہب پر دلیل امام صاحب کی آیہ فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا
غیرہ ہی وجہ استدلال امام صاحب کی یہ ہی کہ جمہور کا مذہب ہی کہ جبتک زوج
ثانی وطی کرکے طلاق ندیوی تو وہ عورت زوج اول کو حلال نہین ہوسکتی چنانچہ
حدیث مین آیا ہی عن عائشۃ قالت جاءت امراۃ رفاعۃ القرظی الی رسول اللہ
صلعم فقالت انی کنت عند رفاعۃ فطلقنی فبت طلاقی فتزوجت بعدہ عبدالرحمن
بن الزبیر وما معہ الا ہدبۃ الثوب فقال اتریدین ان ترجعی الی رفاعۃ فقالت
نعم قال لا حتی تذوقی عسیلتہ ویذوق عسیلتک متفق علیہ **وایضا** ومن لم
یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنات المومنات فمن ما ملکت ایمانکم من فتیاتکم المومنات
اس آیہ مین بہی امام صاحب لفظ نکاح کو معنی وطی مین قرار دیتی ہین اور حدیث
مین آیا ہی تناکحوا تکاثروا امام صاحب کہتی ہین کہ یہان پر بہی لفظ تناکحوا کی
معنی تجامعوا لیئی جاوینگی ورنہ تکاثروا صرف عقد نکاح پر مترتب نہین ہوسکتا
اور نیز اسی آیہ یعنی لا تنکحوا ما نکح اباؤکم مین اگر معنی نکاح عقد کی لیئی جاوینگی
تو حرمۃ مصاہرۃ بالزنا جو مذہب امام ہی مولف کیونکر ثابت کریگا اور مذہب
امام کو کسطرح محفوظ رکہی گا بینوا توجروا اب مولف کو اختیار ہی چاہی ان دلائل
امام صاحب کو رد کری اپنی قول کا پاس کرکے یا اختیار کری امام کی تقلید
کا لحاظ کرکے ہمارا کچہ حرج نہین ہماری نزدیک تو بسبب فقدان جملہ احکام
اور اغراض نکاح کی ایسی عقد کو بطور مشاکلت نکاح کہدیا ہی جیسی بیع مالیس
عندالبائع یا بیع میت ودم کو جو مال شرعی نہین بیع شرعی نہین کہہ سکتی

رد مذہب امام صاحب

فقط بطور مشاکلت بیع کہدیتی ہین چنانچہ امر اول مین بطور معقول وہم بہیج منقول ونیز باقرار مؤلف مقصود اصلی ہمارا واضح ولائح ہوچکا - اور ایسا فعل نکاح حقیقی کیونکر ہوسکتا ہی کہ اوسکی بعض افراد عند اللہ فاحشہ اور ممقوت مین اور پہلی شرائع مین کبہی اوسکی رخصت نہین ہوئی قال اللہ تعالی ولا تنکحوا ما نکح اباؤکم من النساء الا ما قد سلف انہ کان فاحشۃ ومقتا وساء سبیلا کما بیضاوی فی تفسیر آیہ مین قولہ تعالی انہ کان فاحشۃ ومقتا وساء سبیلا علۃ للنہی ای نکاحہن اکان فاحشۃ عند اللہ ما رخص فیہ لامۃ من الامم ممقوت عند ذوی المروات ولذلک سمی ولد الرجل من زوجۃ ابیہ المقتی وساء سبیلا سبیل من یراہ ویفعلہ اگر نکاح محرمات نکاح حقیقی ہوتا تو ضرور اوس نکاح مین داخل ہوتا جسکو رسول نی مسنون اور مشروع فرمایا ہی اور اوسکی ترغیب دلائی ہی بحکم امر دوم کی کلا بلکہ نکاح کرنا باپ کی زوجہ سی تو ایسا فعل ہی کہ فاعل اوسکا واجب القتل ہی کما جاء فی الحدیث عن البراء بن عازب قال مر بی خالی ابو بردہ بن نیار ومعہ لواء فقلت این تذہب فقال بعثنی النبی صلعم الی رجل تزوج امراۃ ابیہ آتیہ براسہ رواہ الترمذی وابوداود وفی روایۃ لہ للنسائی وابن ماجہ والدارمی فامرنی ان اضرب عنقہ واخذ مالہ وفی ہذہ الروایۃ قال عمی بدل خالی اب اور غور کرنیکا مقام ہی کہ صحابہ کرام نی جو کہ الفاظ شرعیہ کی سمجہنی مین مرجع انام ہین اور کتاب و سنت کی فہم مین اونہین پر اعتماد تمام نکاح حلالہ کو باوجودیکہ بدلالت آیہ حتی تنکح زوجا غیرہ کی مامور بہ ہی لاکن بسبب فساد نیت محلل کی سفاح اور زنا قرار دیا ہی چنانچہ آیا ہی مصنف ابن ابی شیبہ اور سنن اثرم اور اوسط ابن منذر مین عن عمر بن الخطاب انہ قال لا اوتی بمحلل ولا محلل لہ الا رجمتہما و لفظ عبد الرزاق وابن المنذر لا اوتی بمحلل ولا محللۃ الا رجمتہما وہو صحیح عن عمر

وقال عبدالرزاق عن معمر والزہری عن عبدالملک ابن المغیرۃ قال سئل ابن عمر
عن تحلیل المرأۃ لزوجہا فقال ذاک السفاح رواہ ابن ابی شیبہ وقال عبدالرزاق
انا الثوری عن عبداللہ بن شریک العامری قال سمعت ابن عمر سئل عن رجل
طلق ابنۃ عم لہ ثم رغب فیہا وندم فاراد ان یتزوجہا رجل یحللہا لہ فقال ابن عمر
کلاہما زان وان مکث عشرین سنۃ او نحو ذلک اذا کان اللہ یعلم انہ یرید ان
یحللہا وغیر ذلک من آثار الصحابہ رض پس بنظر ان آثار کے نکاح محرمات ابدیہ
جو سراسر باطل اور حرام ہی کسطرح زنا اور سفاح قرار ندیا جاویگا اور کیونکر نکاح
حقیقی ہوگا ان ہذا الشئ عجاب **قولہ** ہان جیسی بوجہ مفاسد الی قولہ مندفع
ہوجاتی ہین **اقول** ہان اگر نکاح محرمات ابدیہ پر آثار نکاح مثل حل وطی وغیرہ
مترتب ہوتی تو نکاح کہا جاتا جیسا کہ اگر قتل پر آثار قتل مثل ازہاق روح وغیرہ
مترتب ہون تو قتل کہین گی والا نہ اور جسطرح پر مولف نی قتل کو مقیس علیہ
اور نکاح محرمات ابدیہ کو مقیس گردانا ہی وہ محض غلط اور قیاس مع الفارق ہی
کیونکہ قتل سی جو ازہاق روح ہوتا ہی وہ بامر تکوینی اللہ تعالیٰ کی ہی نہ بامر تشریعی
آیۃ ربی الذی یحیی ویمیت اسپر دال ہی اور نکاح پر جو حل وطی وغیرہ مترتب
ہوتا ہی وہ بامر تشریعی ہی نہ بامر تکوینی۔ قتل حقیقی کے بعد بحسب عادت الٰہی
ازہاق روح بالضرور ہوگا اور نکاح حقیقی کے بعد وقوع وطی ضروری نہین۔
قتل افعال حسیہ مین سی ہی اور نکاح افعال شرعیہ مین سی ہی نور الانوار مین
موجود ہی الافعال الحسیۃ ما یکون معانیہا المعلومۃ القدیمۃ قبل الشرع باقیۃ علی
حالہا ولا یتغیر بالشرع کالقتل الی آخرہ والمراد بالامور الشرعیۃ ما تغیرت معانیہا
الاصلیۃ بعد ورود الشرع بہا۔ پس قیاس کرنا نکاح کا اوپر قتل کی باوجود
اسقدر فارقون کی قیاس مع الفارق ہوا۔ سلمنا کہ قتل مقیس علیہ اور نکاح

مقبین ہو سکتا ہی تو کہتی ہین ہم کہ اگر انزہاق روح جو باقرار مولف اوسکی آثار سی
ہی بعد ایک فعل کی جو بوجہ من الوجوہ مشاکل قتل ہی مترتب ہووی تو اوسکو قتل
حقیقی نہ کہین گی مجازاً قتل کہین تو ہو سکتا ہی ایسی ہی اگر حل وطی جو آثار نکاح
سی ہی بعد ایک عقد کی جو مشابہ نکاح کی ہو مترتب ہووی تو اوسکو بہی نکاح
حقیقی نہ کہین گے مجازاً کہین تو کچہ مضائقہ نہین اور اطلاق قتل کا ایسی
فعل پر جس سی انزہاق روح نہو حدیث مین آیا ہی عن ابی سعید قال قال
رسول اللہ صلعم اذا صلی احدکم الی شئی یسترہ من الناس فارادا احدان یجتاز بین
یدیہ فلیدفعہ فان ابی فلیقاتلہ فانما ہو شیطان ہذا لفظ البخاری ولمسلم معناہ ظاہر ہی
کہ قتل کی معنی یہان وہ نہین جسپر انزہاق روح مترتب ہوتا ہی بلکہ دفع بالقہر
معنی نہین ہی اور مجازاً قتل کہا گیا ہی ایسا ہی ما نحن فیہ مین نکاح مجازی کہین گے
اور جبکہ نکاح حقیقی شرعی نہوا تو انتفاء زنا ہو تو کیونکر ہو اندرینصورت احکام
زنا مثل اجرائی حدود منتفی ہون تو کیونکر ہون ہان البتہ اگر زنا کی وقوع مین
کسیطرحکا شک و شبہ واقع ہوگا تو حد مندفع اور مندرا ہو سکتی ہی لکن بعد استقصاء
تام اور استثبات تمام کی سقوط حد کی ایسی زانی پر سی کوئی صورت نہین جیسا کہ
امر سیوم مین گذرا خاصکر جب یہ دیکہا جاوی کہ ناکح محرمات ابدیہ دو فعل حرام
قطعی کا مرتکب ہوتا ہی ایک نکاح محرمات دوم وطی محرمات ابدیہ اور مولف بہی اس
حرام کی اشد حرام ہونیکا مقر ہی کما سیاتی **قولہ** ہان یہ بات مسلم الی قولہ گذر چکا
اقول بیان ماسبق سی بخوبی واضح ولائح ہو چکا کہ زن منکوحہ محرمات ابدیہ
کی بسبب نہونی محل نکاح کی زوجہ نہین ہو سکتی اور مرد ناکح زوج نہین ہو سکتا
اور کوئی حکم احکام زوجیت مین سی اوسپر مترتب نہین ہوتا اور نیز دیگر کوئی
صورت صور حلت مین سی مثل ملک یمین وغیرہ کی پائی نہین جاتی اور باقرار

مولف حرمت مین نہایت بڑہکر ہی پہر بہی یہ وطی زنا نہووی تو کیا ہوگی تعریف
زنا کی جو یہی ایلاج الفرج فی غیر المحل وہ یہان پر صادق ہی - اور یہ جو مولف اس
حرمت کو حرمت حیض و نفاس پر قیاس کرتا ہی یہ قیاس مع الفارق ہی باینوجہ
کہ وطی حالت حیض و نفاس مین قبیح بغیرہ مجاوراً ہی یعنی بعض احیانمین قبیح مجاور
ہی اور دوسری وقت منفک نور الانوار مین ہی و مثلہ ای مثل البیع وقت النداء
فی القبیح بغیرہ مجاوراً وطی الحائض مشروع من حیث انہا منکوحۃ وانما یحرم لاجل الاذی
وہو مما یمکن ان ینفک عن الوطی بان یوجد الوطی بدون الاذی و الاذی بدون
الوطی وفی حاشیتہ فان قلت لانسلم زوال الاذی عن الوطی حال الحیض قلت
لیس الکلام فی حال کونہ منہیا عنہ بل المراد منہ امکان خلو الوطی عن الحرمۃ فی ہذہ
المحل بعینہ کذا قال ابن الملک - اور وطی محرمات ابدیہ کل احیان مین قبیح ہی
یعنی قبیح لعینہ شرعاً پس باوجود اس فارق بین کی قیاس کرنا وطی محرمات ابدیہ
کا اوپر وطی حالت حیض و نفاس کی محض قیاس مع الفارق ہوا علی الخصوص جبکہ
یہ دیکہا جاوی کہ فرج محرمات ابدیہ کی کسیوقت مین اور کسی وجہ اور کسی عنوان سے
حلال نہین ہو سکتی اور فرج منکوحہ بنکاح صحیح کی اصل مین حلال لیکن بسبب عروض
عارض یعنی اذی کی ایک خاص وقت مین منہی عنہ اور مباشرت تو بہی جایز اور
بعد زوال عارض کی وہی حلت اصلی ثابت و عائد ہوجاتی ہی جیسی بعد زوال
حرارت عارضی پانی کی برودت اصلی ظاہر ہوجاتی ہی تو قیاس کرنا اس حرمت
کا اوس حرمت پر کیسا کچہ بعید از عقل اور خلاف علم اصول ہی حالانکہ جماع حالت
حیض و نفاس کی دو اعتبار ہین ایک تو مشروع ہونا اسوجہ سی کہ وہ عورت
منکوحہ بنکاح صحیح ہی اور دوسری ممنوع ہونا بسبب عروض عارض اذی کی مع
اور جماع محرمات ابدیہ کا ابدالاباد حرام اور کوئی اعتبار اوسکی حلت اور مشروعیت کا

نہین ہوسکتا ؎ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ۔ اور آثار کا موثر سی عام ہونا مسلم پہر اس سی ہمکو کیا فائدہ جبکہ جماع محرمات ابدیہ کا بدلائل سابق زنا ہونا ثابت ہو چکا غایت ما فی الباب یہ ہو کہ زنا وطی محرمات ابدیہ سی عام رہی کیونکہ کل افراد وطی محرمات ابدیہ کا زنا ہونا ثابت کیا گیا اور بعض افراد زنا وطی محرمات ابدیہ نہین ہوتین اور یہی معنی ہین عموم وخصوص مطلق کی لان مرجع العموم والخصوص

مطلقاً الی موجبۃ کلیۃ موضوعہا الاخص ومحمولہا الاعم وسالبۃ جزئیۃ موضوعہا

الاعم ومحمولہا الاخص **قولہ** اب عرض خدمت مبارک مین یہ ہی الی آخرہ

اقول اب آپکی یہ کل گذارش بہ تغیر یسیر آپ ہی کی خدمت مبارک مین لوٹاے دیتا ہون ؎ ہمارا ہی خط یار نی پہیر بہیجا ۔ وہی آگی آیا جو اپنا لکہا تہا ۔ سن لیجیی اب عرض خدمت مبارک مین یہ ہی کہ ہمنی تو بدلائل عقل ونقل محرمات ابدیہ کا محل نکاح نہونا اور اسوجہ سی اسوطی بعد النکاح کا از قسم زنا ہونا براہین ساطعہ اور دلائل قاطعہ سی ثابت کر دیا اور آپکی سب ادلہ اذلہ ہو گئی اب کسی اور دلیل قوی ضعیف عقلی نقلی سی اسکا نکاح ہونا اور اس سبب سے اوس جماع کا زنا نہونا جو اس نکاح باطل کی بعد وقوع ہو ثابت کیجیی اور میں نہین سمجہتا کہ یہ شبہات وشبہات ہوتری بی تکی نزل جعفر زٹلی صاحب یہ ہیلی ہیر پل ہنویا لفظ پہیلی وزٹل کی جگہ بتغیر عبارت معماو شرح معما جیسا کہ آپ فی مسئلہ ثامن کی جواب مین کیا ہی کہ کہین فرماتی ہو کہ یہ معما ہی اور کہین کہتی ہو کہ یہ شرح معما ہی ؎ حدیث احمدی راجو راز دہر کمتر گو ۔ کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معما را ۔ نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوستر دارند ۔ جوانان سعادتمند پند پیر دانا را ۔ مگر اپنی خیال مین یہ آتا ہی کہ آپکو جواب تو بن نہ آویگا اپنی خجالت اوتارنیکو جواز وطی محرمات ابدیہ سی انکار کر جاوگی اور مین جانتا ہون یہی انداز جواب دفع دخل ثامن کی

۹۷

اختیار فرمادینگی اور جواز وحل نکاح دوست و بروز نان شوہر دار وغیرہ سی انکار
کر جاوینگی اور اب بہی کچہ اقرار کیا ہے اور کچہ انکار بقول شخصی کہ نہ اہیکار ہیکم
و نہ انکار مگر یہ یاد رہی کہ مذبذبین بین ذلک لا الی ہولاء ولا الی ہولاء کا
مصداق ہونا بُرا ہی آخرت کا مواخذہ و دنیا کا مناقشہ آخر اللہ تعالی حکیم و
خبیر ہے مبادا بسبب قول کرنی خلاف کتاب سنت کی جو جزا و سزا مترتب
ہوتی ہی وقوع مین آوی خصوصًا جب یہ لحاظ کیا جاوی کہ آپ نی سوال
خامس کی جواب مین وہ انداز و مسلک اختیار کیا ہی کہ جسکی موافق رسول اللہ
صلعم کی اطاعت کا وجوب بی سند ہی اور کیا عرض کرون یہ قول آپکا تو مگر
آپ ہی پر اسوسطی آیا ہی کہ ع اینجہان کوہست وفعل ما ندا ۞ بازمی آید نداہا
را صدا ۞ دفع دفعہ عاشر - قولہ آپ بجای تحدید دہ دردہ الی قولہ
بلہن مزید ہوجاویگی اقول ہرگاہ کہ نسبت تحدید دہ دردہ کی آخر جواب
مین آپکا اقرار ہی (کہ دہ دردہ کوئی اصل مذہب نہین فقط ایک رائی کی بات
ہی) تو آپ نی ناحق اسقدر کاغذ اور روشنائی کو خراب کیا اور اتنا اینچ پینچ
اپنی تقریر پر تزویر مین برتا سائل کی سوال کا جواب فقط اتنا ہی کافی تہا کہ دہ
دردہ کوئی اصل مذہب نہین ایک رائی اور قیاس کی بات ہی البتہ اگر بعوض
اس تقریر طویل الذیل کی جو محض خلاف داب مناظرہ ہی اتنا اور زیادہ
فرمادیتی کہ یہ جو بعض کتب حنفیہ مین عمل کرنا اوسپر وجوبًا و حتمًا لکہا ہی وہ خلاف
اور غلط ہی اور بحر الرائق وغیرہ مین اسکو چند وجوہ سی رد کردیا ہی تو اور زیادہ
عنایت ہوتی اور اہل علم کی اس طعن و اعتراض سی جو آپ پر وارد کرتی ہین
کہ اسطرح سوال پر سوال کرنا قانون مناظرہ کی خلاف ہی اور مناظرہ سی بہاگ جانا
چہوٹ جاتی مگر کیا کیجیی آپ بہی مجبور ہین حضرت اوستاد و مخدوم جامع الفنون

قاسم العلوم جیسا ارشاد فرماتی ہین آپ تحریر مین لاتی ہین سے در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند ؛ ہرچہ استاد ازل گفت ہمان میگویم ؛ اور ہم تو شہ در پی

تحدید تھی نہ در پی عدم تحدید سائل تھی تحدید وہ دردہ سی لیکن بپاس خاطر

جناب آپکی سوالونکا جواب دیا جاتا ہی سُنئی ہم کہتی ہین کہ الف لام الماء طہور

مین استغراق کا ہی جو لام طبیعت سی بہی بڑہکر ہی اور آپ طلب دلیل سی

قطع نظر فرماتی دلیل ہماری پاس موجود ہی بشرطیکہ آپ نی مختصر معانی مولف

علامہ تفتازانی پڑہی ہو کیونکہ تذکرۃ البلاغت مین یہ مسئلہ مذکور نہین ہی سُنئی

وقد یفید المعرف باللام المشار بہا الی الحقیقۃ الاستغراق نحو ان الانسان لفی

خسر اشیر باللام الی الحقیقۃ لاکن لم یقصد بہا الماہیۃ من حیث ہی ہی ولا من

حیث تحققہا فی ضمن بعض الافراد بل فی ضمن الجمیع بدلیل صحۃ الاستثناء الذی

شرطہ دخول المستثنی فی المستثنی منہ لو سکت عن ذکرہ انتہی موضع الحاجۃ یعنی علامہ

تفتازانی فرماتی ہین جسکا حاصل یہ ہی کہ صحیح ہونا استثنا کا دلیل استغراق کی

ہی کیونکہ استثنا متصل کی شرط ہی دخول مستثنی کا مستثنی منہ مین جبکہ اگر سکوت

کیا جاوی اوسکی ذکر سی مثلاً زید بالضرور داخل ہی قوم مین اگر سکوت کیا جاوی

اوسکی ذکر سی اور نہ کہا جاوی جاءنی القوم الا زیدا اب دیکہو کہ حدیث دیگر مین

استثنا موجود ہی عن ابی امامۃ الباہلی قال قال رسول اللہ صلعم ان الماء لا ینجسہ

شئی الا ما غلب علی ریحہ وطعمہ ولونہ اخرجہ ابن ماجۃ وفی روایۃ البیہقی ان الماء

طہور الا ان تغیر ریحہ او طعمہ او لونہ بنجاستۃ تحدث فیہ پس اگر کلمہ الماء مین

الف لام استغراق کا نہوتا تو یہ استثنا متصل بموجب قواعد عربیہ کی ہرگز درست

نہوتا اور اگر آپ کہین کہ ان الماء طہور لا ینجسہ شئی کی سوا جو زیادت بروایت

ابن ماجہ اور بیہقی آئی ہی اوسکو محدثین نی ضعیف کہا ہی تو اجماع تمہارا اوس

زیادت کی ساتھ باطل ہوا تو کہتا ہون کہ ہمنی اس زیادت کی ضعف کو باعتبار
اسناد کی تسلیم کیا لاکن آپ اسکو کیا کیجیے گا کہ امام صاحب تو حدیث ضعیف
کو بھی رائی سی مقدم اور فضل کہتی ہین کما سیاتی مفصلا اور نسبت مسئلہ دو
وردہ کی آپ فرما ہی چکی ہین کہ ایک سانی اور قیاس کی بات ہی تو ما نحن فیہ
مین حدیث ضعیف کو بھی رائی سی آپ کیونکر مقدم نہ کہین گی اور کیونکر تسلیم
نکرین گی علاوہ برآن یہ کہ علامہ ابن منذر اور ابن ملقن نی تصریح کی ہی کہ
اس زیادت کی مضمون پر اجماع واقع ہو گیا ہی چنانچہ شوکانی نی دراری مضیہ
مین لکھا ہی - اب مین پوچھتا ہون کہ آپکی نزدیک اجماع حجت ہے یا نہین
شق اول پر احتجاج اولست بلال ہمارا ساتھہ اس زیادت کی کہ وہی بعینہ مسئلہ
اجماعیہ ہی ٹھیک اور درست رہا اور شق ثانی پر اتنا تو ضروری ہوگا کہ یہ زیادت
باعتبار مفاد اور مضمون کی صحیح اور درست ہوگی کیونکہ تمام مجتہدین نی اس مضمون
کو تلقی بقبول کر لیا ہی گو باعتبار سند روایت کی یہ زیادت ضعیف ہو اندرین صورت
اقل درجہ اجماع اس زیادت کی مضمون کو مفید صحت تو ضروری ہوگا تو بھی
احتجاج ہمارا اس زیادت کی مضمون و مفاد صحیح کی ساتھہ ہوا اور ٹھیک رہا -

اور حدیث ان الماء طہور لا ینجسہ شئی کو آپ بھی تسلیم کرتی ہین آپکو الف لام مین
فقط کلام ہی بس جو پانی بو مزہ رنگ مین کسی نجاست سے متغیر ہو جاوی تو بسبب
نجس ہو جانیکی آپکی نزدیک بھی اس حدیث سی مستثنی ہی رہیگا تو بدلیل استثنا مسلمہ
فریقین ثابت ہوا کہ الف لام الماء مین استغراق کا ہی اور اگر اصول کی طور پہ
جواب منظور ہو تو بھی سن لیجیی کہ کلمہ الماء عام ہی اور حکم عام کا حنفیون کے
نزدیک یہ ہی کہ اپنی افراد کو قطعاً شامل ہوتا ہی تو لفظ الماء بھی سب افراد ماء کو
بموجب تمہاری مسلک کی شامل ہوگا دیکھو نور الانوار اور دائرۃ الاصول اور

مدار الفحول مین ہے اما العام فما یتناول افرادًا متفقة الحدود علی سبیل الشمول فانہ یوجب
الحکم فیما یتناولہ قطعًا ونفظہ لنور الانوار آگی رہی تخصیص عام کی سو وہی زیادت مجمع
علیہا مخصص واقع ہوگی اور یہ جواب ہٹ دہرمی سی فرماتی ہین کہ حسب رائے
ظاہر پرستان یہ لازم تہا کہ پیشاب بہی پاک ہوتا کیونکہ وہ بہی اصل مین پانی ہی ہے
حالانکہ توضیح مین آپ نی شاید پڑہا ہو کہ وہو ای التخصیص اما بالعقل نحو خالق
کل شئی للعلم بالضرورة ان اللہ تعالی مخصوص منہ وتخصیص الصبی والمجنون من خطابات
الشرع من ہذا القبیل اس سی قطع نظر کرکے عرض ہی کہ اس الزام کو آپ نسبت
فرقہ ظاہریہ کی کسی دلیل سی ثابت کیجیئی ورنہ یون تو آپکی نسبت بہی کہہ سکتی ہین
کہ پیشاب اگر دہ دردہ ہو تو چاہیی کہ آپکی نزدیک پاک ہو کیونکہ پیشاب بہی اصل مین
پانی ہی اور حدیث لایبولن احدکم الی آخرہ اور عمل درآمد زمان نبوت وصحابہ
واتفاق آرای وافہام ہرگز معارض حدیث الماء طہور کے نہین ہی کما سیاتی
فانتظرہ **قولہ** اور اگر بمقابلہ تحدید دہ دردہ آب درپی تحدید قلتین ہین لیکن قولہ
اور وہان وجود نجاست ثابت **اقول** ہم درپی تحدید قلتین ہی نہین آپ خود
بخود اپنی ذمہ کی جوابدہی ٹالنی کو یہ باتین گہڑ رہی ہین ع کس بشنود یا نشنود
من گفتگوئی میکنم * اگرچہ دعوی ہمارا یہانپر تحدید قلتین نہین ہی کیونکہ ہم ابہی تک
کسی امر کی مدعی ہوئی ہی نہین کہ ابہی سوال ہماری ختم نہین ہوئے یہ دستون
سوال ہی اور جواب کسی سوال کا ابہی تک پتا ونشان نہین بقول شخصی
ہنوز دہلی دور لیکن باوجود اسکی بپاس خاطر آپکی سوالات بی محل کا جواب دیا جاتا ہے
سنئی کہ جن لوگون نی حدیث قلتین مین اضطراب کا نام بہی لیا ہی انکی مقابلہ میں
نی ایسی جوابہای دندان شکن دیی ہین کہ بجائی ثابت کرنی اضطراب کے حدیث
مذکور مین خصم خود مضطرب ہوگئی ہین اور پہر حدیث قلتین مین اضطراب ثابت

نہین کر سکی آپ نی یہان پر ایسی مہمل بات فرمائی اور فقط یہ کہدیا کہ (حدیث
مضطرب ہی) نہین معلوم کہ مراد آپکی مضطرب فی الاسناد ہی یا مضطرب
فی المتن یا مضطرب فی المعنی یا کل مین اضطراب ہی اور نہ کسی طور کی اضطراب
کو آپنی مفصلا بیان کیا جو دفع کیا جاتا پس جب کسی قسم کا اضطراب آپ بیان
فرماوینگی اوسکا جواب دیا جاویگا اور دفع کیا جاویگا انشاء اللہ تعالی پس جبکہ
حدیث قلتین ایسی صحیح ہوئی کہ جسنی اوسمین جرح اور قدح کیا ہی وہ ائمہ اعلام
و اثبات نی اوسہا دیا ہی تو شرط صحت مولانا مشتہر کی ساتہہ اون معنون کے
جو سابق مین اونکی کلام سی ہم نقل و بیان کر آئی ہین اسحدیث مین موجود ہے
اور مقابلین کفر تو ہو گئی اور بعد کفر وا کی بحکم انکہ خصم را تا بدروازہ باید رسانید
عرض کرتا ہون کہ آپ اسکا کیا جواب دیونگی کہ مذہب امام مین حدیث ضعیف
ہی رائی اور قیاس پر مقدم ہی چند امثلہ گذارش کرتا ہون ملاحظہ فرمائیی -
حدیث قہقہہ فی الصلوۃ کو امام نی محض قیاس پر مقدم کیا ہی حالانکہ باجماع ائمہ
حدیث وہ ضعیف ہے - اور مقدم کیا ہی حدیث وضو کرنیکو ساتہہ نبیذ تمر کی اوپر
قیاس کی اور اکثر اہل حدیث نی اوسکو ضعیف کہا ہی - اور جس حدیث مین اکثر
ایام حیض کی دس دن آئی ہین اوسکو بہی قیاس پر مقدم رکہا ہی باوجودیکہ وہ
حدیث بہی باتفاق محدثین ضعیف ہے - اور حدیث لا مہر اقل من عشرۃ دراہم کو
بہی قیاس پر مقدم کیا ہی حالانکہ سب ائمہ حدیث نی اوسکی تضعیف کی ہی اگر
تفصیل زیادہ منظور ہی تو ہدایہ شریف کا کوئی باب کہولکر دیکہہ لیجیی کہ کسقدر ضعیف
حدیثون سی استدلال پکڑا ہی گویا کہ یہ معلوم ہوتا ہی کہ مذہب امام صرف احادیث
ضعاف پر ہی مبنی کیا گیا ہی وذکر ابن حزم الاجماع علی ان مذہب ابی حنیفۃ
ان ضعیف الحدیث اولی عندہ من الرائی والقیاس اذا لم یجد فی الباب غیرہ

۱۰۲

وقال الملا علی قاری ان اباحنیفة قدم الحدیث ولو کان ضعیفا علی القیاس و
کذا اعتبر الحدیث الموقوف وترک الرائی وکذا عمل بالمراسیل وقال ابن القیم
واصحاب ابی حنیفة مجمعون علی ان مذہب ابی حنیفة ان ضعیف الحدیث
اولی عنده من الرائی والقیاس وعلی ذلک بنی مذہبه۔ فثبت ان مذہبه
تقدیم الحدیث الضعیف علی القیاس والرائی۔ اندرینصورت حدیث قلتین کو
مقدم کرنیسی وہ دردہ پر جو موجب آپکی ہی اقرار کی رائی اور قیاس کی بات ہے
کیون انکار ہی بلکہ بحکم تقلید امام صاحب کی ماتحن فیہ مین حدیث قلتین پر
عمل کرنا آپ پر واجب ہے ورنہ تقلید امام ٹوٹ جاویگی حالانکہ وہ دردہ رائی
امام بہی نہین ہی فقط ایک رائی بعض متاخرین کی ہی جسکا التزام کرنا امام
کی نزدیک بہی بدعت حقیقیہ مین داخل ہوگا صدق رسوله الکریم ما احدث قوم
بدعة الا رفع مثلها من السنة فتمسک بسنة خیر من احداث بدعة رواہ احمد
علاوہ یہ کہ آپکی تحدید وتقدیر اسقدر مضطرب ہے کہ اوتنا اضطراب آپ حدیث
قلتین مین ہرگز ثابت نہ کرسکینگے چند اضطراب کا بیان کرتا ہون مگوش
ہوش شنیئی قال فی الفتاوی التاتارخانیة ناقلا عن المحیط وغیرہ یجب ان یعلم
ان الماء الراکد اذا کان کثیرا فہو بمنزلة الماء الجاری لا یتنجس جمیعه بوقوع
النجاسة فی طرف الا ان یتغیر لونه او طعمه او ریحه علی ہذا اتفق العلماء وبه اخذ
عامة المشائخ وان کان قلیلا فہو بمنزلة الجوابی والاوانی یتنجس بوقوع النجاسة
فیه وان لم یتغیر احد اوصافه وقال الشافعی رحمه الله فیما دون القلتین مثل قولنا
واذا بلغ قلتین او زیادة مثل قول مالک ثم لا بد من حد فاصل بین القلیل
والکثیر فنقول اذا کان الماء بحیث یخلص بعضه الی بعض بان تصل النجاسة
من الجزء المستعمل الی الجانب الآخر کان قلیلا وان کان لا یخلص کان کثیرا

الحباب

واذا اشتبه الخلوص فالجواب فيه کالجواب فیما اذا لم یخلص ثم اتفق الروایات
عن ابی حنیفة وابی یوسف ومحمد فی الکتب المشهورة ان الخلوص یعتبر بالتحریک
اذا حرک طرف منه ان لم یتحرک الطرف الآخر فهو مما لا یخلص وان تحرک الطرف
الآخر فهو مما یخلص یستدل بوصول الحرکة الی الجانب الآخر علی ان النجاسة وصلت
وبعدم وصول الحرکة علی ان النجاسة لم تصل الیه والمتاخرون اعتبروا الخلوص
بشیء آخر فعن ابی نصر انه قال ان کان لماء بحال لو اغتسل فیه یتکدر الجانب الذی
اغتسل فیه ووصلت الکدرة الی الجانب الآخر فهو مما یخلص بعضه الی بعض وابو حفص
الکبیر اعتبر الخلوص بشیء آخر وهو الصبغ فقال یلقی فیه الصبغ من جانب فاذا
اثر الصبغ من الجانب الآخر فهو مما یخلص بعضه الی بعض وابو سلیمان الجوزجانی
کان یقول ان کان عشرا فی عشر فهو مما لا یخلص وان کان اقل فهو مما یخلص وعن محمد
فی النوادر انه سئل عن هذه المسئلة فقال ان کان مثل مسجدی هذا فهو مما لا یخلص
بعضه الی بعض فلما مسح المسجد کان ثمانیا فی ثمان فی روایة وعشرا فی عشر فی
روایة واثنا عشر فی اثنا عشر فی روایة انتهی موضع الحاجة مع بعض اختصار اور
عبارت درمختار یہی ہے و المعتبر فی مقدار الراکد اکبر رای المبتلی به فیه فان غلب
علی ظنه عدم خلوص النجاسة الی الجانب الآخر جاز والا لا هذا ظاهر الروایة عن
الامام والیه رجع محمد وهو الاصح کما فی الغایة وغیرها وحقق فی البحر انه المذهب
وبه یعمل وان التقدیر بعشر فی عشر لا یرجع الی اصل یعتمد علیه الخ وقال فی النهر
الفائق قال محمد لا اوقت فیه شیئا اقول انا لله وانا الیه راجعون مصرع
شد پریشان خواب من از کثرت تعبیرها ☆ محل غور و انصاف ہی کہ علماء حنفیہ
نے علامت وصول نجاست میں کسقدر اختلاف و اضطراب کیا ہی اور
بیان ان علما کا کتنا مختلف اور مضطرب ہے اصل امام صاحب تو فرماتی ہیں

کہ کثیر وہ ہی جسمین اثر نجاست کا ایک جانب سی دوسری جانب نہ پہنچی پہر علامت
نہ پہنچنی اثر کی امام صاحب سی یہی ہی کہ تحریک ایک جانب سی دوسری جانب
آب کی حرکت نکری - اقول امام بغوی صاحب فرماتی ہین کہ یہ تقدیر کیسی
مجہول ہی کیونکہ تحریک نہایت درجات مختلفہ رکہتی ہی بسبب قوت و ضعف
محرکان کی کذا فی المصفے - اور علامہ ابی نصر ابن محمد بن سلام فرماتی ہین
کہ کدورت جو ایک جانب آب مین بسبب غسل کرنیکی پیدا ہووی وہ دوسری
جانب تک نہ پہنچی - اور ابو حفص کبیر جو شاگرد خاص ہین امام محمد کی وہ
فرماتی ہین کہ زعفران وغیرہ یعنی کوئی رنگ دار شئی اوسمین ڈالی جاوی پہر
اگر رنگ ایک طرف سی دوسری طرف کو نہ پہنچی تو یہ علامت ہی عدم وصول
نجاست کی اور ابو سلیمان جوزجانی فرماتی ہین دہ دردہ کو اور اگر اس سی کچہہ
کم ہی تو نجس ہوگا اور امام محمد صاحب نی تقدیر اوسکی اپنی مسجد کی ساتہہ
فرمائی بعد پیمایش کی ایک روایت مین تو ہشت در ہشت ہوئی جو چونسٹہہ گز
تکسیر ہوتی ہی اور دوسری روایت مین دہ دردہ جو سو گز ہوتی ہی اور ایک
روایت مین دوازدہ در دوازدہ گز جو ایکسو چوالیس گز ہوتی ہی اور ایک
روایت مین پانزدہ در پانزدہ گز جو دوسو پچیس گز ہوتی ہی کما قال الشیخ فی
اللمعات اور امام محمد صاحب نے قول دہ دردہ سی بہی رجوع کیا اور فرمایا کہ مین
اسباب مین کچہہ تحدید اور تقدیر نہین کر سکتا ایہا المخاطب الا تری انہم فی کل
واد یہیمون غور تو کرو کہ اصل مذہب امام صاحب کا مار کثیر مین یہ تہا کہ خلوص
نجاست ایک جانب سی دوسری جانب کو نہو اور اس عدم خلوص کی پہچان خود
امام اور صاحبین نے ساتہہ پہنچنی تحریک ایک جانب سی دوسری جانب تک بیان
فرمائی اور وہ نہایت ہی مجہول ہی کیونکہ تحریک موافق قوت محرک کی اور ضعف

104

تحریک کی باہم مختلف ہوتی ہی ایک تحریک سی تو دو گز تک بہی حرکت پہنچیگی
اور ایک تحریک سی پچاس گز تک صدمہ پہنچیگا اور جیسی ہتی قلّہ کی سنی حدیث
قلتین مین چوٹی پہاڑ کی لیئی ہین ہم بہی کہتی ہین کہ اگر کتنی ہی کثیر پانی مین سمندر
ہو یا دریا ایک چوٹی پہاڑ کی گر پڑی تو پہر کتنی دور تک اوس تحریک کا
اثر پہنچیگا بینوا توجروا پہر بعد ان سب کے دیگر اصحاب اجتہاد اور ترجیح
کی تعبیرات مختلفہ اور تقدیرات مضطربہ کو خیال کیا جاوی کہ کسقدر مختلف
اور مضطرب ہین اور پہر اوس تفاوت پر غور فرمانا چاہیی کہ درمیان مسافت
چونسٹھہ گز اور سو گز اور ایکسو چوالیس ۱۴۴ گز اور دو سو پچیس ۲۲۵ گز کی کسقدر تفاوت ہے
ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ✽ اور حدیث لایبولن احدکم الخ وغیرہ
من الاحادیث المعلومۃ منافی اور مناقض احادیث محتج بہا اہل حق کی نہین ہم
آپکی اس اثبات تناقض بین الاحادیث پر ایک حکایت یاد آئی پیش کرتا
ہون **مثنوی** گفت استا احولی را کاندر آ ✽ رو برون آر از وثاق آن شیشہ را
چون درون خانہ احول رفت زود ✽ شیشہ پیش چشم او دو می نمود ✽ گفت احول
زان دو شیشہ تا کدام ✽ پیش تو آرم بکن شرح تمام ✽ گفت استا آن دو شیشہ
نیست رو ✽ احولی بگذار و افزون بین مشو ✽ گفت ای استا مرا طعنہ مزن ✽
گفت زان دو شیشہ یک را بر شکن ✽ چون یکی بشکست ہر دو شد ز چشم ✽ مرد
احول گردد از میلان و خشم ✽ شیشہ یک بود و بچشمش دو نمود ✽ چون شکست آن
شیشہ را دیگر نبود ✽ آپکو شرائط تناقض بہی نہین معلوم ان دو شعر و نکو ہی
یاد کر لیجیے شعر در تناقض ہشت وحدت شرط دان ✽ وحدت موضوع و محمول
و مکان ✽ وحدت شرط و اضافت جزو کل ✽ قوت و فعل ہست در آخر زمان ✽
آب گذارش یہ ہی کہ حدیث ماء دائم اور نیز حدیث استیقاظ اور ولوغ کلب بہی

پانی کی تنجیس ہونیکا کہان ذکر ہی جو مناقض ان الماء طہور کے ہووی حدیث
ما رو دائم مین نہی ہی پیشاب کرنیسی اور یہ نہین فرمایا کہ ماء دائم پیشاب
کردینی سی نجس ہوجاتا ہی مین آپسی پوچھتا ہون کہ اگر ماء راکد مین جو دہ
در دہ ہو پیشاب واقع ہوجاوی تو وہ آپکی نزدیک نجس ہوتا ہی یا نہین
شق اول آپ کی مذہب کی خلاف ہی اور شق ثانی جبکہ آپکی نزدیک علت
نہی تنجیس ہے تو کیا وجہ کہ نجس نہو پس معلوم ہوا کہ علت نہی حدیث لا یبولن
مین تنجیس نہین ہی بلکہ ایذای بنی آدم اور استحقاق لعن و طعن ہی ہان البتہ
اگر احد الاوصاف الثلث مین بالفعل متغیر ہوجاوی تو نجس ہوجاویگا کما ہو
بدلیل الاجماع اور چونکہ شارع حکیم و خبیر نی ذرائع اور وسائل کو بھی اپنی شریعت
مین مسدود اور منہی فرمادیا ہی چنانچہ سابق مسئلہ قضا مین مفصلا بیان
ہوچکا لہذا پیشاب کرنیسی عموما خواہ آب کثیر ہو یا قلیل نہی فرمادی کہ
مبادا اسکی دیکھا دیکھی اور لوگ بھی پیشاب کردیا کرین اور یہ امر عادت
ہوجاوی اور پانی بعد چندی متغیر اور نجس ہوجاوی اور دیکھو حدیث بند کرنی
ذرائع کی عن ابی ہریرۃ قال انی سمعت حبی ابا القاسم صلعم یقول لا تقبل
صلوۃ امراۃ تطیبت للمسجد حتی تغتسل غسلہا من الجنابۃ رواہ ابو داود و روی
احمد و النسائی نحوہ — اب غایت الباب یہہ ہی کہ اگر پانی قلتین سی کم ہوگا
تو مخالطت نجاست سی درصورت عدم تغیر بھی مکروہ ہوجاویگا بسبب مظنہ حمل خبث
کی نہ نجس قطعی — آگی رہی لفظ حدیث کی مسلم شریف مین لا یغتسل احدکم فی الماء
الدائم وہو جنب اسمین بھی علت اور حکمت نہی فقط تکدیر ماء ہی جس سی طبایع
سلیمہ کسیقدر نفرت کرتی ہین یا یہ حکم تعبدی ہی لیکن علت اس نہی کی بھی
تنجیس نہین ہی اب منصف لبیب کو ثابت ہوا ہوگا کہ دونون حدیثونکی مفاد

اور مضمون مین وحدت محمول جو شرائط تناقض سی ہی نہین موجود مفاد
حدیث اول یہہ ہی ان الماء طہور لا ینجسہ شیء بشرط ان لا یتغیر احد اوصافہ
الثلث اور مفاد حدیث دوم ان الماء لا ینبغی ان یبال فیہ پس ان دونون
حدیثو نمین تعارض اور تناقض نہوا - علی ہذا القیاس حدیث استیقاظ اور حدیث
بیر بضاعہ مین کسیطرح تناقض نہین ہو سکتا کیونکہ مابین اونکی نہ وحدت
محمول ہی اور نہ وحدت موضوع حدیث استیقاظ کا مضمون اور مفہوم ہی کہ
الاناء لا یغمس فیہ الید حتی یغسلہا ثلثا اور اگر وحدت موضوع بہی تسلیم کیجاوی
تو پہر وحدت محمول کہانسی لاؤگی جو شرائط تناقض سی ہی اور چونکہ محدثین
اس حدیث کو باب سنن وضو مین لاتی ہین تو اس سی صاف ظاہر ہے
کہ پیش از وضو ہاتو نکا دہونا حضرت نی مسنون فرمایا ہی اور غمس سی جو
نہی فرمائی وہ برای کراہت چنانچہ آخر حدیث کا اسکی دلیل ہی یعنی فانہ
لا یدری این باتت یدہ تو معلوم ہوا کہ یہ امر بطور سنت اور مستحب کی ہی کہ
واسطی احتیاط کی اوسکا حکم کیا ہی نہ فرض و واجب حنفیو نمین سی کوئی بہی قائل
نہین کہ قبل وضو یا بعد نوم غسل یدین فرض و واجب ہو اور جبکہ یہ امر ندب
کی واسطی ہوا تو نہی بہی کراہت کیو اسطی ہوئی خصوصاً جبکہ یہ لحاظ کیا جاوی
کہ حضرت علیہ السلام نی لا یدری این باتت یدہ فرمایا کہ جس سی معلوم ہوا کہ
پلید ہونا ہاتو نکا خواب مین امر یقینی نہین ہی پس مجرد توہم اور احتمال سی
کوئی چیز فرض و واجب کیونکر ہو سکی یا حرام اور نجس قطعی بہی کیونکر ہوا ندرین
صورت بعد استیقاظ کی ڈالنا ہاتو نکا پانی مین علت تنجیس کیونکر ہوگا البتہ
اگر یون ارشاد ہوتا کہ ان غمس احدکم یدہ فی الاناء تنجس الماء تو مفید مدعای
خصم ہوتا و دونہ خرط القتاد - آگی رہی حدیث ولوغ کلب وہ بہی مناقض

حدیث بیر بضاعہ کی نہین بچند وجوہ اولاً باینکہ اس حدیث اور حدیث بیر بضاعہ
مین وحدت موضوع نہین اور بغیر وحدت موضوع تناقض متحقق نہین ہوسکتا
- اور ثانیاً باینکہ یہ حدیث حنفیونکی نزدیک منسوخ ہی علما حنفیہ کہتی ہین کہ
یہ حکم ابتدائی اسلام مین تہا بعد ازان منسوخ ہوا کما قال الشیخ عبد الحق ثالثاً
باینکہ کیون نہین جائز کہ یہ حکم تعبدی ہو کیونکہ شریعت مین ہماری بہت سے
احکام تعبدی بہی موجود ہین کیا ضرور ہی کہ یہ حکم بسبب نجاست کی ہی
خصوصاً جبکہ یہ لحاظ کیا جاوی کہ اگر حکم بسبب نجاست کی ہوتا تو کم سات
مرتبہ سی ہی کفایت کرتا کتی کی منہ کی نجاست تمہاری نزدیک بہی بول
وبراز سی بڑہکر تو ہی ہی نہین پس ثابت ہوا کہ یہ امر تعبدی ہی نہ بغرض
نجاست **سوال** اگر کوئی شخص کہی کہ تمہاری تقریر سی معلوم ہوا کہ ہر ایک
پانی جو روی زمین پر پایا جاوی وہ سب پاک ہی بشرط اسکی کہ رنگ مزہ بو
مین متغیر نہوا ہو مقدار قلتین ہو یا کم وبیش پہر تحدید قلتین جو تمہاری نزدیک
حدیث صحیح مین وارد ہی اوسکا کیا فائدہ اور مفہوم مخالف حدیث قلتین سے
ظاہر ہی کہ درصورت مادون قلتین کی وقوع نجاست سے پانی نجس ہوجاویگا
اگرچہ احد الاوصاف الثلث مین متغیر نہوا ہو تو حدیث قلتین معارض ومنافی
حدیث بیر بضاعہ کی ہوگئی **جواب** وبہ نستعین حدیث قلتین معارض حدیث
بیر بضاعہ کی ہرگز نہین ہی کیونکہ جسطرح حدیث بیر بضاعہ مقید ہی ساتھ اوس
زیادت کی جو مجمع علیہا ہی اسیطرح حدیث قلتین بہی مقید ساتھ اوسی زیادت
اجماعی کی ہی تو حاصل حدیث یہ ہوا کہ پانی مقدار قلتین حامل خبث نہین ہوتا
کسی حال مین بشرط اسکی کہ بعض یا کل اوصاف ثلث پانی کی وقوع نجاست سے
سی متغیر ہوجاوین کہ اندرینحالت بضرورت حکم حس ومشاہدہ نجس ہوجاویگا

اور مفہوم مخالف حدیث کا فقط اتنا حکم کرتا ہی کہ ما دون قلتین مظنہ حمل خبث
کا ہی اور اسپر دلالت نہین کرتا کہ ما دون قلتین قطعاً و یقیناً حامل خبث ہو
جاتا ہی یا نجس قطعاً کیونکہ اول تو درمیان مفہوم مخالف اور موافق کی کسی طرحکا
تغایر تا کافی ہی خواہ وہ تغایر فقط کراہت اور عدم کراہت سی ہی ہو اور
ثانیاً یہ کہ پلیدی مخرج طہوریت آب تو وہی ہی کہ متغیر بعض اوصاف یا کل
اوصاف ثلثہ کی ہو اور نیز درمیان حمل خبث اور نجاست مخرج طہوریت کے
ہرگز تلازم نہین و من ادعی فعلیہ البیان پس ثابت ہوا کہ مفہوم مخالف و موافق
حدیث قلتین کا ہرگز تناقض اور منافات نہین رکہتا ساتھ حدیث بیر بضاعہ
کی اور جبکہ شارع علیہ السلام نے نفی نجاست کی مطلق پانی سی ہی بصیغہ
عموم کی ہی اور پانی مقید بقلتین سی ہی بطور عموم ہی کی کی ہی اور زیادت
مجمع علیہا بطور صیغہ استثنا کی ان دونون حدیثونکی مخصص واقع ہوئی ہی
غایۃ الامر یہ کہ نسبت حدیث بیر بضاعہ کی بطور مخصص متصل کی ہو اور نسبت حدیث قلتین کے
بطور مخصص منفصل کی اور یہ قاعدہ مقررہ علم اصول کا ہی کہ ہمیشہ عام خاص پر مبنی اور محمول ہوا
کرتا ہی مطلقاً تو اب کچھ منافات ان دونون حدیثون مین نہی۔ اگی رہی یہ بات کہ فائدہ
مقید کرنیکا ساتھ قلتین کی کیا ہی کہ کلام فصیح و بلیغ مین کوئی لفظ تقیید وغیرہ
خالی از فائدہ نہین ہوتا **جواب** یہ ہی کہ فرق اور فصل کر دینا درمیان
پانی قلیل اور کثیر کے کتنا بڑا فائدہ ہی بلوغ المرام کی شرح مین حجۃ اللہ البالغہ سی
نقل کیا ہی عبارتہ ہذا معنی وی اینست کہ حامل نشود خبث معنوی را کہ حکم کنند
بان شرع نہ عرف و عادت و ہرگاہ یکی از اوصاف ثلثہ او متغیر گردد بنجاست
کیفاً و کماً فاحش شود ازین باب نباشد و قلتین اکہ حد فاصل میان قلیل و کثیر
مقرر کردہ اند بنابر امر ضروریست کہ چارہ نیست ازان بانکہ تحکم و جزاف ہست

وہمین است حال جمیع مقادیر شرعیہ و چون آب مقدار دو قلتین در زمین
مستوی باشد غالبا ہفت شبر در پنج شبر بود و اینقدر او نامی حوض است و
اعلی در اوانی قلہ است و ہیچ آوند از قلہ نزد ایشان معروف نبود و قلال
ہجر ہم غالبا برابر نبند پس این حدیث فاصل میان قلیل و کثیر و ہر کہ
قائل نشدہ بقلتین مضطرب گردیدہ است بسوی شکل وی در ضبط مای کثیر
ہمچو مالکیہ یا بسوی رخصت در آبار صحرا مانند شکہای شتران و بالجملہ آنچہ
درین باب معتد بہ تواند شد و عمل بران واجب گردد موجود نیست و حدیث
قلتین اثبت احادیث این باب است بی شبہ انتہی ملخصا اور واضح ہو کہ شارع
علیہ السلام نے جو حد فاصل درمیان قلیل اور کثیر کی مقرر فرمائی اوسکا مطلب
یہ ہی کہ اگر ما دون قلتین مین نجاست مخالط ہو لیکن احد الاوصاف مین
تغیر نہ آوے اندرینصورت پانی پاک ہی لیکن بوجہ قلیل ہونیکی مکروہ ہی بخلاف
آب کثیر یعنی قلتین یا فوق القلتین کی کہ اگر اوسمین نجاست مخالط ہوگی تو
درصورت عدم تغیر استعمال اوسکا مکروہ بھی نہین ہوگا چنانچہ مصفی مین لکھا ہی
پس آنچہ اقرب بتحقیق می نماید اینست کہ آنجا دو علت است و ہر دو موثر تغیر نجاست
و مخالطت نجاست پس تغیر او را نجس میسازد و قطعا و مخالطت مکروہ میسازد
بکراہت شدیدہ کہ جز بضرورت نباید مرتکب آن شدن آب قلیل را بخلاف
کثیر و ہمو قول ابن حاجب یعنی ماء قلیل کہ مخلوط باشد بنجاست مشہور از مذہب
مالک اینست کہ مکروہ است و بعضی گفتہ اند نجس است و اینجا مفہوم مخالف حدیث
قلتین و مفہوم مخالف قول مالک باعموم حدیث ان الماء طہور آشتی پیدا کردہ
واللہ اعلم انتہی کلام المصفی اور اگر کوئی کہی کہ قلتین ہی کو حد فاصل قرار دینے
مین کیا حکمت ہے تو جاننا چاہیئے کہ عرب کی نزدیک جو ظروف ما دون قلتین

حد اوانی مین داخل ہین مقدار سبو کو کوئی حوض نہین کہتا اور مقدار فوق القلتین
اونکی نزدیک حوض مین داخل ہی یعنی اتنی مقدار کو حوض کہہ سکتی ہین اگر
زمین معتدل الانخفاض مین واقع ہو کیونکہ حیاض واقعہ فی ملک الحجاز بڑی بڑے
تالاب تو کیا دہ دردہ بہی نہین ہوتی ہین اور چونکہ نظر شارع علیہ السلام مین
پانی بقدر حیاض کذائیہ کثیر مین داخل تہا اور پانی بقدر اناء کذائی یعنی مادون
القلتین قلیل مین داخل تہا اور درمیان اوانی اور حیاض کی بجز قلتین بجز کی
اور کوئی ظرف معروف اونکی نزدیک نہین تہا لہذا اوسیکو حد فاصل قرار دیا
جو درمیان کراہت اور عدم کراہت کی معیار تقریبی اور تخمینی ہو گیا اور قلتین کو
حکم فوق القلتین کا دیا گیا اب منصف لبیب کو ثابت ہوا ہوگا کہ احادیث
احکام المیاہ مین باہم کسیطرح سی منافات اور تناقض نہین ہی اور سب احادیث
واجب العمل اور زمانہ صحابہ مین بہی انہین احادیث پر عمل درآمد رہا اگر احوال
صحابہ درباب استعمال میاہ مختلفہ اور عدم مبالات اونکی دہ دردہ وغیرہ سی لکہی
جاوی تو اس مختصر مین گنجایش نہین دو ایک حدیث سید المحدثین بفتح الدال یعنی
حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی پیش کرتا ہون عن یحیی بن عبد الرحمن قال
ان عمر خرج فی رکب فیہم عمرو بن العاص حتی وردوا حوضاً فقال عمرو بن العاص
یا صاحب الحوض ہل ترد حوضک السباع فقال عمر بن الخطاب یا صاحب الحوض
لا تخبرنا فانا نرد علی السباع وترد علینا رواہ مالک اور یہ امر پہلی بیان ہو چکا کہ
حیاض واقعہ فی الحجاز دہ دردہ نہین ہوتی ہتی قال فی المصفی و بیقین معلوم است
کہ حیاض حجاز غدیر کبیر نمی باشد دہ در دہ عشر در عشر انتہی — و مر عمر بن الخطاب
یوما فسقط علیہ شیء من میزاب معہ صاحب لہ فقال یا صاحب المیزاب ماءک
طاہر او نجس فقال عمر یا صاحب المیزاب لا تخبرنا و مضی ذکرہ احمد قولہ ایدہ کسیابہ

توافق ارای عام وخاص الی قوله احتیاط واجب ہوتی ہی اقول و بتغییر
اگر ارای عام وخاص ہی ارای غیر اہل شکوک و وسوسہ مراد ہی تو ارای صحیحہ
اونکی مخالف احادیث صحیحہ مذکورہ کی نہین ہین بلکہ آرائی اونکی موافق روایت
اور مطابق درایت ہین کیونکہ کوئی عاقل گمان استعمال نجاست نہین کرتا
مگر اوسیوقت کہ یا تو جرم نجاست پانی مین مخلوط ہو جاوی اور بعینہ اوسی استعمال
کیا جاوی یا احد الاوصاف الثلث مین تغیر آجاوی ایسی ہی پانیکو قطعاً
عقل کہتی ہین کہ نجس ہو کیونکہ اس صورت مین عین نجاست کا استعمال لازم
آتا ہی کما یا کیفاً تو ارای صحیحہ ان احادیث کی مخالف نہوئین اور اگر ارای عام
وخاص ہی ارای اہل وسوسہ و اوہام مراد ہین تو کسی پر اقتدا اور اتباع اون
ارای فاسدہ کا لازم نہین چہوڑ کر اقتدائی رسول مقبول ان آرائی کی تقلید
کیونکر کیجاوی وقد قال اللہ تعالی لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن
کان یرجوا اللہ والیوم الاخر — وایضا قال تعالی قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی
یحببکم اللہ وقال تعالی وان ہذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم
عن سبیلہ جانیے یہ اہل وسوسہ تو مصداق اس حدیث کی ہین سیکون فی
ہذہ الامۃ قوم یعتدون فی الطہور والدعاء رواہ احمد وابوداؤد وابن ماجہ
اب اس حدیث کو ملاؤ اس آیہ ہی ان اللہ لا یحب المعتدین اور درمیان وقوع
نجاست اور نجس ہو جانی پانیکی کسی عاقل کی عقل مین تلازم نہین ہی ورنہ
چاہیی کہ وہ دردہ بہی وقوع نجاست سے نجس ہو جاوی ہذا خلف اور حدیث
لایبولن احدکم الخ بالضرور واجب العمل ہی نہ بوجہ احتیاط مخترعہ تمہاریکی بلکہ بوجہ
اوس احتیاط کی جو سابق مین مشرح ہو چکی اور تمنی تو وسواس و اوہام کا نام احتیاط
رکہہ لیا ہی وہ احتیاط کہ آخرت مین کار آمد ہو اور اوسپر اللہ تعالی محتاط کو ثواب دے

وہ سنت کی موافقت مین ہی اور جب سنت سے تجاوز ہو گیا تو وہ جیسا تری
وسوسہ اور اسراف ہو گیا عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص ان النبی صلعم مر بسعد
وہو یتوضأ فقال ما ہذا السرف یا سعد قال أفی الوضوء سرف قال نعم وان کنت
علی نہر جار رواہ احمد وابن ماجہ وفی جامع الترمذی من حدیث ابی بن کعب
ان النبی صلعم قال للوضوء شیطان یقال لہ الولہان فاتقوا وساوس الماء پس
اندرینصورت اتباع کرنا ایسی ظنون فاسدہ کا احتیاط نہین ہی بلکہ بڑی احتیاط
یہ ہی کہ اس احتیاط کو جلد اور فی الحال ترک کر دی سے غافل از احتیاط نفس
یک نفس مباش ، شاید ہمین نفس نفس واپسین بود ، اور وہ ہونا ہاتھ کا بعد نوم
مستحب ہے نہ واجب کما مر مولف جو واجب کہتا ہی خلاف مذہب جمہور ہی اور حرمت
اکل صید واقع فی الماء پر مولف جو قیاس کرتا ہی وہ قیاس مع الفارق ہی کیونکہ
وہان صید مذکور کی سبب حلت مین ہی شک واقع ہو گیا ہی اور حیوان میں
بموجب مذہب حق کی اصل حرمت ہی بخلاف پانیکی کہ اوسمین اصل حلت ہے
تو قیاس وس چیز کا جسمین اصل حلت ہی اوپر اوس چیز کی جسمین اصل حرمت ہے قیاس
مع الفارق ہوا۔ برای خدا آپ جو باجتہاد خود قیاس فرمایا کرین تو ذرہ اس
قاعدہ پر غور اور امعان نظر فرما لیا کریں کہ اذا ثبت ان ہذا علۃ لکن یمکن ان
یکون فی الفرع مانع او لخصوصیۃ الاصل اثر قولہ اب گذارش الی قولہ دس کی جگہ
بیس لیجائینگی اقول حدیث الماء طہور مین الف لام کا استغراقی ہونا ہم ثابت
کر دی اگر کچھ اور منظور ہی تو سنئی بحر العلوم شرح مسلم مین لکھتے ہیں ثم المختار عند جماہیر مشایخنا
ومشایخ الشافعیۃ والمالکیۃ ایضا علی ما ہو الظاہر علی ان المدخول حقیقۃ فی الاستغراق
عند مقارنۃ اللام کما انہ بدونہ للفرد المبہم وقال فی مقام آخر ثم المختار عند جماہیر مشایخنا
بل مشایخ الشافعیۃ والمالکیۃ بل الحنبلیۃ ایضا علی ما ہو الظاہر ان المدخول حقیقۃ

۱۱۳

فی الاستغراق عند مقارنۃ اللام کما ان عدمہا للفرد المبہم - اور یہ بات ثابت ہو چکی
کہ اگر حدیث متنازع فیہ ضعیف بہی تسلیم کیا جاوی تو بہی بسبب وجوب تقلید مذہب
امام کے حدیث ضعیف پر بہی عمل کرنا آپ پر واجب ہے اب اگر آپکی پاس کوئی
دلیل ایسی مواقع مین ایسی حدیث پر عمل نکرنی پر دلالت کرتی ہو تو لائیے اور
تیس کی جگہ تین لیجائیے قولہ رہی حنفیہ الی قولہ فرق اب قلیل و آب کثیر
مین متفق علیہ اقول وباللہ التوفیق حدیث الماء طہور در صورت الف لام استغراق
کی وجوب العمل اور ترک عمل مین کسیطرحکی معذوری نہین کیونکہ مخصص متصل
الا ان تغیر ریحہ او طعمہ او لونہ موجود ہی اور الف لام عہد کی کچہ ضرورت نہین کہ
العبرۃ بعموم اللفظ لا لخصوص السبب اور اگر یہ شک واقع ہو کہ ذکر ایک خاص پانیکا
یعنی الماء کی قرینہ عہد کا ہی تو اوسکا فک یہ ہی قال المولوی عبد الحکیم علی حاشیۃ
مختصر معانی وہذا التقدم شرط الصحۃ استعمالہ کما فی المضمر الغائب لا انہ قرینۃ کما وہم اور
دلیل استغراق جسکا استثنا ہی موجود یعنی الا ان تغیر ریحہ الخ اور حدیث قلتین اول تو
مضطرب نہین اور اگر ضعف و اضطراب بہی اوسکا تسلیم کیا جاوی تو بہی بموجب
مذہب امام کے خصم پر حجت ہی کما مر اور مولف یہ جو کہتا ہی (کہ شرائط ادائی
فرائض کی لیئی ایسی حجت چاہیئی کہ جیسی فرائض کی لیئی) اس سی کیا مراد ہی اگر
یہ مراد ہی کہ ثبوت طہارت کسی مخصوصہ پانیکی واسطی حجت قطعی جسمین کسیطرحکا
شبہ نہو چاہیئی تو اغلب کہ مولف اسکا بہی قائل ہوگا کہ ہر ایک متوضی پر وحی اترتی
ہی کہ فلان پانی طاہر ہی اور فلان پانی نجس کیونکہ بغیر نزول وحی کی طہارت
قطعی و یقینی جسمین کسیطرحکا شک و شبہ نہو اکثر میاہ کی نسبت ثابت ہونی دشوار
ہی کہ علم غیب تو کسیکو دیا ہی نہین گیا اور نیز اندرینصورت آپکی مذہب مختار
اور عمدہ کی مخالف و مناقض ہوگا کیونکہ آپکی نزدیک یہ امر مبتلی بہ پر چہوڑ دیا گیا ہی

اور یہی عمدہ اور مختار حضور والا ہی اور ظاہر ہی کہ رائی مبتلی بہ حجت قطعی ہرگز
نہین ہوسکتی اول تو عوام الناس صاحب رائی اور تدبر ہی نہین ہوتے
اور نہ مراتب قوت وضعف کو پہچان سکتی ہین بلکہ جسقدر اونکو کچہ رائی اور فہم
ہوتا ہی اوسمین بہی اعتماد اپنی فہم ورائی پر نہین کرسکتے آگی رہی اصحاب رائی
وتدبر اونمین جسقدر اختلاف ہوگا کہ احصار نہو سکیگا سابقا جو اختلاف رائی
اصحاب رائی مذکور ہوچکا ہی اسکو بہی اوسپر قیاس کرلو سے قیاس کن زگلستان
من بہار مرا ۞ الحاصل درمیان آپکی دونون کلامونکی تناقص ہوا ادہر تو حجت
قطعیہ کے طالب جو متعلق بوحی ہی اور ادہر رائی مبتلی بہ آپکی نظر مین عمدہ اور
مذہب مختار سے ادہر اللہ سی وصل اور ادہر مخلوق سی شامل ہو خواص اوس
برزخ کبری مین ہی حرف مشدد کا ۞ اور اگر یہ مراد ہی کہ ثبوت طہارت حسب
قواعد شرعیہ اور موافق سنت سنیہ اور طریقہ محمدیہ کی چاہیئے تو وہ ما نحن فیہ مین
موجود ہی اور آپکے ایسی وسوسون سی نفی طہارت نہین ہوسکتی دیکہو صحیح مسلم
مین ہے عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ صلعم اذا وجد احدکم فی بطنہ شیئا
فاشکل علیہ اخرج منہ شی ام لا فلا یخرج من المسجد حتی یسمع صوتا او یجد ریحا وفی
الصحیحین عن عبد اللہ بن زید قال شکی الی رسول اللہ صلعم الرجل یخیل الیہ انہ
یجد الشی فی الصلوۃ فقال لا ینصرف حتی یسمع صوتا او یجد ریحا وفی المسند وسنن ابی
داود عن ابی سعید ان رسول اللہ صلعم قال ان الشیطان یاتی احدکم وہو فی الصلوۃ
فیاخذ شعرۃ من دبرہ فیمدہا فیری انہ قد احدث فلا ینصرف حتی یسمع صوتا او یجد
ریحا ولفظ ابی داود وجد ریحا بانفہ او سمع صوتا باذنہ وغیر ذلک من الاحادیث
الصحاح والحسان پس اب آپکو ثابت ہوا ہوگا کہ حنفیہ کی ذمہ در صورت خلاف
کرنی ان احادیث صحاح کی جواب ہی لازم ہی اور یہ ہینگی جواب محض بیکار

اور اب قلیل و کثیر مین جو فرق شارع علیہ السلام نے مقرر کیا ہی تو وہ مقدار قلتین
ہی جس سے غرض شارع کی یہ ہی کہ پانی مقدار قلتین مخالطت نجاست سے
درصورت عدم تغیر مکروہ ہوگا نہ نجس اور مقدار قلتین یا فوق قلتین جائز رہیگا
بلاکراہت کما مر مفصلا فتذکر **قولہ اسلیئے رائے مبتلی بہ پر رکھا الی آخرہ اقول**
درحالیکہ معیار قلت و کثرت کی شارع علیہ السلام نے تغیر اور عدم تغیر کو مقرر فرمایا
اور قلتین کو حد فاصل درمیان کراہت اور عدم کراہت کی مقرر کردیا تو باوجود
ہونے نص کی رائے مبتلی بہ کا کیا اعتبار ہے کہ آب آمدو تیمم برخاست مثل
مشہور ہی مسلمنا کہ رائے مبتلی بہ بھی معتبر ہی لیکن جب ہی تک کہ موافق سنت کے
رہی کہ عشق سعدی تا بزانو آپ نے بھی سنا ہی ہوگا تو درصورت خلاف ہونے
سنت کی وہ رائے وسواس اور وہم ہوکر مردود ہوجاویگی جیساکہ مثلا اداے
جہاد مین تمیز مومن و کافر کی بموجب آپکے فرمانیکے رائے مبتلی بہ پر چھوڑ دیسی گئی
ہے تو اب اگر کوئی شخص مومنین ہی پر جہاد جاری کرنے لگے اور کہے کہ مجھکو شک
ہوگیا ہی کہ شاید ان مومنین کا دل کفر کیطرف پھر گیا ہو کیونکہ حدیث مین آیا ہے
ان القلوب بین الاصبعین من اصابع اللہ یقلبہا کیف یشاء - یا نماز جماعت کسی
امام مومن کی پیچھے نہ پڑھے اور جائز نہ بتلادے اسی دستاویز سے کہ مبادا یہ امام
مرتد ہوگیا ہو کیونکہ حدیث مین آگیا ہے یا کوئی عورت کسی مرد مومن سے نکاح
نکرے اسی شک اور دستاویز سے یا کوئی مرد کسی عورت مسلمہ سے بہین دستاویز
نکاح نکرے تو ایسا شخص واہم اہل عقل کی نزدیک مخبط الحواس اور وہمی شمار ہوگا
اب گذارش خدمت مین یہ ہی کہ اگر آپکے پاس کوئی ایسی دلیل ہو جس سے ہمقام
مین رائے مخلوط بالوسوسہ کا معتبر ہونا ثابت ہو تو لائیے اور بنیش کی جگہ بینش
لیجائیے اور یہ بھی یاد رکھیے کہ وعدہ اصلی اور صادق تو وہی دس روپیہ کا ہر آیہ

وحدیث یہ ہی اور باقی آپکی ہزلیات کا جواب ہی بلکہ بمقابلہ آپکے وعدون کے ایہ ہری یہ وعدہ ہی کہ ؎ اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل مارا ٭ بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را ٭ رنا دہ درود اوسکا اثبات تو آپکی ذمہ باقی ہی ہی اور جو نکہ اکثر اصحاب متون و شروح کتب حنفیہ نفی اوسیکو لازم پکڑا ہی تو در صورت عدم اثبات و ثبوت کی التزام کرنا اوسکا بدعت حقیقیہ مین داخل تو اہل حق عامل بالحدیث کو اونکی تقلید کے ترک کرنیمین عذر معقول و وجہ مقبول و ہذا اخر ما اردنا ایرادہ فی جواب الاولہ الاذلہ باصرار بعض الاحباب الاجلہ خصوصا المنشی عبد الرحمان سلمہ المنان والحافظ عبد اللہ جعل اللہ عقباہ خیرا من اولاہ والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد والہ وصحابہ اجمعین آمین یا رب العالمین —

تاریخ ختم رسالہ مصباح الادلہ لدفع الاولۃ الاذلہ از جناب مولف صاحب مدظلہ

المنۃ للہ کہ مصباح ادلہ شد ابتی از نحوق ہمگو دید اولہ	شد ختم بفرمایش احباب اجلہ تاریخ تمام از سر اخلاص خیان شد	ہر تاریخ باطل کہ مبارز قاسم و با احوجہ حق بلغ الہدی محلہ

تاریخ طبع از طبع وقاد و ذہن نقاد حضرت مولف صاحب مدظلہ

اہ نون کیا فضل و لطف فالق الاصباح ہے کیونکہ مصباح الادلہ طبع ہوتا ہی جواب خانۂ سنت کا در جو کہولنا منظور ہے تہا ادلہ کا ملہ بے شک ادلہ ناقصہ نفس امارہ کی سرکو کاٹ کر کہہ سال طبع	ہی شب قدر آج شب ان ذرہ استفتاح ہے ظلمت بدعت کا دافع کیا ہی یہ مصباح ہی اسکو تو ہی اہل سنت یہ عجب مفتاح ہی در جواب اوسکی چہپا یہ قوت ارواح ہے شر بدعت کیلیے احسن یہی اصلاح ہے

تمت تمام شد

الحمد للہ کہ تتمہ رسالہ مصباح الادلہ مسمی بجواب الالتماس معہ ازالۃ الوسواس
از رشحات کلک ہدایت سلک جناب مولانا سید مندی محمد احسن صاحب امروہوی

کل شئ من ظریف ہو ظریف

سنی مذہبا والقادری نسبا دام ظلہ تعالی الی مدی الایام واللیالی

جواب الالتماس و ازالۃ الوسواس بقلب عبارات رسالہ معہ جواب تحقیقی و الزامی

جواب الجواب تو ہو چکی التماس اور یاد داشت بھی سن لیجیے ہمکو بالیقین آپکی تحریر سے معلوم ہوا ہے کہ اگر کوئی شخص ٹھکانیکی بات کہتا ہے تو آپ مضامین شعریہ وخیالیہ کہکر ٹالدیتی ہین یا سوال پر سوال کرنی لگتی ہین اور اس بہانہ سی جواب سے سبکدوش ہو جاتی ہین چنانچہ آپ نی رسالہ ادلہ کاملہ (برعکس نہند نام زنگی کافور) مین اول سی آخر تک یہی انداز اختیار کیا ہی اور شروع سی انتہا تک اسیکا نباہ کیا بحکم ذلک سو آغاز کردہ بر سازش باشد - اہل انصاف کو میری اس دعوی کی تصدیق کیواسطی یہ آپکا رسالہ ادلہ کاملہ اور نیز رسالہ مصباح التراویح ہر دو شاہد عدل کافی ہین کہ جنمین محض بی تعلق اور بی تکی باتین ذکر فرمائی ہین اور اسی

التماس مین تو آپنے بی تمی کو کمال ہی درجہ پر پہنچا دیا ہے و آہیات جاہلانہ تصور
کرکے جواب لکھنی کو طبیعت نہین چاہتی تہی کہ ع جواب جاہلان باشد خموشی
اور یہی وجہ ہے جو ارشاد ہوا کہ و اذا خاطبہم الجاہلون قالوا سلاماً لیکن باصرار
و فرمایش محبی و شفیقی مولوی عبد الحق صاحب مولف رسالہ تقریر دلپذیر برادر
زادہ مولانا عبید اللہ صاحب مصنف تحفۃ الاخوان و تحفۃ الہند و غیرہما من التصانیف
المفیدۃ چار و ناچار کچہ یہان بہی گذارش کرتا ہون خیر اوقات تو ضائع ہوگی
ہے ہمین جینا بنا چاری جو آگی تہا سو اب بہی ہی ؛ او نہین کار دل آزاری
جو آگی تہا سو اب بہی ہی ؛ اور غور سی دیکہی تو آپ نی پہلی ہی سی یہ انداز
اختیار فرمایا ہی بہلا جس بات کا آپ سی کوئی سائل ہو تو بموجب قانون مناظرہ
اور داب مباحثہ کی دلیل اپنے دعوی کی کیون نہین دیتی اور خلاف قانون
مناظرہ سوال پر سوال کیون کرتی ہو سچ فرمایا مولانا محمد حسین صاحب لاہوری
مدظلہ نے کہ یہ لوگ (یعنی مقلدین) اسی غرض سی (یعنی تا کہ کوچہ جواب سوالات
مطلوبہ مین قدم رکہنی کی نوبت برسون تک نہ پہنچی) ان باتوں مین بات کو ٹلاتی ہیں
اور حیلہ دہبانہ سی جوابدہی سی جان چہڑاتی ہین ورنہ کوئی تو انہین سی بجواب
سوالات اشتہار کوئی آیہ قطعی الدلالت یا حدیث صحیح صریح پیش کرتا اور بحث مقصود
کیطرف متوجہ ہوتا اور اس بات کا آجتک کسی نی فضلائی پنجاب و ہندوستان و
خراسان و عربستان سی حوصلہ نہ پایا اور باوجودیکہ کہ ایک سال سی زیادہ مدت
انکا تعاقب کیا گیا اور اشتہار مسائل عشرہ کئی دفعہ چہپکر ایک ایک کی گہر پہنچا کسی نے
جواب مطلوب نہ لکہا اکثر نی تو سوال پر سوال کرنیکو ہتہ کنڈا بنایا اور جہان اونکو
جگہ نہ پائی وہان سب و شتم و طعن و تشنیع کی سپر کو آڑ بنایا اور بعضون نی احادیث
ضعیفہ موضوعہ و آیات غیر متعلقہ کو پیش کیا الغرض مطلب کی بات ایک نی نہ لکہی

انتہی کلام مولانا مدظلہ العالی اور آپنے تو یہ سب چاپین چلین ہین اور جوش و خروش
ہم بیچارون پر اسکی علاوہ لیکین اس سی کیا ہوتا ہی کہ سے برہان قوی باید و
معنوی بد نہ رگہای گردن بحجت قوی بد آپ اپنی گہر کی خبر کیون نہین لیتے
کہ اجڑا جاتا ہے اور شجرہ تقلید شخصی جس نی دین اسلام کی رونق و تازگی کو
کہو دیا تہا وہ اب جڑ سی اوکہڑا جاتا ہے سنت نبوی کہلی جاتی ہی زمین تقلید
شخصی کی دہلی جاتی ہی اگر آپ کی پاس حدیث صحیح متفق علیہ نہین ہی تو الیبت و لعل
سی کیا فائدہ صاف کہدو بعدہ چاہی سائل بنکر مطالب مشار الیہ کی لیئی احادیث
موصوفہ بوصف مذکورہ ہمسی درخواست فرماو - اور ہماری جگر کو دیکہو کہ باوجود
اس تمہاری اولٹی چال کی ہمنی اپنی احادیث محتج بہا کی کچہ تشریح کر دی بنا ہا
اگر آپ کچہ نکرینگے تو ہم ہی انشاء اللہ تعالی کچہ نکرینگے مگر عند اللہ و برای خدا جو کچہ
آپ کرین فہم و انصاف سی کرین اور ہمون اور شرم و ہمو نکو مقدمہ دین مین
دخل ندین اور تعصب کو چہوڑین اور اس نارسائی پر خود رائی سی منہ موڑین
مقام تحیر ہے کہ مسئلہ عاشر کے جواب مین آپ نی بی اصل ہونیکا اقرار کر کے
پہر کچہ انکار سا کر دیا سے قسمت کی خوبی ہی کہ کہان ٹوٹی ہی کمند بد دو چار ہاتہہ
جبکہ لب بام رہگیا بد ورنہ مجہکو آپکی اس ظاہر پرستی اور خود رائی اور تقلید جہل
فی الجدید سے یہ اندیشہ ہے کہ آپ کسی نسخہ محرف فقہ اکبر مین لکہا دیکہکر متشابہات
تک پہنچین گے اور ید اللہ فوق ایدیہم اور الرحمن علی العرش استوی سے پہر و
خدا کو نعوذ باللہ مجسم بتانی لگین گے کیونکہ مبین کتاب الہی جو سنت رسول ہے
کہ السنۃ قاضیۃ علی الکتاب اوسکو تو واجب العمل جانتی ہی نہین اور ایک شق
آپکو اور پیش ہی کہ منیۃ کنز قدوری مین کہین اسکی تفسیر لکہی نہین اور مجہکو یہہ
اندیشہ ہے کہ آیہ فما استمتعتم بہ منہن فاتوہن اجورہن کو متعہ النکاح پر محمول کرو

کیونکہ جیسے احادیث قرارت فاتحہ خلف الامام وغیرہ کو نہین مانتی تو جو احادیث
اس آیہ کی مفسر و مبین ہین اونکو کب مانوگے اور مین جانتا ہون کہ آپ اپنا
کام کر چکے ہین کیونکہ ہر چند یہ بات بالخصوص آپکی نسبت نہین سنی گئی پر یہ
شور تو ایک مدت سی ہے کہ حضرت صاحب ہدایہ نی تجویز متعہ کی نسبت یہ
کہدیا ہے وقال مالک ہی جائزۃ اور قریب القیاس بہی ہے کیونکہ جب آپکی
نزدیک نکاح محرمات ابدیہ بہی منعقد ہو جاتا ہے تو نکاح متعہ نے کیا قصور کیا ہی
جو منعقد نہو ادہر عبداللہ بن مسعود وغیرہ کا منکر تحریم ہونا حدیثون مین مرقوم ہی
ہی اور آپ نی یہ انداز اختیار کر ہی لیا ہے کہ احادیث منسوخہ اور آثار صحابہ
مرجوع عنہا کو احادیث مرفوعہ صحیحہ نصوص قطعیہ صریح الدلالۃ پر مقدم اور مرجح
کر دیتی ہو یہان پر بہی وہی انداز مختار رکہوگے اور کیون چہوڑوگے بقول شخصے
قول مردان جان دارد علاوہ یہ کہ جب افترا باندہنا ہی ٹہیرا تو امام مالک کی
کیا خصوصیت ہے امام ابو حنیفہ سہی کل کو کوئی محشی ہدایہ کا یون لکہدیویگا کہ اصل
عبارت ہدایہ کی یہ ہے کہ المتعۃ جائزۃ عند ابی حنیفۃ وقال مالک باطلۃ ہی
اور مسائل فقہیہ کو کتاب و سنت پر عرض کرنیکا مسلک تو آپکا ہے ہی نہین جس سے
اصل حال معلوم ہو تو سب مقلدین اس طوفان بی تمیزی مین ڈوب ہی جاوینگے
اور چونکہ آپ بفضلہ تعالی قوت اجتہاد رکہتے ہی ہین مسئلہ نفاذ قضاء قاضی
بشہادت زور اور مسئلہ انعقاد نکاح محرمات ابدیہ وغیرہما مین آپکا اجتہاد مسلم العوام
کالانعام ہے ہی تو یہ کب ہو سکتا ہے کہ یہ شور اوپر ہی اوپر رہے - اور نیز یہ خوف
بہی مجہکو ایک مدت سی ہے کہ مبادا بعض مقلدین خدا کی ہاتہہ پاؤن کو ایسا ہی
سمجہنے لگین جیسے ہمارے تمہارے ہاتہہ پاؤن ہوتے ہین تامل رہیگا تو اتنا ہی
رہیگا کہ کاہیکے ہین چاندی کی یا سونیکی یا کاہی اور کے اور یہ خوف دو وجہ سے ہے

ایک تو بسبب وجوب تقلید شخصی کے کہ جتنی فرق باطلہ گمراہ ہوئی ہین اسی آفت تقلید سے
ضال ہو گئی ہین سچ فرمایا مولانا روم نے ؎ زانکہ تقلید آفت ہر نیکویست ٭ کہ بود
تقلید اگر کوہ قویست ٭ اور دوسری وجہ خوف کی یہ ہے کہ کنز قدوری منیہ مین
صفات الہیہ کا کہین بیان نہین اور کتاب و سنت بمقابلہ تقلید کے ساقط الاعتبار
مین قیاس ہی قیاس رہگیا سو قیاس مین ایسے ہاتھ پاؤن آتے نہین جو ہمارے
تمہارے ہاتھ پاؤن کی مانند ہون - اور اس تقلید جبل فی الجبید سے مجکو یہی
اندیشہ ہے کہ آیات قرآنی اور تمام احادیث صحاح و حسان جنکا مضمون ہدایہ مین
مین مندرج نہین ہے اونکو معارض ہدایہ تصور کر کے پایۂ اعتبار سے ساقط
فرماوو گی کیونکہ حدیث گو صحیح ہی کیون نہو پر کہین ہدایہ کو پہنچتی ہی حدیث مین تو یہ احتمال
موضوع ہونیکا منکر ہونیکا مضطرب ہونیکا اور دیگر دس طرحکی احتمال ہین و اذا
جاء الاحتمال بطل الاستدلال بعد ان احتمالون کثیرہ کے اگر تھوڑی سی حدیثین باقی
بھی رہین تو اونپر عمل کیا جاوی یہ تو مثل مشہور ہی ہے کہ سو مین رہے سے
آدہے گئے بٹ یعنی چارون اماموں نے حدیثین بٹ ہی گئی ہین باقی دس دو نگا
دس دلا دو نگا دس کا دینا کیا اور فرض کیا کہ حدیث صحیح متفق علیہ نص قطعی
صریح الدلالت بھی ہو تو بھی احتمال ہے کہ منسوخ ہو خصوصاً جبکہ کچھ لحاظ ہٹ
دہرمی کا بھی رہے تو یہ بھی احتمال ہے کہ مخصص ہو یا مقید ہو یا مؤول ہو یا معارض
ہو وغیر ذلک من الاحتمالات الکثیرۃ التی تجری فی احادیث النبی الامی ولا تجری
فی اقوال المنقولۃ عن الامام الاعظم الاعلم بل فی غیر المنقولۃ عنہ ایضاً لا تجری
علاوہ یہ کہ کتاب و سنت کی رد و نفی کے واسطے قطع نظر ان احتمالات مذکورہ کے
جو گیارہ شبہات کہ حضور نے اسجگہ وارد کیے ہین یہی کافی و وافی ہین ایک تو
وہ احتمالات مذکورہ تہی ہی اور ایک یہ شبہات ہوئی تو اب ایک در ایک گیارہ

ہو گئے اور پھر جب سے ابتک اور بھی اعتراض اپنے ذہن نقاد اور طبع وقاد سے
پیدا کیے ہی ہونگے کتاب ہدایت المسلمین پادری عماد الدین کی آپکے پاس
موجود ہوہی گی جس سی اور شبہات بہت سے آپ لکھہ سکتے ہین اور فارغ البال
نہین بیٹھہ سکتے ع بیکار مباش کچھہ کیا کر نہ کپڑے ہی ادھیڑ کر سیا کر بہ زندگی
کا کیا بھروسا ہے مبادا کل کو موت آجاوی اور اعتراض کرنا کتاب و سنت پر
باقی رہجاوی ع ساقیا یہان لگ رہا ہے چل چلاؤ نہ جب تلک بس چل سکے
ساغر چلے ؛ اور یاد رکھیے کہ این ہمان سنگ ہست کہ بر سر من زدہ بودی آپ
آپ کے مقابلہ کو ہم بھی حاضر ہین بسم اللہ این گو و این میدان لکلّ فرعون موسیٰ
آپ نے سنا ہی ہوگا اب آپکے کل وسواس بے اساس کو بعینہ نقل کر کے جواب
دیتا ہون وسوسہ اول از طرف حنفیہ اگر حدیثون اور روایات تواریخ سے
بہ نسبت قرآن شریف کفار کا ریب و تردد مین ہونا سمجھہ مین آتا ہے تو قرآن مین
لاَرَیْبَ فِیْہِ فرمانے مین جس سی بوجہ وقوع نکرہ فی سیاق النفی بالکل ریب و تردد
کا نہونا ثابت ہوتا ہے کیطرح دلمین کیون نہو مگر ان آپکو یہ کہنے کی گنجایش ہے
کہ قرآن شریف مین ریب کی نفی ہے احادیث و تواریخ مین یقین بطلان قرآن کا
مذکور ہے مگر اسکو کیا کیجیے کہ بہت سے ضعفا کو تردد بھی ہوا دوسرے نفی لاریب
ایسی ہے جیسی نہی لا تقل لہما اُف جیسی اوس سی بدلالۃ النص ضرب وغیرہ
کے نہی نکلتی ہے ایسی ہی لاریب سی یقین بطلان کی نفی نکلتی ہے بہر حال
لاریب فیہ لاریب آپکی نگاہ ہونمین اکثر احادیث و تواریخ بلکہ مشاہدات کی نسبت
موجب ریب ہوگا ازالۃ الوسواس از جانب محمدیہ ارباب الباب پر بخوبی
واضح و لایح ہے کہ کوئی سوال ان گیارہ سوالونمین سے استحقاق جواب نہین رکھتا
کیونکہ سوال بمقابلہ سوال ہے اور نیز کوئی غرض صحیح قابل سماعت اہل انصاف

۱۲۴

ان سوالونکی کرنیسے معلوم نہین ہوتی اور کوئی سوال ان گیارہ سوالونمین سے
جواب سوالات عشرہ سے بہی بہ تعلق صحیح تعلق نہین رکہتا نہ تعیین مراد کے
غرض پر حمل ہو سکتے ہین نہ تمہید مقدمات ضروریہ بن سکتے ہین بلکہ فرار عن المناظرہ
سے تعلق رکہتے ہین اور اگر یہ غرض ہے کہ جیسی ان گیارہ سوالات کے
جواب ظاہر اور روشن ہین اسیطرح تمہارے دس سوالات کے جواب ظاہر
ہین تو یہ بات بہی بالکل غلط ہے عرصہ قریب دو برس کا ہوا اجتک کسی سے
ہمارے سوالات کا جواب نہین ہو سکا اور تمنی بہی اتنا پتا ہی تبلا یا ہی
چنانچہ دیباچہ کتاب مین خود مقر ہو - اللہم الا ان یقال شاید آپکی یہ غرض ہو
کہ آیات اور احادیث مندرجہ سوالات یازدہ مین جسطرح تم تاویلات کرتی ہو
اوسیطرح ہم بہی مسائل عشرہ مین تاویل کرتے ہین اقول یہ قیاس آپکا محض
غلط اور مع الفارق ہے اولا تو بایں وجہ کہ یہ شبہات آپکے فریقین کی نزدیک
مردود اور ہبار منثورا کے مصداق ہین بخلاف مسائل عشرہ کے پہر اون اعتراضات
مسلم الرد فریقین کو آپ یہان پر کیون وارد کرتے ہین و ثانیا بایں وجہ کہ ان آیات
اور احادیث مین جو تم ایراد تعارض کرتے ہو وہ ایسا ہی جیسا کوئی کہے کہ
بہت سی آیات سے تو نماز کی فرضیت پائی جاتی ہے اور لا تقربوا الصلوۃ
سے عدم فرضیت بلکہ حرمت اوسکی ثابت ہوتی ہے تو کلام الٰہی مین باہم
تعارض اور تناقض ہوگیا اور من عند اللہ نہوا - سو ایسا شبہ کرنا عقلا سے نہایت
بعید ہے اور ثالثا بایں وجہ کہ بموجب مذہب اہل حق کے جسکو ہم دیباچہ رسالہ منیر
درباب عمل بالکتاب والسنۃ مشرح و مفسر کر آئی ہین یہ سوالات کسیطرح وارد نہین
[illegible] ہین اور رابعا [illegible] کہ بموجب مسلک تقلید کے تمپر ہی عائد ہوتی ہین اب
[illegible]

کل وسواس کی کندہ کیجاتی ہے دیکھئے اور سنئیے کہ یہ اول شک اور وسوسے آپکا
بطور مثل کے ایسا ہی کہ کوئی اندہا وقت دوپہر کے دہوپ مین بیٹھہ کر کہے کہ
مجھکو تو آفتاب کی روشنی نظر نہین آتی اور وجود ضوء شمس مین مجھکو شک ہی اور
یہ جو حرارت دہوب کی مجھکو معلوم ہوتی ہی وہ شاید کہ آگ کی حرارت ہو کیونکہ
مانا مین نے کہ حرارت آفتاب کی ایک اثر ہے اوسکے آثار سے لیکن آثار کا موثر
سے عام ہونا ادلہ کاملہ کے صفحہ ۴۴ سطر اول مین لکھا ہوا ہے جناب من آپ
شک وریب اوسکا کسی اہل عقل کے نزدیک سوائے آپکے ایسا نہین کہ اوسکا وجود
معتبر مانا جاوی اور بموجب مسلک اہل حق کے لاریب فیہ کے یہی معنی ہین کہ
قرآن شریف کا من عنداللہ ہونا بسبب سطوع برہان کی مانند آفتاب کی ایسا روشن
ہے کہ کوئی شخص بصیر وبینا بعد حاصل کرنے نظر صحیح کے اوسمین شک وریب نہین
کر سکتا اور تعلق ریب کیواسطے فی نفسہ وہ قابل نہین ہو سکتا اور اگر کسی اندہی کو
یا جسکی نظر صحیح نہو اوسکا من عنداللہ ہونا نظر نہ آوی تو قرآن شریف مین کیا جرح
وقدح ہوا ــ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ٭ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ٭ اور لاریب فیہ کے
یہ معنی نہین ہین کہ اس قرآن مین کوئی شخص ہیئے کا بیوٹا ہوا بہی شک نکریگا
البتہ اگر یون ارشاد ہوتا کہ لا یرتاب فیہ احد من الاغبیاء ولن یشک فیہ واحد
من الاغوياء تو یہ ایراد آپکا البتہ وارد ہو سکتا تہا ایسے لوگون کے شک و
ریب کا وقوع مین آنا تو آیت وان کنتم فی ریب مما نزلنا سے پایا ہی جاتا ہے
اور فاتوا بسورۃ من مثلہ سے تعلیم برہان مزیل شکوک اہل طغیان کا ارشاد
ہوا ہے جسکی تفسیر ہمنے دفع دفعہ خامس مین کی ہی فتذکر اور پہر یہ گذارش
ہے کہ آپنے لاریب فیہ کو ہدی للمتقین سے قطعاً کیون علیحدہ کر دیا یون ہی
سمجھ لیا ہوتا کہ لاریب فیہ [illegible] ہدی للمتقین [illegible] اور [illegible] ہے کہ [illegible] مرضہم [illegible] سے کرایا تہا

اور عامل اوسکا ظرف کو جو صفت منفی واقع ہے سمجھ لیتے غرضکہ اہل حق آپکے
اس وسوسہ کے بہت جواب دندان شکن دے سکتے ہین لیکن چونکہ اس آیہ کی
تفسیر مین کوئی قول امام صاحب کا منقول نہین ہے تو مقلدین امام کو اسکے
جواب مین بڑی دقت واقع ہوگی کیونکہ اگر کوئی جواب دیا بہی تو اوسکی جواب کے
مطابقت تفسیر امام سے کیونکر معلوم ہو ہدایہ شرح وقایہ کا تو ذکر ہی کیا ہے
حضرت قاضیخان نی بہی تفسیر اسکی کہین نہین لکہی پس یہ ایراد آپہی پر وارد ہے
نہ ہمپر یہ الزام اہل حق پر لگانا محض خلاف نفس الامر ہے آپکو اس مقام پر
بڑا سہو ہوا ایسا نہین چاہیئے ؎ خود فراموشی کند تہمت وہد اوستاد را ہ آپ یکہ
یہ الزام اہل حق پر لگا کر اولٹے لینے کے دینے پڑگئے ؎ مین الزام اونکو دیتا تہا
قصور اپنا نکل آیا ہ وسوسہ دوم از طرف حنفیہ آگی فرماتی ہین ہدی للمتقین اِلا
اختصاص اسحاب بشیر ہے کہ فاسقونکو ہدایت ہونا کافرونکو بہر تیسیر ان اللہ لایہدی
القوم الکافرین اسکے موافق بلکہ اس مضمون مین اوسی سے بڑہکر اوسا کثر جادیث
صحیحہ اور تواریخ معتبرہ اور اخبار متواترہ ہدایت کفار وفساق پر شاہد سو بوجہ مجمل
مشار الیہ بمقابلہ قرآن وہ احادیث واخبار کاہیکو مقبول ہونگی بلکہ شامل مذہب ہنود
کہ غیر ونکی ہنود ہونیکی امید ہی نہین قطع امید ہدایۃ کی ہدایت ہوگی ازالہ
وسوسہ از طرف محمدیہ جنابمن جب زنگ تقلید دلپر دوڑ جاتی ہے تو پہر اوسکو
ہدایت کتاب وسنت کی نفع نہین دیتی ؎ آہنی را کہ موریانہ بخورد نتوان
برد از و بصیقل زنگ بد اندرینصورت ہدایت بمعنی دلالت موصلہ الی المطلوب کیونکر
متحقق ہو جو ہدی للمتقین تو صادق ناوے اور ہدی للکافرین صادق آوے
بلکہ یہانپر تو ان اللہ لایہدی القوم الکافرین ہنے صادق ہوگا کیونکہ جب غلاف
تقلید نے دلکو ڈہک لیا تو پہر اوسمین نور علم اور ایمان کا کیونکر پہنچے ختم اللہ علی

126

قلوبہم وعلے سمعہم وعلی ابصارہم غشاوۃ کے جو مصداق ہین وہ کیونکر مہدی اور
مہتدی ہوسکتے ہین سہ بند آہن راتوان کردن جدا ۞ بند غیبی را ندانند کس دوا
یہ تو وہ پردے ہین جو اللہ تعالی نے اہل تقلید کے دلونپر ڈال رکہے ہین
جو حق کے منکر اور اوسکے قبول کرنیسے متکبر ہین اور انہین پر دونکی مثل کانونکا
بوجہہ اور انکہونکی نابینائی اور چہپا ہوا پردہ ہے ان آیات مین قال اللہ تعالے
وجعلنا بینک وبین الذین لا یؤمنون بالاخرۃ حجابا مستورا وقال تعالی وجعلنا
علی قلوبہم اکنۃ ان یفقہوہ وفی اذانہم وقرا اور بعض دل تو بالکل اوندہے ہی
مخلوق ہوئی ہین واللہ ارکسہم بما کسبوا صاحب اس دل کا باطل کو حق جانتا ہے
اور ارباب باطل سے محبت کرتا ہے اور حق کو باطل سمجہتا ہے اور اہل حق سے
عداوت رکہتا ہے اگر آپکو اس میری گذارش مین شک ہو تو ذرہ حال بعض
حضرات مقلدین کا ملاحظہ فرمائیے کہ گروہ اہل حق عامل بالحدیث سے کسطرح
پیش آتے ہین اور کیسا کیسا تشدد وکسقدر شد ومد سے کرتے ہین اپنی ایسی حرکات
سے ایک زمانہ کو زیر و زبر کر رکہا ہے اگر بامعان نظر ملاحظہ فرماوے گے تب بالجزم
ثابت ہوگا کہ ہدی للمتقین بلام اختصاص ہی ٹہیک ہی اور اگر آپ ہدایت کو بمعنی
مطلق دلالت اور ارادۃ الطریق کے مراد لیتے ہین تو البتہ کلام اللہ تعالی کا
اس اعتبار سے سب کے واسطے ہدایت ہے مومن ہو یا کافر مقلد ہو یا محمدی
تو اس نظر سے ہدی للناس بہی فرما دیا ہے تخصیص متقین اس مقام پر اسوجہ سے
ہے کہ اس دلالت سے انتفاع ابتدا اونہین کو حاصل ہوا ہے اور غیر متقین
کو بسبب اڑجانے تقلید پر بعوض شفا کے مرض اور خسارا زیادہ ہوا قال اللہ
تعالی وننزل من القران ما ہو شفاء ورحمۃ للمومنین ولا یزید الظالمین الا خسارا
وقال تعالی فی قلوبہم مرض فزادہم اللہ مرضا اور یہ بات تو بدیہی ہے کہ غذائی صالح

حالت صحت مین اپنے نفع دیتی ہے نہ حالت مرض مین آفتاب و چراغ سب کے
واسطے روشنی کا موجب ہے لیکن اندہا اوس سے مستثنے ہے مشہور مثل ہے

آنکس کہ چراغ نہ بیند بچراغ چہ بیند ولنعم ما قیل لیلی بوجہک مشرق وظلامہ
فی الناس سار و الناس فی سدف الظلام ونحن فی ضوء النہار ماشاء اللہ
ابتو آپکی طبع وقاد کی جولانیکی نوبت یہانتک پہنچی کہ بمقابلہ سوالات عشرہ
قیاسیہ کے کتاب سنت کے واجب الاذعان ہونیمین شبہات ہونے لگے
مجہکو تو یہ خوف بسبب آپکی تقلید کے اول ہی سے تہا ۔ من ازان حسن روز
افزون کہ یوسف داشت دانستم ٭ کہ عشق از پردہ عصمت برون آرد زلیخا را ٭ اگر
رہی قطع امید ہدایت اوسکا یہ حال ہے کہ باوجود یاس کے بہی دعوت طرف عمل
بالسنت اور اتباع حدیث کی ہمیشہ رہیگی قال المولوی المعنوی مثنوی لیک دعوت
وارد ست از کردگار ٭ با قبول و ناقبول او را چہ کار ٭ نوح نہصد سال دعوت مینمود ٭
دمبدم انکار قومش می فزود ٭ ہیچ از گفتن عنان واپس کشید ٭ ہیچ اندر غار خاموشی
خزید ٭ زانکہ از بانگ و علالای سگان ٭ ہیچ واگردد ز راہی کاروان ٭ یا شب
مہتاب از غوغای سگ ٭ سست گردد بدر را در سیر تگ ٭ مہ فشاند نور و سگ
عوعو کند ٭ ہر کسے بر خلقت خود می تند ٭ ہر کسی را خدمتی داده قضا ٭ در خور آن
گوہرش در ابتلا ٭ وسوسہ سوم قولہ اور بمقابلہ اذا قمتم الی الصلوة فاغسلوا وجوہکم
وہ احادیث جنسے ایک وضو سے کئی نماز و نکا ادا کر لینا ثابت ہوتا ہے کیونکر
مقبول ہونگی انتہے ازالۃ الوسواس یہ اعتراض بہی آپ ہی کی مسلک پر وارد
ہوتا ہے چنانچہ جا بجا واسطے محافظت وجوب تقلید شخصی کے کہین آیات قرآنی
کو واجب الغا جانتے ہو اور کہین احادیث صحاح کو ساقط الاعتبار گردانتے ہو
اور کہین دونون سے دستبردار ہوتے ہو اور ہدایہ کے فرمانبردار دفع جادم

مجبور ہوکر یہ کیا کہ احادیث صحاح صریح الدلالت کو بمقابلہ آیت فاذا قرأ القران فاستمعوا له وانصتوا کے واجب الرد کردیا علے ہذا القیاس باقی دفعات مین خصوصا مسئلہ نفاذ قضا مین دونون سے ہاتھ دہو بیٹھے سچ فرمایا مولانا محمد حسین لاہوری مدظلہ نے وہو ہذا پس ایسے شیر بہادر ونسے یہ بھی بعید نہین کہ صاف کہدین کہ آنحضرت نے اس آیت کے معنی سمجھنے مین غلطی کی کہ مقتدیونکو قرارت فاتحہ کا پیچھے امام کے امر فرمایا فحوائے کلام اور مقتضائے مقام تو یہی ہے کہ سبھی حنفیے جو آنحضرت کی حدیث کو صحیح مانکر قدح وجرح سے سالم جانکر اوسکے مقابلہ مین قران کی آیت پڑہ دیتے ہین بیشک یہی اعتقاد رکہتے ہین کہ آنحضرت نے اس آیہ کے معنی نہین سمجھے ورنہ حدیث کے مقابلہ مین کبھی قران نہ پڑہین بلکہ دونونکو باہم موافق کرین ولیکن چونکہ یہ بات صاف صاف عوام مین نہین کہہ سکتے اسلیئے وہ ایک ٹٹی کی آڑ مین شکار کہیلتے ہین اور اس بری اعتقاد کو اس قاعدہ کے ضمن مین ظاہر کرتے ہین کہ آیت قطعی ہوتی ہے اور حدیث ظنی اور قطعی کے مقابلہ مین ظنی پر عمل جائز نہین ہے مگر چونکہ اس قاعدہ کے پابند نہین رہتے اور جہان اس قاعدہ پر چلنے سے مذہب امام کی پیروی چہوٹتی ہے وہان اس قاعدہ کو بالائے طاق رکہدیتے ہین اور بمقابلہ آیت قطعی کے حدیث ظنی بلکہ قول صحابی بلکہ رائے فقیہ سے تمسک کرتے ہین تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ قاعدہ انکا محض انکار عمل بالحدیث کی لیئے آڑ ہے اور در حقیقت یہ قول امام کو حدیث پر مقدم سمجہتے ہین اور اونکے فہم کو آنحضرت کی فہم سے اچھا جانتے ہین اب مین واسطے تصدیق اپنے دعوے کے ایک مثال جس سے یہ ثابت ہو کہ قاعدہ انکا محض انکار کی آڑ ہے اور حقیقت مین وہ اوسکی پابند نہین ذکر کرتا ہون مسئلہ جمعہ قران مین یون ناطق ہے اذا نودی للصلوة

من یوم الجمعة فاسعوا الی ذکر الله وذروا البیع یعنی جب اذان ہو دن جمعہ کے تو
دوڑو طرف ذکر خدا کے یعنی نماز جمعہ کے اور سودا تجارت چھوڑ دو تو دیکہو یہہ
صریح ہے اسمین کہ جمعہ کے واسطے بادشاہ یا شہر یا بازار ہونیکی کچھ شرط نہین
پہر حنفیہ اس آیہ کو نہین مانتے اور اوسکو بمقابلہ ایک قول صحابی کے بلکہ
بقول ایک عالم مذہب حنفی جسکا قول بالاتفاق حجت نہین ترک کر دی ہے
اور کہتے ہین کہ جہان شہر نہین بازار و کوچہ نہین وہان جمعہ صحیح نہین چنانچہ
ہدایہ مین کہا ہے بعد نقل عبارات ہدایہ وغیرہ مولانا ممدوح فرماتے ہین کہ
ان عبارات مین غور کرکے انصاف سے کہنا چاہیے کہ بیان قرآن پر سے
عمل کہان چلا گیا اور اس قاعدہ کو کون لیگیا اس سے معلوم ہوا کہ یہ پابند قاعدہ
کے نہین ہین بلکہ پابند تقلید امام کے ہین پس اگر اسکی محافظت قرآن کی اخذ
کر نہین دیکہتی ہین تو اوسکو ہاتھ مارتے ہین اور اگر وہ تقلید حدیث پر عمل
کرنیسے قایم رہتی ہے تو اوسکی طرف دوڑتی ہین یہانسے صدق کلام امام
رازی کا معلوم ہوا جو اونہی کہا ہے کہ مذہب حنفی قانون مستقیم پر مبنی نہین ،
کبہی قرآن کیطرف رجوع کرتے ہین کبہی قیاس کیطرف کبہی حدیث کیطرف
دوڑتے ہین کبہی آثار کیطرف الی آخر ما نقل کلام الرازی ثم قال اور یہ طریق
انکا خلاف طریق سلف صالحین صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین خصوصًا امام ابو حنیفہ
کے ہے بلکہ ارشاد آنحضرت کے جو سب اماموں کے امام ہین نیز مخالف ہے آنحضرت
صلعم کے قول سے ثابت ہے کہ حدیث وجوب اتباع مین مثل قرآن ہے اور ائمہ دین
سلف صالحین سے ماثور ہے کہ حدیث قرآن مجید سے وجوب اتباع مین سبقت
رکہتی ہے نہ اسوجہ سے کہ رتبہ آنحضرت کا رتبہ جناب باری سے بالا ہے اور نہ
اسوجہ سے کہ پایہ ثبوت حدیث کا ثبوت قرآن سے اعلی بلکہ اسوجہ سے کہ قرآن میں

اجمال وابہام ہوتا ہے اور حدیث اوسکی مفسر و مبین ہوتی ہے اسلیئے اونہون نے
یہ اتفاق کر کر کہا ہے کہ السنۃ قاضیۃ علی کتاب اللہ ولیس کتاب اللہ بقاضیۃ
علی السنۃ یعنے حدیث قرآن پر حاکم ہے اور قرآن حدیث پر حاکم نہین انتہی کلام
مولانا الحاصل ہمارے مسلک کی بموجب جو حتی الوسع اور مہما امکن توفیق اور
تالیف بین الادلہ ہے یہ اعتراض تمہارا ہرگز وارد نہین ہوتا کیونکہ یہان پر ہم
صیغہ امر کو واسطے ندب اور استحباب کے لیتے ہین حالت وجود طہارت مین یا
اذا قمتم الی الصلوۃ کو جو مطلق ہے مقید کرتے ہین ساتھ قید محدثین کے اور
وہ احادیث جنسے ایک وضو سے کئی نمازونکا ادا کر لینا ثابت ہوتا ہے وہی
اس مطلق کیواسطے موجب تقیید واقع ہونگی بموجب ہمارے مسلک کے

وسوسہ چہارم اور حدیث ان المومن لا ینجس انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس
کے بعد بھی اسلئے کیونکر لائق قبول ہوگی کہ اہل بیت جنمین بدلالت لفظ اہل بیت
خود حضرت رسول اللہ صلعم بھی داخل ہین چہ جائیکہ اور کاملان وقت زمرہ
اہل ایمان سے نعوذ باللہ خارج ہین ازالۃ الوسواس یہ اعتراض بھی
مسلک مقلدین کے بموجب اونہین پر عائد ہوتا ہے کیونکہ پانی مستعمل ایک
مومن کا امام کے مذہب مین نجس ہے اندرینصورت تمام مومنین نعوذ باللہ
نجس ہوئی کیونکہ بغیر نجس ہونے مومن کے پانی مستعمل اوسکا کیونکر نجس ہوگا
تو تمام اولیا و صلحا و تابعین و صحابہ و اہلبیت حتی کہ رسول اللہ صلعم مقلدین کے
نزدیک نعوذ باللہ نجس ہوئے اور حدیث ان المومن لا ینجس قول امام سے منسوخ
رہیگی اور آیہ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس امام کے قول کے مؤید یا یون کہو
کہ یہ تمام کمل مومنین زمرہ اہل ایمان سے خارج ہونگے لاکن جبکہ قلادہ تقلید شخصی
کو توڑ ادوی اور مذہب تحقیق و مسلک عمل بالکتاب والسنۃ اختیار کیا جاوے

تو یہ اعتراض ہرگز ہرگز وارد نہین ہوتا اور درمیان آیت اور حدیث کے کچہ تعارض
نہین کیونکہ حدیث مذکور مین حالت جنابت کا مذکور ہے اور نجاست جنابت کی
نجاست حکمی ہے کہ شارع علیہ السلام نے ساتھہ اوسکے حکم کیا ہے اور غسل اسکا
واجب کیا ہے اور ظاہر ہے کہ جنابت سے آدمی خواہ مومن ہو یا کافر حقیقتاً
نجس نہین ہوجاتا ہے اور اسلیئے پسینا اور جہوٹا جنبی کا پاک ہے اور مصافحہ
اور اوٹہنا بیٹہنا ساتہہ اوسکے اور مخالطت کرنا اوس سے بہی جائز ہے اب واسطے
تصدیق اس بیان کے دیکہو کل حدیث کو جسکا ٹکڑا اتنی بطور رغبت ربود کے
ذکر کیا ہے عن ابی ہریرہ قال لقینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا جنب
فاخذ بیدی فمشیت معہ حتی قعد فانسللت فاتیت الرحل فاغتسلت ثم جئت
وہو قاعد فقال این کنت یا ابا ہر فقلت لہ فقال سبحان اللہ ان المومن لاینجس
ہذا لفظ البخاری ولمسلم معناہ وزاد بعد قولہ فقلت لہ لقیتنی وانا جنب فکرہت
ان اجالسک حتی اغتسل وکذا البخاری فی روایۃ اخری فان قیل کہ جب کافر
جنبی بہی بسبب جنابت کے مثل خنزیر وغیرہ کے موجب تمہارے قول کے
نجس نہین ہوتا ہے تو اس حدیث مین تخصیص مومن کی نہین فرمائی اقول
تخصیص مومن کی اسواسطے فرمائی ہے کہ حدیث مذکورہ مین بیان مصافحہ
اور ملاقات کا ہے اور کافر مین ایک قسم کی نجاست یعنی نجاست اعتقادی ہے
کہ جسکے سبب سے مومنین کو اوس سے اجتناب کرنا چاہیئے جیسا کہ نجاسات سے اجتناب
کرتے ہین اور مصافحہ اور معانقہ اور مخالطت کرنا اوس سے جائز نہین لہذا
حضرت علیہ السلام مومن کو تخصیص کرکے فرماتے ہین کہ المومن لاینجس حاصل
یہ کہ مومن مین نجاست اعتقادی نہین اور بسبب جنابت کے بہی جسم اوسکا نجس
نہین ہوتا تو معانقہ اور مصافحہ اوس سے کیون جائز نہو بخلاف کافر کے کہ اگرچہ

بسبب جنابت کے وہ بھی نجس نہین ہوتا لیکن بسبب خبث عقائد کے بحکم انما المشرکون
نجس سزاوار مصافحہ و معانقہ وغیرہ بھی نہین تو حدیث مذکور مین وجہ تخصیص
مومن کے ساتھ ذکر کے ظاہر ہے پس حدیث سی اتنا ہی ثابت ہوا کہ جنابت
سے مومن نجس نہین ہوجاتا - اور آیہ مین رجس سے مراد بموجب مسلک
اہل حق کے رذائل اور گناہ کی باتین ہین جو نفس کی ناپاک کرنیوالی ہین
اور مثل نجاست کے واجب الاجتناب ہین اور اونکا ذکر اللہ تعالی نے قبل
اس آیہ کے فرمایا ہے فلا تخضعن بالقول وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج
الجاہلیۃ الاولی بعد تخلیہ رذائل کے تحلیہ بفضائل کیطرف اشارہ فرماتی ہین
کہ اقمن الصلوۃ واتین الزکوۃ واطعن اللہ ورسولہ بعد اسکے ارشاد ہوتا ہے کہ
انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا غرضکہ بموجب مسلک
اہل حق کے آیہ مین جس نجاست اور رجس کا ثبوت پایا جاتا ہے حدیث مین اوسکی
نفی نہین اور حدیث مین جس نجاست کی مومن سے نفی ہے آیہ مین اوسکا
ثبوت نہین پایا جاتا تو تعارض و تناقض ہو تو کیونکر ہو ہان البتہ بموجب مسلک
مقلدین کے دو بلاؤن اور آفتونمین سے ایک بلا اور آفت کا وقوع ضرور ہے
چنانچہ اوپر ہم لکھہ آئے ولنعم ماقیل ؎ واہرب عن التقلید فہو ضلالۃ ۞ ان
المقلد فی سبیل الہالک ۞ وسوسہ پنجم اور بمقابلہ ان اللہ لا یغفر ان یشرک
بہ احادیث دالہ مغفرت کبار صحابہ جو بالیقین پہلے مشرک تہے کیونکر پایہ اعتبار
کو پہنچین گے بلکہ مشرک کی مغفرت کی امید ہی منقطع کیجاویگی گو تائب ہو کر
ولی ہی کیون نہو جاوی اور پہر اسوجہ سے بعد ضم ضمیمہ جبلالہ شر کا عجب
نہین حضرت آدم علیہ السلام کی مغفرت مین بہی تامل ہو ازالۃ الوسوسہ
آپ ہر جگہ آیات اور احادیث مین دعوی تعارض کرتے ہین اور کسی دلیل سے

تعارض کو ثابت نہین کرتے مدعی بنکر اپنے دعوی کو بے دلیل چھوڑ دینا کیسی
ہٹ دہرمی کی بات ہے مین دریافت کرتا ہون کہ اہل حق کا وہ کونسا مسلک
ہے جسکے بموجب یہ شبہ آپکا وارد ہوتا ہے اہل حق تفسیر قرآن کی یا تو خود قرآن
سے ہی کرتے ہین کہ ع تصنیف را مصنف نیکو کند بیان ؂ یا حدیث سید الانس
والجان کو مفسر اور مبین اوسکا مانتے ہین اور قول صحابہ وتابعین کو بھی بیان
قرآن جانتے ہین اور اظہر من الشمس ہے کہ بموجب اس مسلک کی احادیث
اور آیات مین تعارض وتناقض ہرگز ہرگز قیامت تک آپ ثابت نکر سکینگے
ولو کان بعضکم لبعض ظہیرا کتاب وسنت مین ایسے ایسے وسواس بے اساس
پیدا کرکے مصداق حدیث ذیل کیون ہوتی ہو عن زیاد بن حدیر قال قال عمر
ہل تعرف ما یہدم الاسلام قلت لا قال یہدمہ زلۃ العالم وجدال المنافق بالکتاب
وحکم الائمۃ المضلین رواہ الدارمی عوام لوگ تو آپکے ایسے ایسے وسواس بے اساس
دیکھکر آپکی نسبت طرح طرح کے گمان فاسد کرتے ہین اور خواص کو آپکے ان
سوالات بے محل پر ہنسی بھی آتی ہے اور افسوس بھی آتا ہے خیر بہر حال
آپکے اس وسوسہ کو بموجب مسلک اہل حق کے دفع کرتا ہون سنئیے کہ بدلائل
کتاب وسنت یہ بات ثابت ہے کہ توبہ سے جملہ معاصی کفر وشرک تک سب
مغفور ہو جاتے ہین قال اللہ تعالی قل للذین کفروا ان ینتہوا یغفر لہم ما قد سلف
وایضا قال اللہ تعالی ہو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ ویعفو عن السیئات
وانی لغفار لمن تاب وجاء فی الحدیث التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ وایضا
لو اخطاء احدکم حتے طلاع ما بین السماء والارض ثم تاب تاب اللہ علیہ وغیر ذلک
من الآیات الکثیرۃ والاحادیث التی یطول ذکرہا تو بموجب ان آیات اور
احادیث کے جو کافر ومشرک کفر وشرک سے توبہ کرکے اسلام مین داخل ہو جاوے

اور تقلید آبائی کو چھوڑ کر اقتدائی سنت نبی کو اختیار کرے تو پہلا کفر و شرک اوسکا
سب مغفور ہو جاویگا آگے رہا وہ کافر و مشرک جو آخر عمر تک تائب نہین ہوا
تو وہ کافر و مشرک البتہ مغفور نہوگا اور اوسکا شرک ہرگز نہ بخشا جاویگا سو ایسے
مشرک کے حق مین ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ فرمایا ہے اور اہل حق کی
نزدیک تخصیص عموم کتاب کے ساتھ خبر واحد کی بھی جائز ہے چہ جائیکہ خود
نصوص کتاب الٰہی مخصص واقع ہوئی ہون اب عرض یہ ہے کہ کبار صحابہ
جو پہلے مشرک تھے آپکے نزدیک تائب عن الشرک تھے یا نہین بشق اول
شرک سابق اونکا بعد توبہ مغفور کیون نہوگا اور اطلاق لفظ مشرک یا کافر کا
بعد توبہ اونپر آپ کس قاعدہ سے کرینگے بینوا توجروا اور بشق ثانی وہ صحابی
ہی نہین ہوے اندرینصورت اطلاق لفظ صحابہ کا آپ اونپر کسطرح کرینگے - آگے
جو ضمیمہ دمیمہ مین ارشاد ہوتا ہے کہ (بعد ضم ضمیمہ جعلا لہ شرکا ء عجب نہین کہ
حضرت آدم کی مغفرت مین بھی تامل ہو) مین پوچھتا ہون کہ آپنے حضرت آدم
کا شرک کونسے کلمہ سے ثابت کیا ہے اگر صیغہ تثنیہ جعلا نے آپکو اس وسوسے
مین ڈالا ہے تو پھر صیغہ ضمیر جمع یشرکون کو آپ کیا کیجیئے گا اور مرجع اوسکا
کسکو قرار دیجئے گا آدم و حوا کے سوا تیسرا شخص کہان سے لائیگا جو صیغہ جمع
صادق آوے اگر اونکی اولاد مین سے تیسرا شخص لوگے تو آپکا مقابل بھی
یہ کہہ سکتا ہے کہ جعلا لہ شرکاء کے معنی جعل اولادہما شرکاء ہین بطریق حذف
مضاف اور اقامت مضاف الیہ کے مقام مضاف کے جو محاورات عرب وغیرہ
مین کثیر الاستعمال ہے تو اسصورت مین شرک حضرت آدم کا کہان ثابت
ہوا جو آپکا دعویٰ ہے اور اگر یہ وسوسہ آپکو اس حدیث سے پیدا ہوا ہے
روی سمرة عن النبی صلعم قال لما ولدت حوا طاف بہا ابلیس و کان لا یعیش لہا

ولدٗ فقال سمّیه عبد الحارث فانه یعیش فسمّته فعاش فکان ذٰلک من وحی الشیطان
وامره رواه الحاکم وقال صحیح والترمذی وقال حسن غریب تو عرض یہ ہے کہ اس
حدیث مین شرک کرنا حضرت آدم کا کہان مذکور ہے یہ تو آپکی طوفان بندی
ہی ہے البتہ حضرت حوّا کی نسبت یہ مذکور ہے کہ اونہون نے فرزند کا نام
عبد الحارث رکہا پہر یہ گذارش ہے کہ عبد الحارث رکہنا شرک فی العبادۃ کسطرح
ہوا اسکو ثابت کیجیئے تب یہ شرک موجب دخول نار ہوگا البتہ اگر آپ یہ بات
بہ نقل صحیح ثابت کرین کہ حضرت حوّا نے حارث کو اپنا رب اور معبود اعتقاد کیا
تہا تب بہی فقط حضرت حوّا کا اشراک ثابت ہوگا نہ حضرت آدم کا جو نبی معصوم
عن الشرک تہی — پہر یہ گذارش ہے کہ ہمنے کوئی اقرار نامہ لکہدیا ہے جسکی
سبب ہمکو ضرورت واقع ہو کہ ان آیات کا نزول حضرت آدم اور حوّا کی نسبت
ہی اعتقاد کرین کیون نہین جائز کہ یہ آیات سوائی حضرت آدم اور حوّا کے
کسی اور کے حق مین نازل ہوئی ہون قال فی البیضاوی ویحتمل ان یکون
الخطاب فی خلقکم لآل قصی من قریش فانہم خلقوا من نفس قصی وکان لہا
زوج من جنسہا عربیۃ قرشیۃ وطلبا من اللہ تعالی الولد فاعطاہما اربعۃ
بنین فسمیاہم عبد مناف وعبد شمس وعبد قصی وعبد الدار ویکون الضمیر فی
یشرکون لہما ولاعقابہما المقتدین بہما انتہی اور پہر یہ گذارش ہے کہ ہمکو کونسی
ضرورت واقع ہے جو نزول ان آیات کا کسی خاص شخص کی ہی حق مین
معہ جملہ خصوصیات مندرجہ آیات کے مانا جاوے کیونکہ مقامات کثیرہ مین
پروردگار نے تقدیر ایک صورت فرضی کی کرکے صور جزئیہ بغرض بیان احکام
ارشاد فرمائی ہین اور تحقیق جملہ خصوصیات اون صور مذکورہ کا مقصود وغرض جملہ
نہین ہے کما قال اللہ تعالی کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ

دیکھو جیا نپر لازم نہین کہ جب یہ صفت موصوف ضروری پایا جاوے بلکہ مقصود
پروردگار عالم فقط زیادت اجر کی تصویر ہے اگر اتفاقاً کوئی صورت ایسی پائی
جاوے جسمین کل وہ خصوصیات یا اکثر اوسکے متحقق ہو وین تو فبہا وقال تعالی
من ہذا القبیل وَوَصَّینا الانسان بوالدیہ احسانا حملتہ امہ و وضعتہ کرہاً الآیہ وقال
تعالی واذا قیل لہم ماذا انزل ربکم قالوا اساطیر الاولین الایہ وقال تعالی
وقیل للذین اتقوا ماذا انزل ربکم قالوا خیرا وقال تعالی ضرب اللہ مثلاً قریۃ
کانت امنۃ مطمئنۃ الایہ وغیر ذلک من الایات الکثیرہ چنانچہ بموجب اس
بیان مذکورہ کے مولانا شاہ ولی اللہ صاحب فائدہ ترجمہ مین ارشاد فرماتے
ہین این تصویر است حال آدمی راکہ نزدیک ثقل حمل نیت خلاص درست کند
وچون فرزند بوجود آید آنرا فراموش سازد و در تسمیہ اشراک کند و ازینجا دانستہ
شد کہ شرک در تسمیہ نوعیست از شرک چنانکہ اہل زمان ما غلام فلان وعبد فلان
نام می نہند انتہی پس بموجب مسلک اہل حق کے آپکا اعتراض ہرگز وارد
نہین ہوتا اب مین دریافت کرتا ہون کہ اس آپکے وسوسں کا دفع بطور مذکور
امام صاحب سے تفسیر آیت مین منقول ہے یا نہین بشق اول مضامین مندرجہ
جواب آپ پر واجب التسلیم ہین ورنہ تقلید ٹوٹ جاویگی اور بشق ثانی
درصورت وجوب تقلید شخصی آیت کی تفسیر وتطبیق مذہب حق سے بغیر نقل
اقوال امام صاحب کے آپ کیسی کرینگے اندرینصورت آپ ایمان سے ہاتھ دھو
بیٹھین گے اور مورد اس اپنے اعتراض کے آپہی رہینگے اب اختیار بدست
مختار ہے چاہیئے ایمان سے دست بردار ہوجیئے چاہیئے وجوب تقلید سے
اگر ہمسے مشورہ لیتے ہو تو بحکم من ابتلی ببلیتین فلیختر اہونہما کے وجوب تقلید
ہی کو جانے دیجیئے اور یہ خوب یاد رکھیئے کہ اس قسم کے جسقدر سوالات

اور شبہات پیدا کرینگے اپنی تقلید ہی کی رسوائی ہویدا کرینگے وہم ما قیل نظم

یکے بر سر شاخ و بن می برید ٭ خداوند بستان نگہ کرد و دید ٭ بگفتا گر این مرد

بد میکند ٭ نہ با من کہ با نفس خود میکند ٭ وسوسہ ششم اور بمقابلہ و من یقتل

مومنا متعمدا اون احادیث کی آپ کا ہیکو سنینگے جن سے لا الہ الا اللہ

کہنے والونکی مغفرت نکلتی ہے ازالۃ الوسواس ہمارا کام تو یہی ہے کہ

آیات قرانی کو بھی سنین اور احادیث رسول مقبول سے تمسک کرین و انکار

علی رغم الحسود - اگر کسیطرحکا تعارض بظاہر بینہما معلوم ہو تو توفیق اور تلفیق دیکر

سب ادلہ پر حکم اعمال جاری کرین نہ تمہاری طرح حکم الغا و اہمال چنانچہ مسلک

ہمارا رسالہ مصباح الادلہ اور ملاحظہ دیگر رسائل سے بخوبی واضح و لائح ہوگا اور

اگر آپکو مضامین توفیق بین الادلہ مندرجہ رسائل بسبب قوت حافظہ یاد نہین

رہی ہون تو یہان پر سن لیجیے کہ صیغہ من یقتل اگرچہ عام ہے مستحل اور غیر مستحل کو

لیکن بدلائل کتاب و سنت ہماری نزدیک مخصوص ہے ساتہ مستحل کے یعنی جو شخص

مومن کے قتل کو حلال جانکر قتل کرے تو وہ مستحل قتل مستحق وعید مذکور کا ہی

اور وجہ تخصیص یہ ہے کہ تخصیص عام   کتاب کی ساتہ خبر واحد کے اہل حق کے

نزدیک جائز ہے کما مر مرارا ارشاد الفحول مین ہے اتفق اہل العلم سلفا وخلفا

علی ان التخصیص للعمومات جائز ولم یخالف فی ذلک احد ممن یعتد بہ وہو معلوم

من ہذہ الشریعۃ المطہرۃ حتی قیل انہ لا عام الا وہو مخصوص الا قولہ واللہ بکل شئی

علیم - اور پھر یہ گذارش ہے کہ ہمجگہ پر تعلیق کرنا قتل کا ساتہ وصف مومن کے

مشیر اور مشعر ہے علیۃ کو یعنی من یقتل مومنا لاجل ایمانہ اور ظاہر ہے کہ قتل کرنا

مومن کا بوجہ اسکے ایمان کے محض کفر ہے تو بھی قاتل مومن اسوجہ سے مستحق

وعید مذکور کا ہوا لیکن آپ اپنی فرمائیے آپنے تو ادلہ کاملہ مین وہ چال چلی ہے

اختیار کیا ہے جسکے سبب ان کل اپنے اعتراضونکے مورد خود ہی ہوگئے ہیں
اور ہمکو اور سوالونسے فارغ البال کردیا ہے ؎ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد
؏ خمیر مایۂ دکان شیشہ گر سنگ است ؛ جبکہ آپ تخصیص عموم آیہ واذا قرئ القرآن
کے ساتھ احادیث صحاح کے جائز نہین رکھتے تو پہر آپ اس امر کو کب
چہوڑینگے اور اون احادیث کو کاہیکو سنینگے جنسے لا الہ الا اللہ کہنے والونکی
مغفرت نکلتی ہے حالانکہ آیت واذا قرئ القرآن کے بعد مخصص متصل بہی اوسکا
موجود ہے یعنی واذکر ربک فی نفسک الآیہ اگر اب بہی اس بند تقلید کو توڑ دو
تو سب ایرادون سے محفوظ رہو ہیچ فرمایا شیخ علیہ الرحمۃ نے ؎ ز تقلید اندیشہ بسیار
واجب است ؛ کہ تقلید پابند ہر طالب است ؛ وسوسہ ہشتم اور بمقابلہ آیہ لا بیع
فیہ ولا خلۃ ولا شفاعۃ کے احادیث شفاعت کس شمار مین ہونگی ازالۂ وسوسہ
اگر مراد آپکی شفاعت سے شفاعت بلا اذن ہے تو حدیثون مین اوسکا ثبوت کہان
ہے اور محدثین شفاعت بلا اذن کے کب قائل ہین جو آپ کہتے ہین کہ احادیث
شفاعت کس شمار مین ہونگی اور اگر مراد شفاعت بالاذن ہے تو قرآن شریف
مین اوسکی نفی کہان ہین - الا من اذن لہ الرحمن وقال صوابا ۔ ومن ذا الذی یشفع
عندہ الا باذنہ وغیر ذلک من الآیات موجود ہین جو بطور تفسیر و بیان کے واقع
ہوئی ہین واسطے آیہ لا بیع فیہ ولا خلۃ ولا شفاعۃ کے اور مثل مشہور ہے کہ
تصنیف را مصنف نیکو کند بیان ؛ جناب من آپ الزام کے مورد ہم نہین ہوسکتے
قصور معاف لا تقربوا الصلوۃ پر عمل کرنا وانتم سکاریٰ کیطرف نظر نکرنا یہ تو کام آپکا
ہی ہے محدثین نے تو علم تطبیق و توفیق مین خوب ہی بحث کی ہے جس سے
ادنی درجہ کے طالب کتاب و سنت کو توفیق و تطبیق بین الادلہ معلوم ہوجاتی
ہے اور منافات ظاہری سب دفع ہو جاتی ہے - ہو تب تو اعمہ اور [illegible]

١٣٩

کہین عام کی تخصیص ہے اور کہین مطلق کی تقیید اور کہین تعدد حادثہ پر محمول وغیر
ذلک من التوجیہات اگر شک ہو تو تفاسیر اور شروح مصنفہ اہل حق کا ملاحظہ
کر لیجیے اگر یہ بھی میسر نہو تو رسائل مصنفہ اہل حق جو مسائل مختلف فیہا مین مولف
ہوئی ہین دیکھہ لیجیے اور یہ بھی میسر نہو تو اسی رسالہ مصباح الادلہ کو بشہود قلب
والقائی سمع سنیئے اور دیکھیے اور باقی مسائل محدثین کو مشتی نمونہ از خرواری
قیاس کر لیجیے اور اگر انداز صمٌّ بکمٌ عمیٌ کا ہی مختار ہے تو بجز فہم لا یرجعون
کے کیا توقع کیجاوے خیر انا للہ و انا الیہ راجعون وسوسہ ہشتم اور مقابلہ
مثنیٰ و ثلٰث و ربٰع حدیث اخبار تسعہ ازواج مطہرات ساقط الاعتبار ہون گے
یا نعوذ باللہ دشمنان نبوی صلعم کو مرتکب کبیرہ شنیعہ و مصر علی الکبیرہ اور جاہر
بالکبیرہ تصور فرماوینگے **ازالہ وسوسہ** اہل اسلام مین سوائی آپکے کونسا
فرقہ ہے جو حضرت کے مخصوصات کا قائل نہین اور ہمارا کونسا مسلک ایسا ہے
جس سے یہ الزام ہمپر عاید ہوتا ہے اور یہ افترا ہو رہا ہے ذرا اس حدیث کو خیال
کر لیا کرو ولا تاتو ببہتان تفترونہ بین ایدیکم و ارجلکم اول تو جو مخصوصات نبی
علیہ السلام کی احادیث سے ثابت ہین وہ بھی ہمارے نزدیک واجب القبول ہین نیز
خصوصًا باب النکاح کے مخصوصات وہ تو خود پروردگار عالم نے اپنے کلام پاک
مین منصوص کر کے بیان فرمادیے ہین حیث قال تعالی وامرأۃ مومنۃ ان
وہبت نفسہا للنبی ان اراد النبی ان یستنکحہا خالصۃ لک من دون المومنین
اگر اب بھی کچھ شک ہو تو سیاق و سباق آیت کو دیکھہ لو ہان البتہ بموجب
آپکے مسلک کے یہ اعتراض آپہی پر وارد ہوتا ہے و تقریرہ ہذا کتاب النکاح
مین ہدایہ وغیرہ کے حضرت علیہ السلام کی ازواج تسعہ مطہرات کے واسطے
امام ابو حنیفہ صاحب نے کہین جواز نقل نہین کیا آگے رہی کتاب سنت سو وہ بھی

۱۴۰

عمل کرنا ہوتے ہدایہ کے جائز نہین تو بالضرور حدیث اخبار تسعہ ازواج مطہرات

آپکے نزدیک ساقط الاعتبار ہونگے خصوصاً جبکہ یہ لحاظ کیا جاوی کہ حنفیہ کے

نزدیک سائر مومنین کا نکاح بلفظ ہبہ بھی منعقد ہوجاتا ہے حالانکہ عند اہل الحق

مخصوصات نبی علیہ السلام سے ہے تو جیسے انعقاد نکاح بلفظ ہبہ عند الحنفیہ

مخصوصات حضرت سے زنہار حالانکہ خالصۃ لک من دون المومنین صریح اور صریح وال

ہے تو تزویج ازواج تسعہ کی تجویز بنسبت نبی علیہ السلام کے جو ہدایہ وغیرہ مین امام

ابوحنیفہ صاحب سے کہین منقول نہین آپ کب تسلیم کرینگے اور نعوذ باللہ دشمنان

نبوی صلعم کو مرتکب کبیرہ شنیعہ ومصر علی الکبیرہ اور جاہر بالکبیرہ تصور فرماوینگے

وتعالی شان النبی المعصوم عن ذلک کلہ وسوسہ ہشتم اور بمقابلہ یوصیکم اللہ

حدیث نحن معاشر الانبیاء لا نورث مثل شیعہ دیوار سے ماری جاویگی ازالہ وسوسہ

اس سوال سے اگر یہ غرض ہے کہ آیت یوصیکم اللہ نص صریح قطعی الدلالہ قطعی

الثبوت ہے اور حدیث نحن معاشر الانبیا اگرچہ نص صریح قطعی الدلالہ ہے لیکن

قطعی الثبوت نہین بلکہ ظنی الثبوت ہے تو بموجب مسلک اشتہار مولانا مشتہر کی

آیت مذکورہ حدیث مسطورہ پر مقدم رہیگی بسبب قطعی الثبوت ہونیکی اور حدیث

ساقط الاعتبار ہوگی بسبب ظنی الثبوت ہونیکے اور بظن غالب مین جانتا ہون

کہ ان سوالات کے کرنیسے آپکی یہی غرض ہے سو گذارش خدمت عالی مین

یہ ہے کہ وقت تعارض کے ترجیح اور تقدیم نص صریح قطعی الدلالہ کے اوپر مخالف

ومعارض اوسکے یعنی اوس حدیث پر جو نص صریح قطعی الدلالت ہو مسلم ہے

اہل حق کا مسلک یہی ہے جس بنا پر سوالات عشرہ کیے گئے ہین مگر چونکہ جانب

مخالف مین نص صریح قطعی الدلالہ صحیح متفق علیہ موجود نہین ہے بخلاف جانب

موافق کے چنانچہ تحقیقات ماسبق سے واضح ولائح ہے آگے رہی ترجیح اور

تقدیم حجت قطعی الثبوت کے علے الاطلاق اور بطور کلیہ کے اور حجت ظنی الثبوت
کے سو معرض بحث مین ہی ہماری نزدیک کلیہ اوسکی ثابت نہین کیونکہ جائز
ہے کہ حجت قطعی الثبوت اور خبر واحد ظنی الثبوت مین تطبیق و توفیق کیجاوے
توضیح مین ہے اہمال الدلیلین واجب ما امکن فیعمل بکل واحد فی صورۃ الا ان
لا یمکن ہماری نزدیک تو جسطرح کتاب اللہ واجب العمل ہے حدیث رسول مقبول بھی
واجب العمل ہے اتبعوا ما انزل علیکم من ربکم جیسے کتاب کو شامل ہے بسبب
عموم اپنے کے سنت کو بھی شامل ہے وما اتاکم الرسول فخذوہ کتاب و سنت
دونونکو عام ہے اور مخصص کوئی موجود نہین اوتیت القران ومثلہ معہٗ خود نبی
علیہ السلام نے فرمایا ہے تو قطعی الثبوت ہو نیسی آیت یوصیکم اللہ کو باوجودیکہ
ظنی الدلالہ ہے انبیا کے حق مین واجب العمل ٹھیرانا اور حدیث نحن معاشر الانبیا
کو بسبب ظنی الثبوت ہونیکے باوجودیکہ قطعی الدلالہ ہے پایہ حجت و اعتبار سے
ساقط کرنا یہ آپکا ہی مسلک ہی ہمارا نہین چنانچہ قرارت فاتحہ خلف الامام مین
آپ فی ہی مسلک برتا ہے اور دیگر صدہا مقامو نپر واسطے رد کرنے حدیث
و سنت کے علم اصول مین ایسی ایسی ہی بعضے قاعدہ اور اصول سلیخے مین
ڈہالے ہین اگر آپکو وہ یاد نرہے ہونگے اور مجھسے دریافت فرماوینگے تو
مشتی نمونہ از خرواری انہین کتابونسی جو مدرسہ دیوبند مین پڑہائی جاتی ہین
ثابت کردونگا انشا اللہ تعالے بالجملہ مورد اس اعتراض کے تم ہی ہو نہ ہم
یاد رکھو جسقدر اعتراض اہل حق پر کروگے خود آپہی اونکی مورد ہوگے صدق اللہ
تعالی یخربون بیوتھم بایدیھم وایدی المومنین وسوسہ دہم اور بمقابلہ
الزانیۃ والزانی حدیث رجم کی کیا شنوائی ہوگی ازالہ وسوسہ صدق قول
القائل وہو لمر یقیس علی نفسہ رد کرنا احادیث کا شغل روافض ہے آپہی کا

چال چلین ہے اپنی ادلہ کاملہ کو بھی اگر بنظر انصاف نظر ثانی فرماوے گے تو گندا ترش
احقر کی رہت پاؤگے بل الانسان علی نفسہ بصیرۃ ولو القی معاذیرہ ناظر
منصف سے طلب انصاف و داد ہے کہ حضرت قاسم العلوم نے بمقابلہ آیت قیاس
فاسد کے سوال تاسع کے جواب مین نہ آیت الزانیۃ والزانی کی شنوائی کی
ہے اور نہ حدیث رجم کی شنوائی اور سماعت فرمائی وطی محرمات ابدیہ کو حد زنا سے
خارج کر ہی دیا حالانکہ تعریف زنا کی یہی ہے ایلاج فرج فی فرج مشتہی طبعا محرم
قطعا جو وطی محرمات کو بھی شامل ہے لیکن حضرت قاسم العلوم نے مقابلہ
کتاب و سنت کے یہی فرمایا کہ علت فاعلہ موجود علت قابلہ موجود تراضی ممکن
پھر نکاح نہو سکنے کے کیا معنی علت فاعلہ کا ثبوت تو اس سی زیادہ کیا کہ مرد
قادر علے الجماع ہے اور علت قابلہ کا ثبوت اس سی زیادہ اور کیا ہوگا کہ
عورت محل پیداوار مرد نہین جو اس توقع کی گنجایش ہو غرض جو باتین اور عورتون
سے متصور ہین یا اور مردون سے متصور ہین وہی باتین مردونکو اپنے محارم
سے متصور اور ظاہر ہے کہ اصل مقصود نکاح جو بدلالت نساءکم حرث لکم اولاد
ہانیوجہ کہ اتنی ہی بات پر موقوف ہے محارم سے بھی متوقع انتہی از صفحہ ۲۱
ادلہ کاملہ ونعوذ باللہ من ہذا القول مثل البول ایسے قیاس فاسد کے مقابلہ مین
کتاب و سنت کو بالائی طاق رکھدینا آپہی کا کام ہے ع انکار از تو آید و مردان
چنین کنند * اور ہم تو درمیان اس آیت اور حدیث رجم کے یون ہی تطبیق
کرینگے کہ انہا مخصوص بخبر الرجم فان قیل فیلزم تخصیص القران بخبر الواحد قلنا
بل بخبر المتواتر لانہ منقول بالتواتر کما ثبت فی محلہ وایضا فقد بین فی اصول الفقہ
ان تخصیص القران بخبر الواحد ایضا جائز - اگر آپ بھی تقلید شخصی کو ترک فرمادینگے
تو اس سرگشتگی اور گمراہی سے نجات پاوین وما علینا الا البلاغ ونعم ما قیل

اور بمقابلہ فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوۃ ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا
اوس حدیث کو آپ کیا سمجھین گے جس سے بحالت امن منی مین باوجود مجمع کثیر
رفقا ر رسول اللہ صلعم کا قصر کرنا ثابت ہے ازالہ وسوسہ اولا آپکو یہ بات ثابت
کرلینی ضرور تہی عند المحدثین کہ کلمہ ان شرطیہ مفید ہے اس امر کو کہ وقت عدم
شرط کے عدم مشروط بہی لازم ہے اور ہم تو اس امر کو منع کرتے ہین اور کہتے ہین
کہ کلمہ ان خفتم فقط اس بات کو مقتضے ہے کہ وقت حصول خوف کی رخصت
قصر جائز ہے اور اس بات کو مقتضے نہین کہ وقت عدم خوف کے رخصت قصر جائز
نہو اندرین صورت آیت مذکورہ بیان حکم حالت امن سے ساکت رہے نہ نفی کرتی
ہے نہ اثبات اور حالت امن مین رخصت کا اثبات خبر واحد سے ہے تو خبر
واحد نے اثبات اوس امر کا کیا جس سے قرآن شریف ساکت ہے پس اندرین
صورت کیا قباحت ہے ہیو اور تقیید حالت خوف کے ساتھ جو فرمائی وہ باعتبار
غالب اسفار نبی علیہ السلام کے ہے کیونکہ اکثر اسفار نبی علیہ السلام کے خوف
عدو سے خالی نہ تہی تو باعتبار اغلبیت اور اکثر کے اللہ تعالی نے اس شرط کا ذکر
فرمایا ہے اور پہر یہ گذارش ہے کہ نسبت قصر کے معنے یہ کیا قرار نامہ لکہہ دیا ہے
کہ مراد اس سے وہی ہو جو آپکے ذہن عالی مین آئی ہو کیون نہین جائز کہ مراد
قصر سے یہ ہو کہ بعوض رکوع اور سجود کے ایما اور اشارہ ہی کافی ہے اور ظاہر ہے
کہ صلوۃ کذائیہ وقت شدت خوف کی ہی مخصوص ہے پس تعارض کدہر ہے
البتہ حضرات حناف نے ہرجگہ خلاف کتاب وسنت وہم خلاف قیاس کیا ہے
وہ یہ کہ عند الاحناف قصر کرنا واجب ہے اگر مسافر قصر نکریگا تو آثم اور عاصی ہوگا
حالانکہ یہ یعنی قول بالوجوب خلاف کتاب وسنت وہم خلاف قیاس ہے

اما الکتاب فقوله تعالے لاجناح علیکم ان تقصروا من الصلوۃ شرعٌ لعدم الوجوب
فانه لا یقال لاجناح علیکم فی اداء الصلوۃ الواجبة بل هذا للفظ انما یذکر فی رفع التکلیف
بذلک الشی فاما ایجابه علے التعیین غیر مستعمل فیه الا نادرًا ومجازًا ولا یصار الیه
بغیر ضرورۃ واما السنة فما روی عن عائشة رضی الله عنها قالت اعتمرت مع
رسول الله صلے الله علیه وسلم من المدینة الی مکة فلما قدمت مکة قلت یا رسول الله
بابی انت وامی قصرت واتممت وصمت وافطرت فقال احسنت یا عائشة
وما عاب علی وکان عثمان یتم ویقصر وما ظهر انکار من الصحابة علیه وغیر ذلک
من الاحادیث واما القیاس پس ظاہر ہے کہ تمام رخص شرعیہ علی سبیل التجویز
مشروع ہوئی ہیں نہ علی سبیل التعیین جزمًا ووجوبًا فکذا ههنا - اب میں سردست
انہیں دس گیارہ سوالوں پر جو آپکے مسلک اور مذہب کے بموجب آپ ہی پر
وارد ہوتی ہیں اور بیخ کنی شجرہ تقلید کی کرتے ہیں اکتفا کرتا ہوں تا کہ العشر
بالعشر ہو جاوے اور لدنیا مزید کی دہمکی اور بڑہ جاوے آپ اور کچھ رقم فرماوینگے
تو ہم بہی اوسکو آپ ہی پر لوٹا وینگے بحکم آنکہ ع ایجہان کوہست فعل ما ندا *
بازمی آید ندا ہا را صدا * اور اوسکو آپکی تقلید کی خدمت گذاری کے لیئے
بطور نذر پیشکش لاوینگے والسلام علی من اتبع خیر الهدی ہدی محمد صلی الله
علیه وسلم وترک شر الامور محدثاتها وهو التقلید الذی شغل الهم واخر دعوانا
ان الحمد لله رب العالمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقه محمد وآله وصحابه اجمعین
تم بالخیر اب آگے ضمیمہ ذمیمہ کا بہی جواب باصواب خواب خرگوش سے بیدار
ہو کر سنئیے اور اوسکو تتمہ واسطے دفع اپنے مرض تقلید ذمیمہ کے تعویذ سمجھیے
ع گوش خر بفروش دیگر گوش خر * کین سخن را در نیابد گوش خر *

تتمہ کریمہ دافع ضمیمہ ذمیمہ ملقب بعبارت فخیمہ

حضرت سلامت اس ضمیمہ نمبر ثالث کے ملاحظہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپکو
فکر انجام ہوا ہے کہ تسلیم کرنی قواعد اصول فقہ سے جنکی توضیح تلویح وغیرہ مین ہے
ہمارے مقابلہ مین آپ انکار کرنے لگے اور نیز قبول کرنے اصول مسلمہ فریقین سے
جنکا انتخاب شرح نخبہ وغیرہ مین ہے آپ دست بردار ہوگئے آپ نے سوچ لیا
کہ ان الزامات سے بچنے کی تدبیر سوا اسکی اور کچھ بہی نظر نہین آتی اسی بہانہ
کی آڑ لیجئے حضرت من اسطرح سپر کا ڈالدینا آپکی شجاعت قاسمی سے بہت بعید
ہے ایسا نہو کوئی یون کہے کہ دلکی دلہی مین رہی بات نہونے پائی ٭ انکی
بہی اوس سے ملاقات نہونے پائی ٭ ابہی تک تو ہمنے آپکی اصول موضوعہ پر
کوئی اعتراض نہین کیا جو پہلے سے پہلے توضیح کی اصول سے دست بردار ہونے
لگے بحکم آنکہ آب نا دیدہ موزہ از پا کشیدہ اور ایسی لامذہبی اختیار کرنے لگے
کہ شرح نخبہ کو بہی پس پشت ڈالنے لگے اس زیادتی کا وبال فرمائیے
کسکی گردن پر رہا اتنی بات پر شتاقہ لینی دامن چہوڑنا نچاہیئے ہم تو اصول
توضیح پر ابہی کچہ اعتراض نہین کرتے اور اگر کسی نے کسی اصل کو اوسکی اصول
مین سے نمانا تو بسبب مخالفت کتاب وسنت کے نمانا ہوگا تسپر بہی آپکی
خاطر ہمارا یہ قول ہے کہ جس کسی نے بہی یہ کیا اچہا نہین فضول کیا پر یہ تو فرمائیے
حضور سے سند کا طلب کرنا کیون نچاہیئے اگر آپ صور مندرجہ اشتہار مین تقلید
شخصی کے قائل ہین تو طلب سند کیون بیجا ہی نہین تو آپکو لامذہب بننا
پڑیگا اور اگر شل اخفار آمین کے اخفار مذہب بہی مقصود ہے تو ہان ایک بات
ہی پر یہ عذر معقول وہان کارآمد ہے جہان اخفا مقصود ہو یہان تو اظہار
ادلہ کاملہ اور اشتہار اظہار الحق مقصود ہے اور ہم تو جہان مانگتے ہین بعض
مسائل حنفیہ کی سند مانگتے ہین جنکے آپ واجب العمل ہونیکے مدعی ہین اور ہم

اوسکے مانع اور یہ وہ بات ہے جسکی بروی عقل آپ ذمہ کش ہین علاوہ برین انکی
اقرار و نہین وعدہ بہی موجود ہے کہ روایات کا اُتّا پتّا بتا ہی دیتا ہون غیر
ذلک من المواعید العرقوب ؎ کانت مواعید عرقوب لہا مثلاً ؎ وما مواعیدہٗ الا
الا باطیل ؎ مگر ہان آپ نی یہ بڈہی سنائی کہ (نخبہ اور توضیح کی تقلید کی
نسبت ہمارا کونسا اقرار نامہ موجود ہے) بااین ہمہ ہمکو اس سے بہی سروکار
نہین کہ آپ توضیح وغیرہ کو مانیئے یا نمانیئے پر سند مسائل جو آپکے نزدیک
واجب العمل ہین بروی انصاف آپ پر واجب الادا ہے مگر آپ کی ہین چال ڈھال
سے یہ خیال ہوتا ہے کہ شاید آپ اور کوئی پلٹی کہا ئین اور یہ پیام وسلام انگنگار
جائین کیونکہ یہان پر آپکو اصول فقہ سے بہی بیزاری ہوگئی اور اصول حدیث
سے بہی دست برداری نہ شرح نخبہ کو تسلیم کرتے ہو نہ توضیح وتلویح کو اسلیئے
حسرت آئندہ کے لیئے بطور مثل چنگی یہ شعر پڑہے دیتا ہون ؎ عاشق ہوئے
ہین یار کے ہم کس امید پر جزا ہ نارسا کوئی سامان ہی نہین ؎ باقی آپکی یہ
تدبیر کہ گفتگو کرونگا تو پردہ محمود مین ہی بیٹہہ کر کرونگا خدا جانے کس بنا پر ہے
شاید آپ نی اس شہرت غیر مقبول پر جسکا سبب زہد خشک ہے دہوکہا کہایا ورنہ
یہ تو آپ بہی جانتے ہونگے کہ کتاب ہینی ہین جو باعث کمال علمی ہے آپ
مشہو نہین اور اکثر مسائل اپنے قیاس ہی اساس ہی مثل شعرائی نازک خیال
خیال سے گہڑ دیتی ہین پہر آپکو اس حجاب ونقاب ہی کیا مطلب کہ مقابل آکر
تو اڑ و حجاب مین ہی ہو قبلہ مشاہیر علما کو تو بسبب آپکی اس قلت نظر کے
کتب پر گفتگو کرنی نہین عار ہونا لازم ہے اور اغلب ہمین وجہ مولانا ممدوح نے
آپکے جواب ادلہ کاملہ مین تاخیر کی ہے ابتو آپ ہم ہی جیسون پر قناعت فرمایئگا
اور کچہہ ہنر ہو تو دکہلائیئے اور بہی کچہہ نہین تو ہماری سب باتونکا جواب دیجیئے

اور یہی ارشاد کیجیے کہ یہ صورت کذائی نماز کی جسمین نہ رفع یدین ہو اور نہ آمین
جہر بالتامین اور نہ وضع یدین علی الصدر اور نہ قرأت فاتحہ خلف الامام وغیر
ذلک من الامور المسنونۃ کونسی حدیث صحیح یا آیت سے ثابت ہے آپ اس
امر ضروری کے اثبات سے فارغ ہولینگے تو پھر ہم اور کچھ پوچھینگے والسلام
علی من اتبع خیر الہدی ہدی محمد صلے اللہ علیہ وسلم وترک شر الامور محدثاتہا وہو
التقلید الذی شمل الاثم فقط

خلاصۃ الانظار فی تکذیب الاظہار

انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین — اما بعد
بندہ ضعیف ونحیف محمد حنیف ابن میرجی خدا بخش صاحب سلمہ اللہ الواہب ساکن
عمدۃ البلاد نجیب آباد وارد حال دیرہ دون ہدی اللہ الیہا الی الطریق المسنون
بخدمت اہل علم ذوی الانصاف دور از اعتساف گذارش کرتا ہے کہ اشتہار
مسائل عشر کے جواب مین اوّلاً تو حضرت مولانا محمد قاسم صاحب مدظلہ نے ایک
رسالہ بجواب باسم محمود حسن دیوبندی تالیف فرمایا اور ثانیاً جواب وہی مین
کہین وجوب اتباع قرآن اور اقتدائی سنت نبی الانس والجان کی منکر ہوگئے
اور کہین ہماری ضد مین پیشاب کا پاک ہونا تجویز فرمانے لگے اور کہین باوجود
اقرار بے اصل ہونے مسئلہ کے اثبات بے ثبات اوسکا کرنے لگے جو مشابہ
از خانہ عنکبوت ہی اور صفحہ ۲۰ مین طرح طرح کے بہتان اور افترا اہل حق کے
ذمہ لگانے پر مستعد ہوئے اور کہین جواب نفاذ قضا مین محض خیالی قضایا
شبیہ بخیل دبیر وانیس کے گھڑنے لگے اور کہین پر اولٹی طلب دلیل
مولانا مشتہر سے فرمائی اور کہین پر چند آیات اور احادیث مین بزعم اپنی قوت
متخیلہ اور طاقت واہمہ کے تعارض وتناقض درمیان آیات اور احادیث کی

ثابت کیا غرضکہ اس کشمکش مین پڑکر ہر جگہ اپنی اوقات کا خون کرتے رہی باوجود
ارتکاب ایسے فعل کبیرہ کے مطلب کی بات ایک نہ کہی اور کسی جگہ اپنے وعدہ کا
ایفا نفرمایا جو بصفحہ ۳ سطر اول کیا تہا اور پہر اسپر نام رسالہ کا کہین ادلہ کاملہ
اور کہین اظہار الحق تجویز فرمایا اب اہل انصاف دور از اعتساب امور مذکورہ الصدر
کا ملاحظہ فرماوین جو کل رسالہ کا منتخب ہے اور انصاف سے ارشاد کرین کہ کسی ایک
سوال کا جواب بہی ادس سی نکل سکتا ہے کلّا بلکہ محض بی تعلق باتین مصداق
شعر مشہور ہین قال الشاعر ؎ لوگو مرے مجنونکو کوئی پرچہ یہ ڈہونڈو ہا شیرین
کی یہ فرہاد تہی کلکتہ مین سب کے ؛ اب بعد مولویصاحب مدظلہ کے سجادہ نشین
انصاحب علم ویقین یعنی حضرت خیر خواہ مسلمین ناصر الدین بحکم انکہ اگر پدر نتواند
پسر تمام کند اپنی تقاریر کے جواہر زواہر کو معرض اظہار مین لاکر گوہر افشانی
فرماتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہے جواب اول یہ اشتہار واسطی اغوا اور تضلیل
عوام کالانعام کے شائع کیا ہے جواب ثانی مولویصاحب مشتہر کو احادیث
صحاح ستہ کی خبر نہین جواب ثالث مسائل خلاف وضد اونکی کو آپ کسطرح
ثابت فرمادیجئے جواب رابع مسئلہ تین طلاق کو جو ایک طہر مین دی گئی ہون
ایک طلاق ٹہیرانا ثابت کردیجئے اور سو روپیہ انعام لیجئے جواب خامس
ایک حکایت پر از شکایت دور از کار روبی بیل شعر جواز وعدم جواز نماز دریلم
نقل فرماتے جواب سادس مشتہر کو اس اشتہار سے اپنی تشہیر مقصود ہے
جواب سابع اثنائی تقریر مین فرماتے ہین کہ انکی جواب مین اسیقدر کافی
ہے یہ دفع دخل ہوا سوال مقدر کا جواب ثامن آخر مین ارشاد ہوتا ہے
نسبت جوابہائی مذکورہ کے کہ واسطے اطلاع عوام اہل اسلام کے مجمل جواب اشتہار
تحریر ہوا یعنی ادلہ کاملہ تحریر ہوا ہے واسطے خواص اہل اسلام کہ جواب تاسع

١٤٩

ایسے مولویصاحب شہر کی صحبت سے عوام کو چاہیے کہ احتراز کرین اور انکی
قول و فعل پر اعتماد نکرین جو اعجاب شعر ارشاد ہوتا ہے نسبت نہین جوابہائی
مذکورہ بالا کے کہ ما علینا الا البلاغ المبین ۔ اقول انا للہ و انا الیہ راجعون ؎
وزیری چنین شہریاری چنان ؎ جہان چون نگیرد قراری چنان ؎ صاحبو یہ دوسرے
جواب مین اشتہار دین مسائل کے جو مسمی بہ بلاغ مبین ہین منجانب حضرت خیر خواہ
مسلمین ناصر الدین خلیفہ و سجادہ نشین پہلوی حضرت قاسم العلوم صاحب علم
و یقین پہلے تو ملاحظہ ادلہ کاملہ کا فرماؤ جو طرح طرح کے مضمون اور اسرارون سے
مملو اور مشحون ہے اور پہر اس اظہار کے جوابون کا تماشا دیکہو کہ کیسے کیسے جواہر
زواہر نصایح کا مضمون ہے اور بعد ملاحظہ دونون کے جواب مسائل عشرہ کا
دونونسی نکال لو گستاخی معاف ؎ پہلے تو روغن گل بہینس کے انڈے سے نکالا تہا
پہر دوا جتنی ہے کل بہینس کی انڈے سے نکال ؎ اور غور تو کرو کہ حضرت خیر خواہ
مسلمین بجناب حضرت قاسم العلوم کیسا کچہ اتحاد رکہتے ہین ؎ غنی یکر نگئے
معشوق و عاشق دیدنی دارد ؎ نگاہ بر پر طوطی و برگ نیشکر دارم ؎ اور جو
انداز جوابدہی اور طرز مناظرہ حضرت قاسم العلوم کا تہا حضرت خیر خواہ مسلمین
نے اوسکو کیسا نباہا ہے و نعم ما قیل ؎ بسیار دیدہ ام کہ یکے را دو کرد تیغ
شمشیر عشق مین کہ دو کس را یکے کند ؎ مین بہی اس اظہار کا جواب ترکی بہ ترکی
لکہہ سکتا تہا بحکم آنکہ الا لا یجہلن احد علینا ؎ فنجہل فوق جہل الجاہلینا ؎ لیکن
اسمین چند طرحکا نقصان تصور کرتا ہون ایک تو تضیع اوقات ہوگی اور دوسرے
بسبب درازگی کتاب کے زر طبع بڑہجاویگا اور تیسرے ملالت طبع سامعین
کا بہی اندیشہ ہے اور ناظرین اہل انصاف تو حق مین مظہر خیر خواہ مسلمین کے
خود بخود بہی یہ شعر ارشاد فرماوینگے ؎ زبان لاف رسوا میکند ناقص کمالانرا

150

کرو برخاک مالد پریشانی بستہ بالا نزاع اور مسئلہ تین طلاق کی تحقیق جسکو
منظور ہو وہ اغاثۃ اللہفان کا ملاحظہ فرمالیوے یہ تقریر مختصر اوسکی تشریح
کی متحمل نہین ہوسکتی اور اگر حضرت منظہر حسب الوعدہ سو روپیہ مہر کا ہین
جمع فرما دیوین تو اسکا بہی کچہ مضائقہ نہین ہم اوسکی توضیح کرکے بہی اور
سو روپیہ سے چہپوا سکتے ہین لیکن مخاطب صحیح درکار ہے ورنہ یہ شعر تو
مشہور ہی ہے ؎ چو استعداد نبود کار از اعجاز کم شاید ؛ مسیحا کے تواند
کرد روشن چشم سوزان را ؛ تمت بالخیر

ہذا ما اعتنی بہ الفواد فی جواب الاظہار بتوفیق اللہ الملک الغفار ولو شئنا لاختصرنا
الحق کل الاختصار وفیما ذکرنا کفایۃ لاولی الابصار واللہ الہادی الی سبیل التحقیق
والصراط المستقیم وانہ ہو الغفور الرحیم والصلوۃ والسلام علی نبیہ الکریم —

تقریظ منجانب مولانا و بالفضل اولانا حضرت مخدومنا مولوی محمد عبید اللہ صاحب مصنف تحفۃ الہند

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ وصحابہ
واتباعہ اجمعین اما بعد فقیر محمد عبید اللہ ایک مدت سے بعد ملاحظہ تحفۃ اثنا عشریہ
کے اشتیاق زیارت جناب مولانا سید محمد احسن صاحب مدظلہ العالی مدی الایام
واللیالی مصنف رسالہ مذکور کا بہت رکہتا تہا اب آخر ماہ ذیقعدہ ۱۲۹۵ ہجری
مین بقصد زیارت جناب ممدوح اور بعض دیگر احباب کے دیرہ مین پہنچا اور
وہان سے واسطے استفادہ بعضے مسائل کے رسالہ وسیرا ایز باد دیگار ڈ
مین اکر تین روز مولانا ممدوح کی خدمت بابرکت مین رہا اس عرصہ مین
باوجود مشغلہ امور دیگر کے مولانا صاحب ممدوح نے رسالہ مصباح الادلہ
لدفع الادلۃ الاولہ جو جواب مین ادلہ کاملہ کے تحریر فرمایا ہے جسقدر ہو سکا

مجہکو سُنایا اور اکثر مقامات اوسکے مین نے غور کے ساتہہ سُنے تو اس
فقیر نے اوس رسالہ کو کلام محقق اور مدلل اور مطابق عقائد اہل سنت کے
اور موافق مذہب سلف صالح کے پایا اور جامع بہت مضامین اور اکثر مسائل
ضروریہ کا اگرچہ اوسکے بعض مقام مین مثل مولف رسالہ ادلہ کاملہ کے کلام
شجاعانہ اور ظرافت آمیز فرمایا ہے ہرچند کہ یہ امور ادلہ اربعہ شرعیہ مین داخل
نہین ہین لیکن بیشک اوقع فی النفوس ہوتے ہین چنانچہ سعدی علیہ الرحمۃ
نے فرمایا ہے ؎ بہ پرویزن معرفت بیختہ ٭ بشہد ظرافت در آمیختہ ٭ مین
بے تکلف اور بلامبالغہ اس رسالہ کی تقریظ مین لکہتا ہون کہ اگر ناظرین
انصاف پسند بلکہ خود جناب مولف ادلہ کاملہ بہی اس رسالہ کو بنظر انصاف
اور غور و تامل کے بلا تعصب اور جانب داری اور پاس سخن اور نفسانیت اور
تقلید فاسد کے اوسکو ملاحظہ فرماوینگے تو انشاءاللہ تعالے اوسکو کلام حق
اور مدلل اور خالی از افراط و تفریط و غلو و جامع مضامین و مسائل مفیدہ
پاوینگے اور اس سے بہت منفعت اوٹہاوینگے اور اسکے جواب کی لکہنے
مین بیباکانہ قلم نہ اوٹہاوینگے واللہ اعلم بالصواب ۔ فقیر محمد عبیداللہ عفی عنہ

تقریظ ثانی بزبان عربی از طرف مولانا محمد نخبۃ خان صاحب ساکن گنج پورہ

اللہ اللہ ما انور ہذا المصباح بل و ما اضوأ ذالک الصباح ٭ منور بانوار الآیات و
اضوأ الاحادیث الصحاح سمعت اکثرہا من المصنف العلام بسمع الالتفات ٭ فوجدتہا
رافعۃ للشکوک والشبہات ٭ اقسم باللہ ان ہذا کتاب انیق ٭ ونظم رشیق ٭
یدعو کل انام الی صراط مستقیم ٭ وذالک بفضل اللہ العظیم ولکن الذین لجوا
فی التقلید الفاسد عن الصراط لناکبون ٭ وفی طغیانہم یعمہون ٭ فعلیکم یا اولی الالباب

بسماعت ہذا الکتاب وقراءتہ عند ذوی الابصار * لانہا خزینۃ الاسرار للابرار

وموجب اسف للغاوین والاشرار * وما نقل المجیب المحقق فیہ من کتب

الحدیث الشریف وغیرہا فہو عین حق حقیق بان یقبلہ الناظرون * وما

ردہ من اقوال القاسمیۃ التی ہی کسراب بقیعۃ احق بان ترد ولا یغتر

بہا العالمون * ومن جنح مع ہذا الی اقاویل القاسمیۃ بالعدوان * القی

فی مواقف الخزی والخذلان * ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا وہب لنا

من لدنک رحمۃ انک انت الوہاب واللہ اعلم بالصواب —

حررہ فقیر محمد نجیب خان عفی اللہ عنہ فی العشرۃ الثالثۃ من شہر رمضان ۱۲۹۵ھ

تقریظ وتاریخ تالیف طبع ہر سہ از جودت طبع مولانا مولوی قاری محمد غلام اکبر خان صاحب متخلص بمسلم سلمہ ربہ ست

زلاف حمد ونعت اولی است بر خاک ادب خفتن *

سجود میتوان کردن درود میتوان گفتن *

ارباب خبرت واصحاب بصیرت پر مخفی نہ ہے کہ جناب فضیلت مآب جامع معقول ومنقول سر غنار علمار فحول زبدۃ المحدثین قدوۃ المحققین علام الشہیر فخر المشاہیر وحید زمان فرید دوران فہامہ زمن مولانا مولوی محمد احسن صاحب مدظلہم کی یہ کتاب مستطاب کہ مولوی محمد قاسم صاحب کے رسالہ ادلہ کاملہ کا جواب ہے — الحق نہایت جواب باصواب ہے — جواب دندان شکن جو مشہور ہے اگر کوئی پوچھے کسی کہتی ہین — تو ہر شخص اہل حق بے دہڑک صاف کہہ سکتا ہے کہ اسی کہتے ہین — اس کتاب لاجواب نے ادلہ کاملہ کا بے حقیقت ہونا ثابت کر دکہایا — محض بے اعتبار کر دیا اہل نظر

نظر کی نظر ہی گرایا - اللہ مولوی محمد قاسم صاحب جیسا عالم مشہور عام
اور یہ بیہودہ کلام - ثابت ہوا کہ حضرت کا نام ہی نام ہے - اور کچھ بھی
نہیں مفت کا غوغائے عوام ہے - اچھا ادلہ کاملہ لکھا جسمین بجز خوبی
سخن سازی چالاکی دہوکہ بازی کے سوائے کوئی کام کی بات نہیں -
بکی سب بیہودہ گوئی کوئی فقرہ بھی ایسا نہیں جو مزخرف و خرافات نہیں
ایک تکمبندی ہی لایعنی - مضامین کیسی بر بہی فضول بی معنی واہ جی واہ خوب
میان دوآبیون نے حضرت کو بنایا ہے - پیران نمی پرند مریدان می پرانند
بے پرونکی کہانسے کہان تک اوڑایا ہے - کیا خوب مفت کی ہنسی ہوئی
پہلا سوالات عشرہ دیکہو اور ادلہ کاملہ کہان وہ فاضلانہ پختہ سوالات
اور کہان صاحب ادلہ کاملہ کے ٹوٹے پہوٹے کچے جوابات - حیرت بالائے
اور ہوتی ہے اور حق بیانی اور - کیون اب کیسے خاکے اوڑے بلینے کے
دینے پڑے - اور جواب اہل حق لکہو - مزا چکہو - اب جو کوئی مصباح الادلہ
کو دیکہیگا اور انصاف کو کام فرمائیگا وہ ادلہ کاملہ کی مزخرفات پر قہقہہ
لگائیگا - واہ جناب مولنا محمد حسین صاحب خوب ہی شرقاً و غرباً اہل سنت بناہ
کا نقارہ بجایا - متعصب مقلدو نکو ہکایا - کہ کسی کو فضول بکنے اور سوال پر
سوال کرنیکے سوا سوالات عشرہ کا جواب شافی میسر نہ آیا - جسی جواب
دینی کی ٹہرائی - لایعنی بکا سوال پہ سوال کر کے چہرہ کی کہائی - اب تو وہ
مقلدین جو انصاف پسند ہین حق کا حق ہونا پہچان گئے ہونگے - اس جرگہ
سوال جوابین اہل حق کی شمشیر تحقیق کا لوہا مان گئے ہونگے - اب چاہیئے
کہ ہر کوئی مصباح الادلہ کو مطالعہ فرمائے - کہ تا ادلہ کاملہ کی ابتری کا لطف
اوٹہائی - سبحان اللہ اس سالہ کو اگر ہدایت کا مقالہ لکہون تو سزا ہے - اور اگر

کتاب سعادت انتساب کہون تو بجا اسکے ہر لفظ سے اعلاء کلمۃ اللہ پیدا ہے
اور اسکے ہر کلمہ سے اشاعت سنت رسول اللہ ہویدا احیاء سنت کی قواعد
اسمین عیان ہین - اور اماتت بدعت کے ضوابط نمایان - یہ کتاب ہے
یا گل تحقیق کا - گلستان ہے - رسالہ ہے یا عمل اہل الحدیث کا چمنستان ہے -
خوبی اس حدیقہ تحقیق کی جاویدان ہے - اور بہار اسکی بہار بیخزان ہے -
اسکی تقریر پر فصاحت و بلاغت پر صد حبذا - اور اسکی تحریر سنجیدہ و برجستہ
پر ہزار مرحبا - اسکی ہر بات لائق تحسین و آفرین ہے - کیا بیان کیجئے اسکو
بیان کرنیکے لیئے گویا دہن مین زبان نہین ہے - کیا کتاب ہے ماشاء اللہ
اور کیا جواب لاجواب ہے بارک اللہ - الحمد للہ علی ذلک حمداً کثیراً -

تاریخ تالیف رسالہ ہذا ؛ قطعہ

سال تالیف اس رسالہ کا سنو ؛ وہ کہ ہوا عداء کا جس سے رنگ فق
مصرع موزون ہاتف نے پڑھا ؛ پاسخ دندان شکن از اہل حق

ولہ ایضاً قطعہ تاریخ طبع رسالہ ہذا ؛

صاحبو مت پوچھو مصباح الادلہ دیکھکر ؛ یون بسال طبع دروازہ کھلا تقریر کا
بی تامل بی تفکر بی تردد بالبدیہہ ؛ بولا ہاتف چھپ گیا رد قاسمی تحریر کا

تمت

تمت

صحت نامہ متن رسالہ مصباح الادلہ لدفع الاذلہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۱	بہا	بہا	۳۲	۲۱	فضلای	فصحای	۶۵	۲۱	یکونہم	بکونہم
۸	۱۷	فتح	افتتح	۳۳	۱۰	باشتل	باشتل سی	۶۸	۶	چھوڑنا	چھوڑانا
″	۲۰	باعتبار	باعتراف	۳۵	۱۷	استطاعت	عدم استطاعت	۷۰	۳	ہو	ہوا
۱۴	۱۳	بالاحتناب	بالاجتناب	۴۱	۲	قرماتے	فرماتے	″	۲۱	زور	روتر
۱۶	۱۱	ہودی	ہوئی	۴۳	۱۱	تحقی	تقلید تحقی	۷۲	۵	حال	جال
۱۷	۴	ثابتہ	الثانیہ	″	۱۵	سنت	کتاب و سنت	″	۸	امر	امریہ
۲۰	۱	شذوذ و	شذوذ	″	۱۶	ہو	ہوا	۷۴	۸	قال	قاتل
″	۲۱	قسطلانی	عسقلانی	۴۴	۲۰	توفیقی	توقیفی	۷۷	۵	حکم کی	کی حکم
۲۲	۲۰	صحبت	صحت	۴۵	۱۹	غمت بود	غمت ربود	۸۰	۸	کہ	کو
۲۳	۷	یام	بام	۵۰	۱۴	کاایان	کا ایمان	۸۱	۷	یا	با
″	۱۵	رواتہ	روایۃ	۵۲	۱۴	لبصراۃ	البصراۃ	۸۲	۱۵	خیر	خبر
″	۲۰	بین	بین	″	″	الاعشی	الاعشی	۸۴	۱۵	بعد	بقدر
″	۲۱	بالدالۃ	الدلالۃ	″	۱۹	اورد	ورد	۸۵	۲۱	شارع	الشارع
۲۶	۱۳	مرہ	سریہ	″	۲۱	عوضکہ	غرضکہ	۸۶	۱	ز	از
۲۸	۱۹	او	اور	۵۴	۱۱	الشی	الشئی	۸۷	۹	تا محوا	تسامحوا
۲۹	۸	بنیر	بغیر	۵۶	۱۹	القضاء	القضاء	۸۹	۸	اس	لیکن اس
۲۹	۱۳	بصاید	بصائر	۶۳	۱	شود	سایہ شود	″	۱۱	الروجبین	الزوجین
″	۱۱	بالقار	بالقاء	″	۵	کہ	اور	″	۱۳	مجملا	مجلا
۳۱	۲	فاسعو	فاسعوا	۶۴	۲	نہایت	نیابت	۹۰	۷	بغیر	بطور
	۱۰	قوت	قوۃ	۶۵	۱۷	تقاضی	التقاضی	۹۲	۱۴	لعنانی	ولعنائی

مالک نسخہ ہذا حافظ علی اصغر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۲	۲۰	رجہتہا	رجمتہا	۱۳۱	۱۰	یحبس	یحبس	۱۵۰	۱۹	ورازگی	درازی
۹۸	۲۱	احتماع	احتجاج	۱۳۳	۱۱	جنت	جنب	۱۵۳	۹	طبع	وطبع
۱۰۳	۱۸	تیغبر	تیغیر	〃	۱۴	ہنین	کمیون	〃	۱۱	سب	بیت
۱۰۴	۱۸	مار	ماد	۱۳۴	۷	فلاتخشعن	فلاتخضعن	〃	۱۲	سجود	سجودی
۱۰۶	۱۵	الخبابۃ	الخبابۃ	۱۳۵	۱۷	یقبل	یقبل	〃	〃	درود	درودی
۱۰۷	۱	سی	سی ہی	〃	۱۸	والی	وانی	تمت			
۱۰۸	۲۱	ہوجاویں کے	ہوجاویں گے ورنہ	〃	۱۹	احطار	اخطار	صحت نامہ حاشیہ			
۱۰۹	۲۱	بانگہ	نانگہ	۱۳۶	۵	رکہنا	نام رکہنا	۲۴	۳۹	می	سی
۱۱۰	۴	حدیث	حدیبیۃ	۱۳۹	۷	واذکر	واذکر ربک	۳۵	۱۴	پکرتاہی	کرتاہی
〃	۶	پنکہائی	شکہائی	۱۴۱	۲۰	صحیح	جو صحیح	〃	۲۸	غمایت	خلف
۱۱۳	۴	ہر	نہر	۱۴۴	۹	سالت	ساکت	۳۰	۲	کہا	کیا
〃	۱۷	استفراقی	استغراقی	〃	۱۲	اغلت	اغلب	۳۲	۲۵	اگر	اگرچہ
۱۱۷	۱۲	۹۳	۹۳/۹۴	〃	۱۹	اضاف	اخاف	۴۰	۴۹	اسرلات	اثبات
۱۲۲	۵	مین	ہمین	۱۴۵	۶	اقطرت	افطرت	۴۱	۴۸	یقطع	للقطع
〃	۱۲	کیا	کیا کیا	〃	۷	غاب	غاب	۴۷	۱۰	۰	اور وقت عصر
〃	۱۸	اقوال	الاقوال	۱۴۹	۳	حو	جو	۵۱	۱۵	است	امنت
۱۳۶	۱	طرف	ظرف	〃	۲۰	محمل	مجمل	〃	۱۷	الاحی	الوحی
۱۳۸	۲۰	الغا	الالغا	۱۵۰	۵	دین	ہوس	۵۶	اخیر حاشیہ	۰	سی ایک

15272

ثبوت الحق الحقیق

سنہ ۱۲۹۶ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ما قولکم رحمکم اللہ تعالیٰ عامی اور غیر عامی پر جو درجہ اجتہاد کو نہیں پہنچا ہے تقلید ایک مذہب کی کرنا واجب ہے یا نہیں اور جس پر تقلید واجب ہے اگر وہ تقلید ایک مذہب معین کی نکرے تو اوسکی پیچھے نماز پڑہنا جائز ہے یا نہیں اور ساتھ اوسکے کہانا پینا اور شادی کی رسم جاری رکہنا درست ہے یا نہیں بینوا توجروا **جواب** ماہران شریعت غرا پر مخفی نہیں کہ جو شخص مومن باللہ والیوم الآخر و تصدیق بما جاء بہ النبی صلعم من ضروریات الدین و غیرہا من الفروعات الشرعیۃ خالصاً رکہتا ہو اور ہر صورت سے پابند شرع ہو یعنی حلال کو حلال جانتا ہو اور حرام کو حرام بیشک وہ شخص مسلمان متقی اور مصداق اس آیہ کریمہ کا ہے لیس البران تولوا وجوہکم قبل المشرق والمغرب لکن البر من آمن باللہ و الیوم الآخر والملئکۃ والکتب والنبیین الی آخرا اولئک الذین صدقوا و اولئک ہم المتقون الآیۃ اولئک علی ہدی من ربہم و اولئک ہم المفلحون وغیرہا من الآیات القرآنیۃ۔ و عن العباس بن عبد المطلب قال قال رسول اللہ صلعم ذاق طعم الایمان من رضی باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد رسولاً رواہ مسلم و عن انس قال قال رسول اللہ صلعم من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذلک المسلم الذی لہ ذمۃ اللہ فلا تخفروا

فی ذمته رواه البخاری کذا فی المشکوة فی الجملہ جو شخص موصوف بصفات دین اسلام
اور کاربند احکام شرع پر بطریق اہل سنت ہو اگرچہ وہ مقلد ایک مذہب معین کا ہو خواہ
عامی یا غیر عامی کہ درجہ اجتہاد کو نہ پہنچا ہو سو وہ شخص مذکور خاصہ مسلمان اور متبع
شریعت محمدیہ کا ہے اسکی مسلمانی مین کسیطرحکا عیب و نقصان متصور نہین ہو سکتا از
روی شرع شریعت کی بہر حال وہ شخص بمقتضای اس آیہ کریمہ کے فان تابوا واقاموا الصلوة
واتوا الزکوة فاخوانکم فی الدین برادر دینی ہے گو التزام مذہب معین کا نہ کرتا ہو پھر جو
کوئی اوسکو برا کہے اور شادی غمی مین اوس سے نفرت و عداوت کرے اور نہ ملے وہ فاسق
اور مخالف کتاب و سنت اور مبتدع متعصب غلط ہے ایسے متعصب بے عقل سے ملنا
ترک کرے کیونکہ مبتدع کی ملنے سے رضا و رغبت موجب ہدم اسلام کا ہے جیسا کہ اس مضمون کی
حدیث مشکوة وغیرہ مین وارد ہے کیونکہ تقلید شخصی اور التزام مذہب معین پر حکم اور خطاب
شارع کا صادر نہین ہوا پس جس عقیدہ اور عمل پر حکم خدا اور رسول کا ناطق نہو وہ
عقیدہ اور عمل مردود اور قبیح ہوتا ہے قال اللہ تعالی ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن
یقبل منہ وقال اللہ تعالی ما انزل اللہ بہا من سلطان ان الحکم الا للہ الایتہ ولیس لغیر اللہ
حکم واجب القبول والامر واجب الالتزام بل الحکم والامر والتکلیف لیس الا لہ انتہی ای
التفسیر الکبیر والنیشاپوری اور ساری اہل اصول حکم کی معنے شرعا اسطرح پر لکھتے ہین الحکم خطاب
اللہ تعالی المتعلق بفعل المکلف اقتضاء ای طلبا وھو اما الطلب الفعل حتما او غیرہ وطلب
الترک کذالک وتخییرا ای اباحتہ کذا فی مسلم الثبوت فی علم الاصول قالوا ان ثبت الطلب
الجازم القطعی لفعل غیر کف فالفرض او الفعل کف فالحرام وان ثبت الطلب لفعل غیر کف
بدلیل ظنی فیہ شبہتہ فالواجب وکف فکراہتہ التحریم وان لم یکن الطلب جازما بل راجحا
فاما ان یکون لفعل غیر کف فالندب وکف فکراہتہ التنزیہ وان لم یکن الطلب اصلا بل
یکون تخییرا بین الفعل وعدمہ فاباحتہ کذا فی شرح المسلم وغیرہا من کتب الاصول

پس تقلید شخصی نہ اقتضا میں داخل ہی نہ تخییر میں یعنی اباحۃ میں لأن الاباحۃ ای کون
فعلہ وترکہ متساویین حکم شرعی لان الاباحۃ من الاحکام ولا حکم الا بالشرع فثبت کون
الاباحۃ حکما شرعیا لانہ ای الاباحۃ خطاب الشرع والخطاب حکم شرعی تخییرا ای من
الخطاب التخییری کذا فی مسلم الثبوت وشروحہ اور جب تقلید شخصی خطاب شرع اور تکلیفات
شرعیہ میں داخل نہوئی نہ اقتضاءً نہ تخییرا پس بدعت شرعی میں مذموم ہی کما قال
رسول اللہ صلعم من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد الحدیث وقال رسول اللہ صلعم
من عمل عملا لیس علیہ امرنا فہو رد الحدیث کما رواہما البخاری فی صحیحہ اسی نظر سے فاضل
جلیل علامہ نبیل محمد اسمعیل علیہ الرحمۃ والرضوان فی تقلید شخصی والتزام مذہب معین کو
بدعات حقیقیہ میں شمار کیا ہے وملا علی قاری سم العوارض شرح عین العلم میں اور
عبد العظیم ملا ابن فروخ مکی قول سدید میں لکھتے ہیں اعلم ان اللہ لم یکلف احدا من
عبادہ ان یکون حنفیا او مالکیا او شافعیا او حنبلیا بل اوجب علیہم الایمان بما بعث بہ
محمدا صلعم والعمل بشریعتہ انتہی ما فی القول السدید مختصرا اور اس عاجز نے اگرچہ ایک صورت
تقلید شخصی کی بسبیل تنزل مباح میں درج کی ہی معیار الحق میں لیکن عند التحقیق الحقیق
مباح میں بھی داخل نہیں ہو سکتی اسلیے کہ مباح خطاب شارع میں داخل ہی اور تقلید
شخصے خطاب شارع سے خارج ہی کما لا یخفی علی الماہر المتفطن المنصف وفی التفسیر الکبیر
المسئلۃ الثانیۃ الاکثرون من المفسرین قالوا لیس المراد من الارباب انہم اعتقدوا فیہم
انہم الہۃ العالم بل المراد انہم اطاعوہم فی اوامرہم ونواہیہم نقل ان عدی بن حاتم
کان نصرانیا فانتہی الی رسول اللہ صلعم وہو یقرء سورۃ براءۃ فوصل الی ہذہ الایۃ
قال فقلت لسنا نعبدہم فقال الیس یحرمون ما احل اللہ فتحرمونہ ویحلون ما حرم اللہ
فتستحلونہ فقلت بلی قال فتلک عبادتہم وقال الربیع قلت لابی العالیۃ کیف کانت
تلک الربوبیۃ فی بنی اسرائیل فقال انہم ربما وجدوا فی کتاب اللہ ما یخالف اقوال

الاحبار والرہبان فکانوا یاخذون باقوالہم وما کانوا یقبلون حکم کتاب اللہ تعالی قال شیخنا و مولانا خاتم المحققین والمجتہدین رضی اللہ عنہ قد شاہدت جماعۃ من مقلدۃ الفقہاء قرات علیہم آیات کثیرۃ من کتاب اللہ تعالی فی بعض مسائل وکانت مذاہبہم بخلاف تلک الآیات فلم یقبلوا تلک الآیات ولم یلتفتوا الیہا وبقوا ینظرون الی کالمتعجب یعنی کیف یمکن العمل بظواہر الآیات مع ان الروایۃ عن سلفنا وردت علی خلافہا و لو تاملت حق التامل وجدت ہذا الداء ساریا فی عروق الاکثرین من اہل الدنیا فان قیل انہ تعالی لما کفرہم بسبب انہم اطاعوا الاحبار والرہبان فالفاسق یطیع الشیطان فوجب الحکم بکفرہ کما ہو قول الخوارج والجواب ان الفاسق وان کان یقبل دعوۃ الشیطان الا انہ لا یعظمہ لکن یلعنہ ویستخف بہ اما اولئک الاتباع کانوا یقبلون قول الاحبار و الرہبان ویعظمونہم فظہر الفرق انتہی ما فی الکبیر مختصرا من سورۃ البراءۃ تقریر و تقلید مقلدان زمان بلا دلیل مثل تقریر و تقلید مردمان ایام جاہلیت کی ہی لہذا مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ فی تفسیر عزیزی میں لکھا ہی واذا قیل لہم اتبعوا ما انزل اللہ یعنی چون گفتہ میشود ایشانرا کہ پیروی کنید حکم را کہ خدا نازل کردہ است و وسوسہ شیطان و طریقہ آبا و اجداد خود را بگذارید قالوا گویند کہ ما پیروی حکم خدا نمیکنیم زیرا کہ ما را کجا لیاقت است کہ کنہ حکم الہی را دریافت نمائیم و نیز از کجا یقین بہم رسانیم کہ آنچہ شما میگوئید حکم الہی است بل نتبع ما الفینا علیہ آباءنا یعنی بلکہ ما پیروی میکنیم آن رسم و رواج را کہ یافتہ ایم پدران گزشتہ خود را آنچہ را ایشان از قدیم میخوردند میخوریم و آنچہ را ایشان حرام میدانستند میدانیم زیرا کہ پدران گزشتہ ما از ما دانا تر و عاقل تر بودند اگر درین رسم و رواج نقصانی می یافتند ہرگز آنرا معمول نمیکردند و نیز اگر بخلاف آبا و اجداد خود کردہ در خوردن و آشامیدن بیبا کی نمائیم مطعون خلایق و خصوصا اقارب و عشایر خود شویم و ما را از برادری خارج کنند و با ما نشست و

برخاست و علاقه مناکحت و مواکلت موقوف کنند چنانچه بهمین عذر در هنود هر قوم از
بقال و کایسته و راجپوت وغیرهم از رواج و رسم خود برنمیگردند و بعضی از جهال مسلمین
نیز آموختن از ایشان در ترک نکاح بیوها و دیگر رسوم باطله همین قسم اعذار بیان می
کنند و ابن ابی اسحق و ابن ابی حاتم از ابن عباس رض آورده که روزی آنحضرت صلعم
با یهودیان همکلام شده آنقدر ایشان را خوبیهای اسلام فهمانیدند و در ترک قبول اسلام
آنقدر ایشان را لاجواب کردند که هیچ جای عذر نماند و مقطع سخن برین افتاد که رافع بن خارجه
و مالک بن عوف و دیگر دانشمندان آنها گفتند که حقیقت دین شما مسلم لیکن نتبع ما وجدنا
علیه آباءنا فهم کانوا اعلم و خیرا منا پس حقتعالی این آیت نازل فرمود آه بعد ازین شاه
صاحب مرحوم تحت مضامین این آیت مذکور بعضی باتی مینویسند که چهارم آنکه درین آیت اشاره
است بابطال تقلید بدو طریق اول آنکه از مقلد باید پرسید که هر کرا تقلید میکنی نزد تو
محقق است یا نی اگر محقق بودن او را می شناسی پس با وجود احتمال مبطل بودن او
چرا او را تقلید میکنی و اگر محق بودن او را شناسی پس بکدام دلیل می شناسی اگر
بتقلید دیگری می شناسی سخن در آن خواهد رفت و تسلسل لازم خواهد آمد و اگر بعقل می
شناسی پس آنرا چرا در معرفت حق صرف نمی کنی و عار تقلید بر خود گوارا میداری طریق
دوم آنکه کسی را که تقلید میکنی اگر این مسئله را او هم بتقلید دانسته است پس تو و او
برابر شدید او را چه ترجیح ماند که تقلید او میکنی و اگر بدلیل دانسته پس تقلید وقتی تمام
میشود که تو هم آن مسئله را بهمان دلیل بدانی و الا مخالف او باشی نه مقلد او و چون
تو هم آن مسئله را بدلیل دانستی تقلید ضایع شد انتهی ما فی العزیزی قال فی التفسیر الکبیر
المسئلة الثانیه معنی الآیة ان الله تعالی امرهم بان یتبعوا ما انزل الله من الدلایل
الباهرة فهم قالوا لا نتبع ذلک و انما نتبع آباءنا و اسلافنا فکانهم عارضوا الدلالة بالتقلید
واجاب الله تعالی عنهم بقوله او لو کان آباءهم لا یعقلون شیئا و لا یهتدون و فیه

مسائل المسئلة الثانية تقرير هذا الجواب من وجوه احدها ان يقال للمقلد هل تعترف بان
شرط جواز تقليد الانسان ان يعلم كونه محقا ام لا فان اعترف بذلك سلم بعلم جواز تقليده
الا بعد ان تعرف كونه محقا فكيف عرفت انه محق وان عرفته بتقليد آخر لزم التسلسل وان
عرفته بالعقل فذاك كاف فلا حاجة الى التقليد وان قلت ليس من شرط جواز تقليده
ان يعلم كونه محقا فاذن قد جوزت تقليده وان كان مبطلا فاذن انت على تقليدك
لا تعلم انك محق او مبطل وثانيها ان ذلك المتقدم كان عالما بهذا الشيء ام لا لو قدرنا
ان ذلك المتقدم ما كان عالما بذلك الشيء قط وما اختار فيه البتة مذهبا فانت ماذا كنت
تعمل فعلى تقدير ان لا يوجد ذلك المتقدم ولا مذهبه كان لا بد من العدول الى النظر
فكذا ههنا وثالثها انك اذا قلدت من قبلك فذلك المتقدم كيف عرفته اعرفته بتقليد
ام لا بتقليد فان عرفته بتقليد لزم اما الدور واما التسلسل وان عرفته لا بتقليد بل بدليل
فاذا اوجبت تقليد ذلك المتقدم وجب ان تطلب العلم بالدليل لا بالتقليد لانك لو
طلبت بالتقليد لا بالدليل مع ان ذلك المتقدم طلبه بالدليل لا بالتقليد كنت مخالفا له
فثبت ان القول بالتقليد يفضي ثبوته الى نفيه فيكون باطلا انتهى ما في الكبير نزلت في
المشركين امروا باتباع القرآن وساير ما انزل الله تعالى من الحجج القاهرة والبينات
الباهرة فجنحوا التقليد وقيل نزلت في طايفة من اليهود دعاهم رسول الله صلعم الى الاسلام
فقالوا بل نتبع ما وجدنا عليه آباءنا لانهم كانوا خيرا منا واعلم الى آخر ما في تفسير ابي السعود
پس آیات کریمہ مذکورہ بالا سے صاف ظاہر ہے کہ مقلدان زمانہ با وصف درس و
تدریس صحاح ستہ و قرآن مجید کی بنا بر اعتماد قواعد مخترعہ متاخرین اور روش عادات
اہل کتاب کی نصوص صریحہ قرآن و حدیث سے بلطائف الحیل و تاویلات رکیکہ مقابلہ
و معارضہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمکو فہم و فراست کہاں ہے کہ مقاصد قرآن و
حدیث پر عبور پاویں جو کچھ اسلاف کرام نے قواعد و اصول مقرر کئے ہیں اوسپر عمل

"ہوتی ہوئی پس گویا ہوا اجماع ایسی سبب امام فی کہا ہی اگر ہوتا اجماع صحابہ کا اس امر پہ تو ہوتا مذہب مخالف کا اسکے اور قوی ہی جزء ما فی مسلم"

کرتا ہوں پس اثر فرمودہ رسول مقبول صلعم رت آیا لتتبعن سنن من قبلکم شبرا بشبر وذراعا بذراع حتی لو دخلوا جحر ضب تبعتموہم قلنا یا رسول اللہ الیہود والنصارے قال فمن انتہی ما فی صحیح البخاری وغیرہ من کتب الحدیث حیف صد حیف طریقہ وشعار مقلدان نافہمان پر کہ اقوال ائمہ مجتہدین پر بھی کاربند نہیں ہوتی ہیں بلکہ وادی جہالت میں بمقتضائے مضمون آیت کریمہ فی کل واد یہیمون سرگردان رہتی ہیں اور تابعداران متبعان خدا و رسول کو بزعم فاسد اپنی سب وشتم و زد و کوب کرتی ہیں اور لامذہب و بددین کہتی ہیں پس یہ سب آثار وشعار انکا بسبب ہوائی نفسانی و موجب عدم تدبر قرآن وحدیث واقوال سلف صالحین ومتاخرین محققین کی ہی اور اقوال بلا دلیل بزرگان و فرحان ہیں مسلم الثبوت میں مذکور ہی عن ائمتنا لا یحل لاحد ان یفتی بقولنا ما لم یعلم من این قلنا انتہی وہکذا فی سم القوارض ملا علی القاری الہروی اور اسامی کتب اہل اصول مذہبی حنفی وغیرہ کے عدم وجوب تقلید شخصی میں یہ ہیں باب بابن عشر قضا فتاوی عالمگیری وفتح القدیر وتحریر الاصول لابن الہمام وتقریر شرح تحریر صاحب عنایہ وتحبیر شرح تحریر امیر الحاج وشرح تحریر سید بادشاہ شرح منہاج علامہ قاسم ومسلم الثبوت محب اللہ البہاری ومختصر الاصول ابن حاجب و عضدی شرح مختصر الاصول وشرح تحریر ومسلم مولانا نظام الدین وبحر العلوم مولوی عبد العلی وعقد الفرید شرنبلالی وطحطاوی ورد المحتار وطوالع الانوار حواشی درمختار ومغتنم الاصول علامہ حبیب اللہ قندہاری وقول سدید شیخ الشیوخ سید احمد طحطاوی تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوف شیخ عبد الحق محدث دہلوی وکتاب الرد علی من اخلد الی الارض للشیخ جلال الدین السیوطی وعلامہ عبد البر وقرافی شرح اصول وعبد الوہاب در میزان ویواقیت وعقد الجید وحجۃ اللہ البالغہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی وسوالات عشرہ شاہ عبد العزیز وقاضی ثناء اللہ پانی پتی رسالہ

عمل بالحدیث وکتاب ظفر سبی میں گویا ترجمہ مسلم الثبوت ہے و مولانا محمد اسمعیل نے
تنویر العینین و ایضاح الحق میں جیسا کہ واقفان وخبر داران کتب مذکورہ پر مخفی
نہیں ہے اس صورت میں مقلدین ہوا پرستان پر واجب ہے کہ بنظر انصاف وتدبر
تمام کتب مذکورہ کو ملاحظہ فرما کر افراط و تفریط سے باز آویں تا رضاء مولا یاوین اے عزیز
آنچہ گفتیم و بدل ترسیدم * کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است - واضح ہو
کہ جاہل ناواقف پر بمقتضای آیت کریمہ لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر الایۃ ہل یستوی
الذین یعلمون والذین لا یعلمون الایۃ و فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون وغیرہا من الایات
مسائل کا پوچھنا اور سیکھنا فرض و واجب ہے شرعا یعنی ہر جاہل وقت لاعلمی کی کسی عالم اہل ذکر سے
خواہ وہ عالم افضل ہو خواہ وہ فاضل ہو خواہ وہ مفضول ہو کیونکہ اہل الذکر عند التحقیق عام ہے
مسئلہ دریافت کر لیا کرے خواہ ایک عالم اہل ذکر سے پوچھے یا متعدد سے فی الجملہ جس سے تسلی اور
دلجمعی ہو مسئلہ میں پھر جب ایک یا دو سے مثلا دریافت کر لیا عہدہ تکلیف سے باہر ہو گیا اور مواخذہ شرعی
سے بچا اور اسی پر اجماع ہو چکا قطعا اعلم ان کلا من المجتہدین والعلماء الکاملین من اہل الذکر الذین وجب
سؤالہم واتباعہم لمن لم یصل الی درجۃ النظر والاستدلال فاذا عمل احد من المقلدین بقول احد منہم
فقد ادی ما علیہ بلا خلاف فیہ کما یستفاد من القول السدید وغیرہ **مسئلہ** یجوز تقلید المفضول مع وجود الافضل فی
العلم عند الاکثر وعن احمد وکثیر المنع بل یجب النظر فی الارجح ثم اتباعہ لنا اولا لما قول عموم فاسئلوا اہل الذکر
وثانیا القاطع فی عصر الصحابۃ باستفتاء کل صحابی المفضول فکان اجماعا ومن ثم قال الامام لولا اجماع الصحابۃ
لکان مذہب الخصم اولی انتہی فی مسلم الثبوت فمن انکر عموم اہل الذکر فاولی ثم اولی - اللہم ارنا الحق
حقا وارنا الباطل باطلا واللہ اعلم بالصواب فاعتبروا یا اولی الالباب حررہ الراقم العاجز سید محمد نذیر حسین

محمد حسین خان عفی عنہ ساکن قریہ سیم وہ غلیبور متعلقہ مراد آباد	محمد برادر ابن جناب ساکن جاترہ	رحیم اللہ عفی عنہ سونی	علی حسن خان جمجھ بڑی ضلع احاکام	عبد الہادی الاسلام آبادی
محمد امیر حسن البہاری عظیم آبادی	محمد ظل الرحیم نصیر آبادی	محمد حسین پنجابی سلطان پوری	محمد گلزار حسین عفی عنہ	نور محمد المئوی الاعظم گڈھی

محمد عبد العزیز مراد آبادی	غلط نامہ متن وحاشیہ	حافظ اللہ دیا پنجابی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱۶	لطلب	طلب
؍؍	۱۹	قالواجب	قالواجب
۳	۵	ہین	ہین داخل ہوئی بلایہ اور بدعت کفرعلی
۴	۱۵	بہمر سائم	بہمر سائم
؍؍	۱۶	ماالقینا	ماالقینا
؍؍	۱۶	گزشتہ	گذشتہ
؍؍	۱۸	گزشتہ	گذشتہ
۵	۴	ابن ابی اسحق	ابن اسحق
۵	۷	حقیقت	حقیقت
؍؍	۱۱	محقق محقق	محقق محقق
۶	۱۵	الی الکلام	الی الاسلام
۷	۲	شبرا شبرا	شبرا شبرا
؍؍	۱۱	مذاہی	مذہب
؍؍	۱۴	محب لبد	محب للہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
حاشیہ نمبر ۳ متعلقہ صفحہ ۱	۱۳	نزضایع	نزضایع
حاشیہ متعلقہ صفحہ ۲	۱۱	واسط	واسطے
حاشیہ نمبر ۱ متعلقہ صفحہ ۳	۹	پھر تہامی سورہ برات ہیں پہنچا	اور نیز جو رہی سی تھی آپ سورۂ برات ہیں پہنچے
حاشیہ نمبر ۲ متعلقہ صفحہ ۳	۳۰ ۳۰ ۳۴		
ایضاً	۷۰	قران	کتاب اللہ
ایضاً	۷۱	وہ جو	وہ چیز جو
ایضاً	۷۶	قرآن کا	کتاب اللہ کا
ایضاً	۸۴	مسائل	مسایل

حسب الفرمایش مقبول الکونین مولوی محمد تلطف حسین صاحب عظیم آبادی و مولوی محمد یوسف صاحب بہاری و مولوی محمد نظیر حسن صاحب العظیم آبادی

مطبع چشمہ فیض دہلی واقع محلہ پیپل مہادیو میں حلیہ طبع پہنا

P no 15272

کتاب العیدین

۴۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہین علما اندراس مسئلہ کے کہ عورتون کو اس زمانہ مین نماز عیدین کے لیئے عیدگاہ مین جانا درست ہے یا نہین اگر درست ہے تو اس اثر عائشہ رض کا کیا جواب ہے عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَوْ اَدْرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم مَا اَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسَاجِدَ رواہ البخاری یعنی فرمایا حضرت عائشہ رض نے کہ اگر پاتے رسول صلعم جو احداث کیا ہے عورتون نے تو بیشک منع فرماتے اونکو مسجد ونسے الخ روایت کیا اسکو بخاری نے

بَيِّنُوْا تُوْجَرُوْا

الجواب

عورتونکا بروز عیدین عیدگاہ مین جانا حدیث صریح صحیح مرفوع سے بلانکیر ثابت ہے آنحضرت صلعم کو اسمین اہتمام بلیغ تہا یہانتک کہ حائضہ اور بن کیڑے والیکو بہی عیدگاہ مین حاضر ہونیکا حکم فرماتے بخاری ومسلم مین ہے عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ اُمِرْنَا اَنْ نُخْرِجَ الْحُيَّضَ يَوْمَ الْعِيْدَيْنِ وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ فَيَشْهَدْنَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَدَعْوَتَهُمْ وَتَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ عَنْ مُصَلَّاهُنَّ قَالَتْ اِمْرَاَةٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِحْدَانَا لَيْسَ لَهَا جِلْبَابٌ قَالَ لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا یعنی ام عطیہ سے ہے کہا اونہون نے کہ حکم کیئے گیئے ہم لوگ کہ نکلین حیض والیونکو عیدین مین اور پردہ داریس حاضر ہون مسلمانون کی جماعت مین اور دعا مین اونکی اور علیحدہ بیٹہین حیض والیان اپنی نمازیون کی صف سے کہا ایک عورت نے کہ یارسول اللہ صلعم اگر نہو کسی عورت کے پاس چادر فرمایا تب چاہیئے کہ پہرائے اوسکو ساتہن اوسکی اپنی چادر سے اور ایک روایت مین ہے صحیحین کی کہ جائین حیض والیان عیدگاہ مین بہر رہین پیچہے لوگون کے اللہ اکبر کہین ساتہہ اونکے نووی شارح مسلم نے قاضی عیاض سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رض و علی رض و ابن عمر رض وغیرہ کے نزدیک ضرور تہا نکلنا عورتونکا عیدین مین اور تحت مین قولہ صلعم لِتُلْبِسْهَا

کے نووی لکھتے ہین کہ وَفِیْہِ الْحَثُّ عَلٰی حُضُوْرِ الْعِیْدِ لِکُلِّ اَحَدٍ وَعَلَی الْمُوَاسَاۃِ وَالتَّعَاوُنِ عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی یعنی حضرت کے اس فرمانے مین کہ بے کپڑے والیکو اوسکی ساتھن کپڑا پہراکر لیجاۓ شوق دلانا ہے عیدین مین حاضر ہونیکے لیئے ہر ہر شخص کو اور اوپر احسان اور مدد کرنے کی نیکوئی و پرہیزگاری پر اور یہان شیخ عبد الحق دہلوی رح شرح مشکوۃ مین لکھتے ہین کہ و اگر عاجزہ از تقادرہ استعارہ نماید وسوال کند نیز جائز است کہ وسیلہ امر خیر است اور شاہ ولی احمد صاحب حجۃ اللہ البالغہ مین فرماتے ہین وَلِذٰلِكَ اُسْتُحِبَّ خُرُوْجُ الْجَمِیْعِ حَتَّی الصِّبْیَانِ وَالنِّسَاءِ وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ وَالْحُیَّضِ الخ یعنی اسی اظہار شوکت اسلام کے لیے مستحب ہے جانا ہر ہر شخصونکا عیدگاہ مین حتی کہ لڑکی اور عورتین اور پردہ دار اور حیض والیان اور بخاری مین ہے قُلْتُ لِعَطَاءٍ اَتَرٰی حَقًّا عَلَی الْاِمَامِ الْاٰنَ اَنْ یَاْتِیَ النِّسَاءَ فَیُذَکِّرَهُنَّ حِیْنَ یَفْرُغُ قَالَ اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ عَلَیْهِمْ وَمَا لَهُمْ لَا یَفْعَلُوْنَ یعنی کہا جریج نے عطاۓ تابعی سے کہ کیا گمان کرتے ہین آپ ضرورت امام پر اس زمانہ مین اسبات کی کہ آوے امام پاس عورتون کے پہر وعظ کہے نماز سے فارغ ہوکر کہا عطا نے یہ البتہ بیشک ضرور ہے اماموپر اور کیا ہے واسطے اونکو یہ کہ نہ کرین اور جواب اثر عایشہ رض کا اولاً یہ ہے کہ غرض اونکی امتناع احداث عورتونکا ہے جو کچھ بعد آنحضرت صلعم کے پیدا کر رکہا تہا مِنَ الزِّیْنَةِ وَالطِّیْبِ وَحُسْنِ الثِّیَابِ وَنَحْوِهَا کذا فی العینی نہ نفس حضوری مسجد چنانچہ لفظ مَا اَحْدَثَ النِّسَاءُ کا دلیل روشن ہے اسی معنی پر اور وہ بیشک ممنوع و موجب فساد ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم اِذَا شَهِدَتْ اِحْدَاکُنَّ الْمَسْجِدَ فَلَا تَمَسَّ طِیْبًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ یعنی فرمایا رسول اللہ صلعم نے جب آوے کوئی عورت مسجد مین پس خوشبو نہ لگاوے روایت کیا مسلم نے اور ابوداود مین ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ نہین قبول ہوتی نماز اوس عورت کی جو خوشبو لگاوے مسجد کے لیئے یہانتک کہ غسل کرے غسل ناپاکی کا اور بخاری کی ایک روایت مین ہے کہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَاْذَنَکُمْ نِسَاؤُکُمْ بِاللَّیْلِ اِلَی الْمَسْجِدِ فَاْذَنُوْا لَهُنَّ یعنی فرمایا رسول اللہ صلعم نے جبکہ اجازت مانگین تم سے عورتین تمہاری مسجد کی رات کو پس اجازت دو اونکو اس حدیث مین اجازت کو ساتھہ رات کے مقید فرمایا غرض جو امر باعث فساد ہے اوسکی اصلاح شارع سے خود ثابت ہے اوسکی اصلاح بقدر نقصان کرنا چاہیے نہ کہ معدوم کر دینا اصل امر شرعی کا یہ اصلاح نہین ہے بلکہ افساد ہے حج کیلئے عورتین جب سے گہر چہوڑ کر نکلتی ہین تو ابتدای روانگی سے کیا کیا حالتین ریل و جہاز و اونٹ پر اونکی بے پردگی کی پیش آتی ہین پہر مکہ معظمہ مین وقت طواف و سعی وغیرہ کے کس مرتبہ کا اختلاط مرد و نسے رہتا ہے کہ باری دیکہون کے گر جاتی ہین نعوذ باللہ من ذلک اور یہ صریح حرام ہے تو اس جہت سے عورتین حج سے باز رہ جاینگی بلکہ اختلاط رجال اور دوسرے منہیات سے بچنے کی تاکید لازم ہوگی ہان جمعیت عورت و مرد خلاف شرع البتہ باعث فساد ضرور ہوتی ہے اسکا انسداد لازم ہے جیسے مردونکا سامنے اپنی غیر محرمات مثل بہاوج و سالیان و سرہجین وغیرہ کے آیا کرنا اونسی دل لگیان ہونا کشف عورت رہنا جیساکہ اکثر بلکہ تمام ہند مین دائر سایر

ہے اسکو ضرور مسلمانوں کے گھر میں موقوف ہو جانا چاہیے کہ اسمیں بڑی بڑی واقعات ہو گئی ہیں اور شرعاً و عقلاً اسطرح
جائز نہیں ہی غرض جس مجمع خلاف شرع میں کہ فساد واقع ہو رہا ہی اوس سی چشم پوشی کرنا اور مجمع موافق
شرع کو محتمل الفساد اپنی رائی سی ٹہرا کر بالکل موقوف کر دینا فقط تقاضای شرافت و امارت و اغوائی شیطانی
ہی اس سی پرہیز ناگزیر ہی **ثانیاً** اگر تسلیم بھی کیا جاوی کہ غرض حضرت عائشہ رض کی مطلقاً منع حضوری مسجد
ہے پس اسمیں صریح تخصیص مسجد کی موجود ہی قیاس امتناع حضوری عیدگاہ اس پر درست نہیں اسلیے کہ
حضوری مسجد عورتونکو جائز ہے اور مستحب ہے کہ گھر میں نماز ادا کیا کریں چنانچہ قال رسول اللہ صلعم لا تمنعوا
نساءکم المساجد وبیوتہن خیر لہن رواہ ابو داؤد یعنی فرمایا رسول اللہ صلعم نے نہ روکو اپنی عورتونکو مسجدوں سے اور گھر انکے
بہتر ہیں واسطے انکے بخلاف نماز عیدین کی کہ اسمیں یہانتک تاکید فرمایا کہ حائضہ اور بے کپڑہ والی محتاج اور انکی
کپڑوں میں عیدگاہ آئیں عذر نجس اسدن خانہ نشینی کی اجازت نہ دی **ثالثاً** آپ منع کہاں فرماتی ہیں وہ تو اپنا
فہم ظاہر کرتی ہیں کہ اگر آنحضرت صلعم اس حداث کو دیکھتی تو میری نزدیک ہے کہ عورتونکو مسجد سی روکتے اور رکنا
فرمانا یا اس سبب سے تہا کہ مطابقت فہم رسول اللہ ساتھ فہم اپنی ضروری نجانا ہر ک دب سے ڈرین کہ انکی رائی سے
حکم صریح رسول صلعم کا کیونکر اوٹھایا جا سکتا ہے یا آپ مختار حلت و حرمت کی نہ تہین جیسا کہ حضرت عمر رض مقتضائے
حیا بیان صریح آنحضرت صلعم کی کہ بیوتہن خیر لہن عورتونکا مسجد میں جانا مکروہ جانتے تہے پر منع کر نہین دم نہین
مارتے تہے کہ جب رسول اللہ صلعم نے صاف اجازت دینی کا حکم فرمایا کہ لا تمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ تو اب کون اس حکم
اوٹھا سکتا ہی بخاری شریف کی صفحہ ۱۲۳ میں ہے عن ابن عمر قال کانت امرأۃ لعمر تشہد صلوۃ الصبح والعشاء فی الجماعۃ فی
المسجد فقیل لہا لم تخرجین وقد تعلمین ان عمر یکرہ ذلک ویغار قالت فما یمنعہ ان ینہانی قال یمنعہ قول رسول اللہ صلعم لا تمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ
یعنی ابن عمر رض فرماتی ہیں کہ تہین بی بی حضرت عمر رض کی کہ نماز صبح و عشا کو جماعت سے ادا کرنیکو مسجد میں جایا کرتی تہین
پس کسینی اونسی کہا کہ تم کیوں نکلتی ہو جبکہ جانتی ہو کہ عمر رض مکروہ جانتی ہیں نکلنا عورتونکا اور غیرت کرتے ہیں کہا
اون بی بی صاحبہ نے پس کسنی منع کیا عمر رض کو کہ مجھے منع کر دیں کہا اوس شخص نے کہ باز رکہا عمر رض کو تمہاری روکنے
سی قول رسول اللہ صلعم نے یہ کہ نہ روکو اللہ کی لونڈیونکو اللہ کی مسجدونسے روایت کیا اس حدیث کو بخاری نے اور حضرت
عبد اللہ بن عمر نے انکی منع کرنی پر اپنی بیٹی کو اسقدر سخت و درشت کہا کہ کبھی کسیکو نہ کہا تہا اور عمر بھر انکو مرتی دم تک
پہر بارے غصہ کے بات نکی عن بلال بن عبد اللہ عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلعم لا تمنعوا النساء حظوظہن
من المساجد اذا استأذنکم فقال بلال واللہ لنمنعہن فقال لہ عبد اللہ اقول
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتقول انت لنمنعہن وفی روایۃ سالم عن ابیہ قال
فاقبل علیہ عبد اللہ فسبہ سبا ما سمعتہ سبہ مثلہ قط وقال اخبرک عن رسول اللہ صلعم وتقول واللہ لنمنعہن رواہ مسلم
اور احمد کی روایت میں ہے فما کلمہ عبد اللہ حتی مات کذا فی المشکوۃ ہرگاہ نماز وقتیہ میں یہ معاملہ گزرے جسکا گھر ادا
کرنا خود حدیث صریح صحیح رسول اللہ صلعم سی ثابت ہوا بلکہ اسکو بہتر فرمایا ہے پس نماز عیدین سی جسکو لئی عیدگاہ میں
جانیکی تاکید شدید و اہتمام بلیغ موجود ہی اور کوئی حدیث ضعیف بھی اسکی خلاف میں نہیں آئی اور یہ نماز گھر ادا

بہی نہین کیجاتی ہے اور اس مجمع کو آنحضرت صلعم نے خیر فرمایا ہے کس محبت سی بہلا کوئی عورتونکو منع کر سکتا ہے
ولو فرضنا تو یہ حضرت عائشہ رض اپنی فہم سے فرماتی ہین اور فہم صحابہ حجت شرعی نہین ہے کما فی اصول الحدیث خامساً
یہ کہ اگر مان ہی لیا جاے کہ مقصود حضرت عائشہ رض کا امتناع عام ہے تو یہ اثر ہی کب معارض ہو سکتا ہے حدیث صحیح صریح مرفوع
کا اور ناسخ بہی کلام معصوم کا نہین ہو سکتا بس حکم رسول اللہ صلعم درباب حضوری عورتونکی عیدگاہ مین اوسی
اہتمام کے ساتہہ جو رجال خود رہا اور جانا اونکا عیدگاہ مین ثابت ہوا پہر اب جو شخص بعد ثبوت قول رسول و فعل صحابہ کے
مخالفت کرے وہ اس آیت کا مصداق ہے ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولی
الخ جو حکم صراحۃً شرع شریف مین ثابت ہو جاے اوس مین ہرگز ہرگز اپنی قیاس کو دخل ندینا چاہیے کہ شیطان اسی قیاس کے انا خیر منه
حکم صریح الٰہی سے انکار کر کر ملعون بنگیا ہے اور یہ بالکل شریعت کو بدلنا ہے عورت مرد کے اختلاط کا فتنہ کچہہ اس زمانہ مین پیدا
نہین ہوا ہے ازلسے ابد تک رہا ہے اور رہیگا جسکی حکایتین قرآن حدیث مین موجود ہین اسلیے شارع نے سارے فساد کو خود دفع
فرما دیا ہے پہر بہی اسکو اصلاح طلب سمجہنا تو قولہ تعالی فبدل الذین ظلموا قولا غیر الذی قیل لهم کے وعید مین داخل ہونا ہے ہان
یہ بہی زمانہ فساد کا ہے ہر شخص اپنی عورتونکا نگران رہے کہ بے پردہ
بن ٹہن کر خوشبو لگا کر بجتے گہنے زیور پہر کر ہرگز نجانے دے اونکو
مردونسے الگ بٹہاے غرض اصلاح فساد ساتہہ بقاے حکم شرع
جسطرح ممکن ہو کرے اور حکم شرع کو ہرگز ہاتہہ ندے واللہ اعلم بالصواب
ارزقنا اتباع سنن سید الموجودات وجنبنا عن البدعات آمین

الجواب صحیح والراے نجیح

اور روضۃ الندیہ مین لکہا ہے باب صلوۃ العیدین قد اختلف اہل العلم فی صلوۃ العید ہل ہی واجبۃ ام لا والحق الوجوب لانه صلعم مع ملازمته لها
قد امرنا بالخروج الیها کما فی حدیث امره صلعم للناس ان یغدوا الی مصلاہم بعد ان اخبره الرکب برویۃ الهلال وہو حدیث صحیح وثبت
فی الصحیح من حدیث ام عطیۃ قالت امرنا رسول اللہ صلعم ان نخرج فی الفطر والاضحی العواتق والحیض وذوات الخدور فاما الحیض فیعتزلن
الصلاۃ ویشہدن الخیر ودعوۃ المسلمین فالامر بالخروج یقتضی الامر بالصلوۃ لمن لا عذر لہا بفحوی الخطاب والرجال اولی من النساء بذلک انتہی
پس میلان خلفاے ثلاثہ یعنی ابوبکر صدیق و عمر و علی رضی اللہ عنہم کا بہی وجوب کیجانب تہا اور اسی بات کی تائید کرتی ہے حدیث ابن عباس کی جو
ابن ماجہ مین مذکور ہے کہ آنحضرت صلعم اپنی ازواج و بنات کو عیدین مین لیجاتے تہے پس عموم شامل ہے جوان و پیر سب عورتونکو کہذا
فی بدر التمام شرح بلوغ المرام اور نہج المقبول من شرائع الرسول مین مرقوم ہے اسطور سے کہ زنان را برآمدن سوی عیدگاہ از براے نماز
و شرکت در دعاے مسلمین مشروع است و سنت صحیحہ بدان وارد گشتہ و نماز فرادی ہم صحیح است انتہی

عبد العزیز محمد — امیر حسن ساکن سہسوان — محمد جمیل — سید احمد حسن — علی حسن خان

در مطبع فاروقی دہلی باہتمام میر محمد معظم طبع شد

KBOPL
U297.14 M236-
HL12846